بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آئینۂ معروف

حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلدستۂ معروف

مجموعۂ کلامِ پیر معروف مدظلہ العالی

عرفانی کلاموں کا مجموعہ

آئینۂ معروف

پیمانۂ معروف

عرفانِ معروف

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی

عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

منجملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

ارکان

کتاب کا نام	:	گلدستہءِ معروف
مجموعہِ کتب	:	آئینہءِ معروف، پیمانہءِ معروف، عرفانِ معروف
مصنف	:	حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی
نوعیتِ اشاعت	:	باردوّم
تعدادِ اشاعت	:	۱۰۰۰/ایک ہزار
بموقعِ اشاعت	:	جشنِ من کُنتُ مولاؑ
تاریخِ اشاعت	:	۱۳/رجب المرجب بمطابق ۱۵/فروری ۲۰۲۲ء
مقامِ اشاعت	:	آستانہءِ معروف پیر، مسجدِ اولیاء، مدّی کُنٹا گاؤں، سداشیو پیٹ منڈل، ضلع سنگاریڈی، حیدرآباد، تیلنگانہ۔
کمپوٹر کمپوزنگ	:	معراج نواز شاہ قادری 9773039800
قیمتِ کتاب	:	۲۰۰/روپۓ

INTERNET

OUR WEBSITE
www.maroofpeer.com
www.peerfehmi.com
www.peermaroof.com

OUR BLOGS ON BLOGGER
www.maroofpeer.blogspot.com
www.peermaroof.blogspot.com
www.sarkarmaroofpeer.blogspot.com
www.peerfehmi.blogspot.com
www.sarkarpeeraadilbijapuri.blogspot.com
www.sarkarbadshahquadeerallah.blogspot.com
www.hazratwatanshahqibla.blogspot.com
www.internationalsufismacademy.blogspot.com

OUR BLOGS ON WORDPRESS
www.maroofpeer.wordpress.com
www.peermaroof.wordpress.com
www.sarkarpeerfehmi.wordpress.com

YOU TUBE CHANNELS
www.youtube.com/maroofpeer
www.youtube.com/peermaroof
www.youtube.com/sarkarmaroofpeer
www.youtube.com/sarkarpeermaroof
www.youtube.com/sarkarpeerfehmi
www.youtube.com/miracleofislam92
www.youtube.com/user/sufimuraqbah

ON FACEBOOK
www.facebook.com/maroofpeer92
www.facebook.com/peermaroof

EMAIL ID
maroofpeer@yahoo.com
peermaroof@yahoo.com
maroofpeer@maroofpeer.com
peermaroof@maroofpeer.com
maroofpeer1@gmail.com

گلدستہ ءِ معروف یہ میرے تین کلاموں کا مجموعہ ہے "آئینہ ءِ معروف" "پیمانِ معروف""عرفانِ معروف" ان تینوں کتاب کے جو تمام کلام ہیں ان پھولوں کا ایک گلدستہ بنایا گیا اور اس کو ایک کتاب کے گلدان میں رکھا گیا اس گلدان کا نام گلدستہ ءِ معروف رکھا گیا یہ میرے پیرِ کامل کا احسان عظیم ہے جن کی تعلیم روحانی عرفانی الہامی کی وجہ سے بندہِ عاجز معرفت کے انمول موتی کو کلاموں کی شکل میں جمع کر سکا اللہ تعالی اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے طفیل میں میرے پیرِ کامل کا سایہ تا قیامت تک تمام مریدین وخلفاء کرام کے سر پر رکھے، اور آپ کو صحتِ کلی عطا فرمائے، اور آپ کے علم وفضل سے ہمیں روشن کرے۔ میں اللہ تعالی کی ذات سے یہ اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل میں کتابِ ھذا **گلدستہ ءمعروف** کو تمام عالم میں میرے پیرِ کامل کے جوتیوں کے صدقے میں قبول فرمائے گا۔ میرے پیر کا نام روشن ہوگا اور تمام میرے مریدین و عاشقین وعقیدت منداس سے فیضیاب ہوں گے انشاء اللہ۔ گلدستہ ءِ معروف اس کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے جنہوں نے بھی دامے درمے سخنے قدمے حصہ لیا ہے مولا ان کو دونوں عالم میں کامیاب وکامران کرے اور اس کتاب کو میں اپنے پیر کامل شیخ العارفین محبّ الصادقین سرکار پیر فہمی مدظلہ العالی کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں ۔ گر قبول عزوشرف

خاکپائے پیر فہمی خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

محبت کے جو نقش قلب میں تیار ہوتے ہیں
ابھر کر وہ تصور میں رخِ دلدار ہوتے ہیں

معارف المشائخ برھان الحقائق سر الاسرار نور الانوار تاج الاولیاء قمر الاصفیاء سیدی مرشدی پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ صوفی محمد فاروق شاہ قادری چشتی معروف پیر مدظلہ العالی نے دنیائے تصوف وشاعری کو اپنی نایاب و بے مثال تصانیف عطا فرمائی ہے۔ زیر نظر کتاب گلدستہ ءِ معروف یہ آپ کی تین کتابوں (۱) آینہء معروف (۲) پیمانۂ معروف (۳) عرفانِ معروف کا مجموعہ ہے، جس میں عدیم المثال عرفانی اور اسرار تصوف کے بیش بہا کلاموں کا خزانہ ہے جو آسان اور عام فہم انداز میں یکجا کر دیا گیا ہے جو لائق صد تحسین و مبارک ہے، اسی وجہ سے گلدستہ ءمعروف کی افادیت لامحدود فیض حاصل کرنے کا عظیم الشان ذریعہ ہے۔

بعض کتابیں معلومات عرفانی کا خزانہ ہوتی ہیں اور بعض اس سے بھی کہیں آگے اسرار کا خزانہ ہوتی ہیں۔ گلدستہ ءمعروف بیک وقت مرکز بحرین ہے بلکہ دریائے طریقت اور معرفت کو کوزے میں سمو رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ .

اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی کے لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

عرفاء اور علماء ربانیین نے **لیعبدون** سے **لیعرفون** مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی تلاش اور اپنے عرفان کے لئے تخلیق فرمایا اور اپنے وجود کے راز کو انسان میں پوشیدہ رکھ کر اس جلوہ کو عام بھی کر دیا اور طرۂ امتیاز یہ ہے کہ تاجِ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا آئینہ بنایا

گلدستہ معروف میں ایسے ہی رموز کو کلاموں کی شکل میں ڈھال کر پیش کیا گیا ہے۔

وجود آدمی ہو کر خدا کی شان لایا ہوں
میں اپنے آپ میں کون ومکاں کی جان لایا ہوں

چھپا گنج خفی نور نبی سر انا مجھ میں
ہزاروں سر میں رکھ کر قیمتی سامان لایا ہوں

حقیقت کو شریعت کی نظر سے دیکھنے والوں
اسی کا نور ہوں اور نور کی پہچان لایا ہوں

(گلدستہ معروف)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ صمدیت دعا کرتا ہوں کہ وہ بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وبطفیل غوث وخواجہ واولیاء کرام طالبان حق کے لئے اس کتاب کو سرچشمہ فیضان بنا اور ہمیں اپنے مرشد کامل کے لطف وعنایات سے خوب مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرما آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین کے

خاکپائے معروف پیر خواجہ شیخ مولانا محمد آصف شاہ قادری الچشتی عادل فہمی معروف نوازی **ربانی پیر** عفی عنہ

اللہ کی بے شمار تعریفیں جس نے ہمیں اپنی رحمت سے نوازا۔ درود وسلام ہو ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن سے علم کا سمندر اور روحانی نور ولی اللہ کو وراثت میں ملا ہے جس سے قیامت تک انسانیت کی رہنمائی ہوگی۔ ہمیں اپنی زندگی میں ایسی ہی ایک روحانی شخصیت حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی معروف پیر مدظلہ العالی کا مشاہدہ کرنا نصیب ہوا۔

گلدستہ ءِ معروف" حضرت معروف پیر مدظلہ العالی کے روحانی کلام یا سونیٹ کے تین چشموں کا مجموعہ ہے جو روحانی شاعری کے کلام پر مشتمل ہے جس کا اصل نام" آئینہ ءِ معروف"" پیمانِ معروف"" عرفانِ معروف .'یہ کلام تصوف میں ان کی تقاریر اور لیکچرز کے علاوہ حضرت کی تصانیف کا بہترین نمونہ ہیں۔

یہ کلام اسلامی تصوف کے حقائق اور گہری صوفیانہ آگہی کی بازگشت کرتے ہیں جو واضح طور پر مصنف کے امتیاز اور فضیلت کو ظاہر کرتے ہیں۔

اس ترقی یافتہ دور میں، مادی خوشحالی بنیادی خواہش ہے، اور بدقسمتی سے انسانیت سے آگے نکل جاتی ہے۔

بنیادی ترجیح کی شرائطِ زندگی مکمل طور پر نفس اور دنیاوی لذتوں کے گرد گھومتی ہے۔ اس طرح زندگی کا مقصد ہی بھول گیا اور زندگی کا تحفہ ضائع ہو گیا۔ حیاء، دیانت، خلوص، امانت داری، سخاوت، رحم دلی وغیرہ جیسے انسانی کمالات سے متعلق خوبصورت کردار اس وقت ختم ہو چکے ہیں۔ دل تاریکی میں پردہ ہو چکے ہیں، بری خواہشات اور جذبات سے بھرے ہوئے ہیں اور بغض، لالچ، غرور اور حسد سے بھر گئے ہیں۔ نفس کی ان خواہشات کو پورا کرنے میں دل اور روح دونوں کو بے وقوفی کے ساتھ اس چیز سے

بدل دیا جاتا ہے جو عارضی ہے نہ کہ ابدی۔

دنیاوی محبت کو اللہ کی خالص بے لوث محبت میں بدلنے میں '' گلدستہ ءِ معروف'' سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوگا جہاں جلتے ہوئے دل نوری کلام کے ذریعے صوفیانہ آگہی کو محسوس کرتے ہوئے روحانی بارش سے خوش ہوں گے۔ کچھ لوگوں کے لیے یہ ایمان کے شعلے کو بھڑکا دے گا، کچھ کے لیے یہ اللہ اور اس کے نبیوں اور اس کے اولیاء سے بے لوث محبت پیدا کر دے گا۔ تصوف پر کلام جو بے لوث دلوں کے رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے اور روحوں کو حتمی سچائی کا مزہ لینے کے لیے گہری صوفیانہ آگاہی دیتا ہے۔

حقیقی محبت کی خوبصورتی باطنی طریقوں سے ڈھکی ہوئی ہے جو خالق کی حقیقی محبت کے بارے میں اعلیٰ ترین آگہی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گلدستہ معروف میں چھپے ہوئے خزانے کو اس میں موجود صوفیانہ علوم کو سمجھنے اور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت معروف پیر مدظلہ العالی کو لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں ان کی بارگاہ سے ایسے اور بہت سے معجزات کا گواہ بنائے۔ اللہ ہمیں اس نورِ الٰہی کو پھیلانے کے لیے حضرت کی رفاقت سے نوازے۔

اور ہمیں حضرت کا پیغام پوری دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرما کہ تصوف محبت کا مذہب ہے۔

خاکپائے معروف پیر خواجہ سید محمد منصور شاہ قادری الچشتی عادل فہمی معروف نوازی

نظامی پیر عفی عنہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہٗ

میرے پیرومرشد سرکار کی کتابِ ھذا" گلدستہ ءِمعروف" میں جتنے بھی کلام تحریر فرما ہے عشق سے معرفتِ الٰہی سے عرفانِ حق سے ہر لحاظ سے انتہائی دلچسپ و بھرپوراثر رکھنے میں یکتا ہے اور تعلیماتِ معرفت اسرارِ حقیقت پر مبنی ہیں۔سرکار کے کلام جو اس گلدستہ ءِمعروف میں موجود ہیں۔ساری دنیا میں انتہائی مقبول ومعروف ہوئے ہیں کئی کلام آج بھی یوٹیوب پر چل رہے ہیں جو ہر قوال کی زبان پر موجود ہیں۔ اور جو بھی حضرات معرفتِ رب سے تعلق رکھتے ہیں ان کلاموں سے اپنی روحانیت کو اس مقام پر اس عروج پر پاتے ہیں۔بس یہ مختصر کے میری زبانِ عاجز ہیں کہ میں اس گلدستہ ءمعروف کے متعلق لب کشائی کروں۔

عشق کے بازار میں خود کو لُٹا کر دیکھ لے
یار خود موجود ہے پردہ اُٹھا کر دیکھ لے

(حضرت معروؔف پیر)

ایک عشق کی خاطر ہی تیرا بندہ بنا ہوں میں
دریا بنے ہیں آپ تو قطرہ بنا ہوں میں

(حضرت معروؔف پیر)

خاکپائے معروف پیر خواجہ شیخ محمد عثمان شاہ قادری الچشتی عادل فہمی معروف نوازی
روشن پیر عفی عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں انتہائی خوش قسمت ہوں شکر گزار ہوں کہ ایسے پیر کا مرید و خلیفہ ہوں کہ جس کا قلبِ اطہر معرفت سے عرفان سے حقیقت سے بھرا ہوا ہے جس کا اظہار اس گلدستہءِ معروف میں کلاموں کی شکل میں موجود ہے جو ہمیں سینہ بہ سینہ عطا ہو رہا ہے۔ یہ سرکار معروف پیر کی عطا بے لوث کرم ہے جو اپنا عرفان ان کلاموں کے ذریعے ہمارے سینوں کو پرنور کر رہے ہیں۔ بظاہر یہ کلام ہے پر جو صاحبِ سمجھ ہیں ان کے لیے ہر طرح کی تعلیم ہر معرفت حقیقت کا خزانہ ہے۔ ہر راز عیاں کر چکے ہیں۔ کنتُ کنزاً مخفیاً ، یہ گلدستہءِ معروف ایک معرفت حقیقت کا سمندر ہے اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس میں سے کیا حاصل کریں گے۔ ہمارے سرکار معروف پیر نے دل و جان سے محنت مشقت کر کے ہمیں یہ انمول تحفہ سے نوازا ہے، ہر راز عیاں کیے، ہر تعلیم سے نوازے ہیں۔ میں ادنیٰ غلام ہوں خاکپائے سرکار معروف پیر کا بس اتنی التجا ہے کہ سرکار کے قدموں کی دھول کا صدقہ عطا ہو جائے۔ اس کلامِ پاک کی روشنی سے سب کے دل معرفت کی روشنی سے بھر جائے ، ہر راز عیاں ہو جائے ، ہمیں بھی سرکار کی سمجھ عطا ہو جائے سرکار معروف پیر کی جستجو جو بیانات کے ذریعے کلاموں کے ذریعے مراقبوں کے ذریعے ہم کو عطا ہو رہی ہے۔ مولا ہم سب کو ان کے مقصد میں پورا اترنے کی اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اس اعلیٰ سلسلے کا جو سرکار قدیر اللہ سرکار مہتاب اللہ سرکار پیر عادل بیجا پوری اور سرکار پیر فہمی سے جا ملتا ہے اس سلسلے کا نام روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

خاکپائے معروف پیر مدظلہ العالی کا ادنیٰ غلام معشوق پیر

گلدستہءِ معروف

نسبت کا ہے دیدار گلدستہءِ معروف
آئینہ ہے یہ دل نثار گلدستہءِ معروف

پیمانہ مَنْ عَرَفْ کا ہے صاحبِ سمجھ کے لئے
حقیقت کا ہے یہ آئینہ دار گلدستہءِ معروف

عرفانِ الٰہی کے رموز ہیں پنہاں اس میں
گنجِ مخفی کا ہے یہ تاجدار گلدستہءِ معروف

حمد و ثناء نعتِ نبی منقبت کے موتی
کتنا پیارا ہے یہ ہار گلدستہءِ معروف

شریعت بھی ہے طریقت بھی ہے معرفت اس میں
اہلِ سلوک کا ہے کردار گلدستہءِ معروف

جو ہیں عاشقِ نبی طالبِ دیدارِ مولا
ہے یہ اُن کے لئے انوار گلدستہءِ معروف

خوشبوئے عشق سے ہر گل مہک رہا ہے
کتنا معطر ہے یہ گلزار گلدستہءِ معروف

دامن ہے جس کے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا
ایسے پیرِ کامل کا ہے یہ آشکار گلدستہءِ معروف

قدرت کا آئینہ ہیں پیمانہ ہیں عرفان ہیں پیر معروف
معجزہ ہے یہ شاہکار گلدستہءِ معروف

سر چشمہءِ انوار ہے فیض و کرم ہے سب پہ
نوازی ہر لمحہ ہے دیدار گلدستہءِ معروف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

آئینۂ معروف

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی

عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

فہرست

صفحہ نمبر	کلام	نمبر شمار
18	ہے قرآن کا سَر بِسۡمِ اللّٰہ	1
19	دیکھتا ہوں تجھے ہو بہو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو	2
21	سُن لے میری صدائیں وہ لامکان والے	3
22	آمدِ احمدِ مختار مُبارک باشد	4
24	تو سراپا نور ہی نور ہے	5
25	محمّدؐ سا کوئی نہ پیدا ہوا ہے	6
26	سرکار کی اُلفت میں ہم جاں کو لٹا دیں گے	7
27	نُورِ خُدا بن کر نبیوں کا اِمَام آیا	8
28	ہو گیا آپ کا دیدار یا رسول اللہ	9
29	آدم کا دم بنایا محمّدؐ تیری گلی میں	10
30	یا مُحمّدؐ مجھے دیدار دکھانا ہوگا	11
31	چہرہِ محمّدؐ کو آنکھوں میں چُھپایا ہے	12
32	شب معراج میں ہم پر کھلا رتبہ مُحمّدؐ کا	13
33	مظہرِ ذاتِ خدا ہے حضرتِ غوث الوراء	14
34	اجمیر والے پھیرو نہ خالی	15
36	گھنگٹ کے پٹ کھول ذرا مورے خواجہ	16
37	حاجی ملنگ ھیں نور کا دریا	17
38	چشمہءِ فیض و عطا ہیں حضرت عادل پیا	18
39	میرے مولیٰ تو کردے کرم	19

20	حسین کلمے والا ہے میرا صنم	40
21	مرشد نے رَاز کلمے کا جِن کو بتا دیَا	41
22	آ کے بھی نہ آنا غضب کا کمال ہے	42
23	تیرا کلمہَ جِس نے پَایا وہ تیرا ہو گیا	43
24	مصحفِ رُخ کو پڑھاؤ تو بات بن جائے	44
25	حسُن کی ابتدا نہیں ہوتی	45
26	جبُ سے ہوا ہے درشن ہرے گنبد کے خواجہ	46
27	میرے مُرشد میرے پیر رے	47
28	محمد کا گھرانہ ہے مرشد ہی خزانہ ہے	49
29	کعبے کا بھی کعبہ ہے چہرہ میرے مرشد کا	51
30	چشمِ پُرنم ہے دل بھی ہے بے قرار	52
31	ہر ایک کو بھایا ہے عالم تیرا رندانہ	53
32	آہ کرنا بھی تیرے عِشق میں رسوائی ہے	54
33	سوال و جواب	55
34	ائے حسُن اَزل اے ماہِ مبین	57
35	کب سے بیتاب ہوں دیدار تیرا پانے کو	59
36	یہ جان آپ کی ہے یہ تن آپ کا	61
37	سَانچے گرو پہ تَن مَن واری	62
38	چہرہ میرے مرشد کا ہر حسُن پہ بھاری ہے	64
39	اے پیر تیرے آنے سے عَالم میں بہاریں آئی	65
40	جِن سے دیر و حرم جگمگا نے لگے جِھلملا نے لگے	66
41	بس تیرے نام پہ ہر جام لیا کرتے ہیں	68

42	جَلا کر جان و جگر جلوہ تیرا دیکھ لیا	69
43	پلکوں پہ بٹھاتے ہیں نظروں سے گِراتے ہیں	70
44	عُنوانِ محبت کا اِتنا ہی فسانہ ہے	71
45	کون رہتا ہے ہمیشہ سَامنے	72
46	جانے کیسی پلا گیا کوئی	73
47	رات میں دن میں وہ سو بار نظر آتے ہیں	74
48	شئہِ رگ میں جلوہ تیرا روح پر تیری حکومت	75
49	دیوانے ہیں دیوانوں کو نہ اپنی خبر نہ دنیا کا ڈر	76
50	میری زندگی پڑی ہے تیری بندگی کے پیچھے	78
51	چراغِ نورائے اِیماں اُسی میں جلوہ گر ہوگا	79
52	طوفانِ زندگانی کے میری نظر میں ہیں	80
53	اللہ کہنا چھوڑ دے جب خودی کو پائے گا	81
54	آپ ہی اپنی حقیقت آپ ہی ہیں آئینہ	82
55	لَا کے مُردے میں جَان اِلَّا اللہ	83
56	یہ جو آدم ہے بہانہ ہے کِسی کا	84
57	یہ گنجِ خفی میں کیا ہے مرشد مجھے بتادے	85
58	نوُ دروازے بند کر کے منکا منکا رول	86
59	سجدہ تیرے قدموں پہ ادا کون کرے گا	87
60	اگر ہے شوق پینے کا مُصلّے کو بچھا کر پی	88
61	ایک طُرفہِ تماشہ ہے ساقی تیرا میخانہ	89
62	صورت اِنسان میں رحمان کہہ رہا ہوں میں	90
63	پہچان کو آگئے ہیں صورت بدل بدل کے	91

64	تیری نظروں کو دھوکا ہوا ہے چارسو میرا جلوہ عیاں ہے	92
65	مقامِ 'ھوٗ' بھی ایک ایسی جگہ ہے	93
66	ایک عِشق کی خاطر ہی تیرا بندہ بنا ہوں میں	94
67	نہ فنا تو بن کے آیا نہ بقاء تو بن کے آیا	95
68	صورتِ رحماں سلامٌ علیکُ	97

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انتساب

میں اپنا مجموعہ کلام ''آئینہءِ معرؔوف'' اپنے رہبر وقت مرشدِ کامل پیرِ طریقت نورِ ہدایت تاجِ ولایت حضرت خواجہ شیخ محمد عبدُ الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری فہمیؔ پیر مدظلہ العالی دامت برکاتہٗ کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں، جن کی ایک نگاہِ فیض سے ہزاروں مردہ دل روشن ہو گئے۔ جن کی خوشبو سے سارا عالم مہک اُٹھا، جن کی آمد سے کُفر کا اندھیرا مٹ گیا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے، گمراہیوں نے اپنا مُنہ تاریکیوں میں چھپا لیا۔ کلامِ ھٰذا ''آئینہءِ معرؔوف'' اسی شمعِ ولایت سے منسوب کرتا ہوں۔

مرشد نے راز کلمے کا جِن کو بتا دیا
عاشق نے اپنا کعبہ وہیں پر بنا لیا

خاکپائے پیرفہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی
عادل فہمی نوازی **معرؔوف پیر** مدظلہ العالی

بِسمِ اللہ شریف

ہے قرآن کا سَر بِسۡمِ اللّٰہ
عارفوں کا ہے ذر بِسۡمِ اللّٰہ

اَنَا نکتہءِ باء ہے قولِ علیؓ
کرلو غور و فکر بِسۡمِ اللّٰہ

خیر و برکت بھی ہے رحمت بھی
پڑھو شام و سَحر بِسۡمِ اللّٰہ

اس میں ذات وصفات ہیں مخفی
ایک نقطے کا گھر بِسۡمِ اللّٰہ

مَنۡ عَرَفَ سے تو جان لے اُس کو
کُنۡتُ کنزاً کا در بِسۡمِ اللّٰہ

عَین طوفان میں پُکارا ہے جب
آئے بن کر خِضر بِسۡمِ اللّٰہ

پیر ؒ بھی ہے راز داں کُن کا
لے لو اُن سے نظر بِسۡمِ اللّٰہ

"ب" کے نقطے کا نکتہ جان معروفؔ
تن میں ہے یہ کِدھر بِسۡمِ اللّٰہ

دیکھتا ہوں تجھے ہو بہو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

اللہ ھُو

کیوں کرو غیر کی جستجو

یار ہے میرا ابُ روبرو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

پڑھ رہا ہوں نمازِ فنا

کر کے خونِ جگر سے وضو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

کیوں نہ جِنّ و ملائیک کہے

بول اُٹھا میرا بھی لہو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

یَاد قَالو بلیٰ آ گیا

میں تھا اور تو روبرو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

تو ہی اِنسان میں تو ہی قرآن میں
تیرا جلوہ ہی ہے چار سو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو
دیکھتا ہوں جدھر آ رہا ہے نظر
تو ہی تو تو ہی تو تو ہی تو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو
پیر فہمی کے ہم تو قائل ہوئے
ذِکر دم میں بَسایا ہے ھُو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو
پیر معرؔوف جَان کے راز ھُو
دم بدم کہہ رہا ہے ھُو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

حمد بارِی تعالیٰ

سُن لے میری صَدائیں وہ لا مکان والے
رحمت میں اپنی لے لے اے آسمان والے

غفلت میں پڑھے ہیں بُجھتے ہوئے دیئے ہیں
سب دیکھتے ہیں مُجھ کو وہم و گمان والے

رنج و الم نے گھیرا ہے بربَادیوں کا پہرہ
بَس تیرا ہے سَہارا شہءِ رگ کی جَان والے

عِلم لُدّنی سے تو سینے کو کردے روشن
داتا تو سخی ہے کلمے کی شان والے

مُردہ دِلوں کو یاربؑ کلمے سے کر دے زندہ
روح کی زبَاں سے بولے کڑوی زبان والے

فہمی پیر تم نے کلمہ وہ دیدیا ہے
پَاتے ہی بن گئے ہم مومِن کی شان والے

فضل وکرم سے تیرے جھولی کو میرے بھردے
معروؔف غلام تمہارا اے آن بان والے

مُبارک بَاشد

آمدِ احمدِ مختار مُبارک باشد
گھر تیرے آمنہ انوار مُبارک باشد

ایک میں کیا سبھی چاکِ گریباں ہونگے
دیکھ کر آپ کا رُخسار مُبارک باشد

تم ہومختارِ جہاں چاہو بناؤ مسکن
دِل کے شیشے میں ہو سرکار مُبارک باشد

بلبلیں نغمہ سراں ہوگئی بہ شوق لِقا
سَر بہ سجدہ ہوئے اشجار مُبارک باشد

سر جھکائے ہوئے محرابِ رضا میں اپنا
چشمہءِ ابروئے خمدار مُبارک باشد

اپنے محبوب پر صَلّیِ علیٰ شام و سحر
کہہ رہا ہے خدا ہربار مُبارک باشد

باعثِ دید ہے یہ کُن کا فسَانہ تیرا
دید بازوں کو ہو دیدار مُبارک باشد

خوف مت کھاؤ جہنّم سے گنہگاروں تم
شافِع احمدِ سرکار مُبارک باشد

جسم اللہ کو نہیں اور نہ نبی کو سایہ
محمد مظہرِ اسرار مُبارک باشد

رحمتِ محفلِ میلادِ محمد برسے
ہونگے سب دیوانے سرشار مُبارک باشد

رفعتِ ذکر میں حامدہے تیرا خُدا
پیرفہمی تیرا اذکار مُبارک باشد

جان سے جانا ہی اس راہ میں شفا معرؔوف
خوشبوئے گیسوئے بیمار مُبارک باشد

نور ہی نور

تو سراپا نور ہی نور ہے - تیری ہر ادا میں ہے دلبری
تجھے دیکھنا ہی نماز ہے - تیری یاد ہے میری بندگی
جہاں ٹپکے تیرا پسینہ ہے - وہاں پھول اگتے ہیں عشق کے
تیرا جسم مشک و گلاب ہے - تیری سانس سانس ہے عنبری
تیرے آگے جھکنے لگا حرم - تو سراپا لطف و کرم کرم
کہ طواف تیرا خدا کرے - تیرے ارد گرد پیمبری
تو ازل سے ہے تو ابدتلک - تیری تابعداری میں ہے فلک
ہر سجدہ کہتا ہے پیار سے - تیرا آستانہ ہے مسجودی
ہر عکس تیرا غلام ہے - تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
تو ہی ساز میں تو آواز میں - تو ہی ڈھا ھوسے کی ہے بانسری
مجھے بس تیرا ہی خیال ہے - میری بیخودی بے مثال ہے
میرے دل جگر یہ وجود پہ - کہ فلک سے آگئی روشنی
پیرفہی تیری نگا ہوں میں - میں نے پا یا جلوہ خدا کا ہے
مجھے خوفِ راہِ گزر نہیں - میرے ساتھ تیری ہے رہبری
میں اکیلا معروفؔ ہوں چل پڑا - کہ پنجتن کا سفینہ ہے
میرے ساتھ خضر کی ہے رہبری - میرا سفر ہے یہ سمندری

کعبے کی حقیقت

مُحمّد سَا کوئی نہ پیدا ہوا ہے
مُحمّد سے جگ میں اجالا ہوا ہے

مُحمّدکو دیکھا وہ دیکھا خدا کو
خدا کا مُحمّد ٹھکانا ہوا ہے

وہ عرشِ بریں ہو یا فرشِ زمیں ہو
مُحمّد کا ہر جا پُکارا ہوا ہے

سیاہ کیوں ہے کعبہَ حقیقت سمجھ لو
مُحمّد کا سَایہ یہ کعبہَ ہوا ہے

ہے آدم کی بخشش اِنہیں کے ہی دم سے
وہ ہم بے کسوں کا سہارا ہوا ہے

اُنہیں سے ہیں روشن ولی پیر سارے
اُسی نور کا سب پہ جلوہ ہوا ہے

کہ نامِ مُحمّد پہ لب چومتے ہیں
اُسی نام کا بول بالا ہوا ہے

خدا نے کہا جو تو ہے وہ میں ہوں
اے محبوب کب تم سے پردہ ہوا ہے

نہیں پیرفہی مُحمّد کا ثانی
نہیں تم سا کوئی بھی پیدا ہوا ہے

مُحمّد مُحمّد پکاروں گا ہر دم
مُحمّد پہ معرؔوف شیدا ہوا ہے

لُٹا دیں گے

سرکار کی اُلفت میں ہم جاں کو لٹا دیں گے
ہم ذکرِ محمّد کو سانسوں میں بسا دیں گے

عشاق کا کعبہ ہے روضہ ہے مدینہ کا
اُس بیت الحرم پر ہم سر اپنا جُھکا دیں گے

نظروں میں ہے بیت اللہ اور دِل میں مدینہ ہے
وہ کعبہ ہے ایمان کا دنیا کو بتا دیں گے

انجان حقیقت سے غافِل ہے جو خود سے
گُم کردہ مُسافر کو صحیح راہ دِکھا دیں گے

یہ عشقِ مُحمّد کا سرشار نشہ چھایا
اُس جلوے جاناں کو نظروں میں چُھپا دیں گے

اُس نورِ محمّد کو پیر فہمی میں جو دیکھا
اس رازِ حقیقت پر سَر اپنا کٹا دیں گے

یہ شانِ مُحمّد ہی ہے شانِ خُدا معروفؔ
اِس شانِ محمّد پر ہر چیز لٹا دیں گے

انوارِ خُدا

نُورِ خُدا بن کر نبیوں کا اِمَام آیا
صَلِ علیٰ پڑھو سب مُحمّد کا نام آیا
جو لاَ مکاں کا مہماں محبوبِ کبریا ہے
معراج میں جن پر اللہ کا سَلام آیا

اللہ کا آئینہ ہے میرے رسُولِ اکرم
مُحمّد کی زباں بن کر اللہ کا کلام آیا
قدرت کے سب نظارے محتاج ہیں تمہارے
جن پر خُدا ہے شیدا وہ عالی مقام آیا

عاشقانِ مُصطفیٰ ہے دِلوں جاں سے جو ہو قرباں
اُن پر ہی رحمتوں کا ہر دم پیام آیا
کوئی نبی ہے ایسا میرے رسول جیسا
اُمت کے غم سے جن کو نہ کبھی آرام آیا

شافعِ روزِ محشر ہے سَاقی حوضِ کوثر
فہمی پیا کے ہاتھوں طہورا کا جام آیا
سانسوں میں کلمہ تیرا آنکھوں میں تیری صورت
کس شان سے یہ تیرا معروف غلام آیا

کاتبِ مختار

ہو گیا آپ کا دیدار یا رسول اللہ
دِل کے آئینے میں انوار یا رسول اللہ

میرے بگڑے مقدر کو سنوارا تم نے
آپ ہیں کاتبِ مختار یا رسول اللہ

آپ کے کلمے کا جن کو بھی سہارا نہ مِلا
دل ہے اُن کا ہی مردار یا رسول اللہ

تمہاری موہنی صورت کا نظارہ جو کیا
تمہارا ہو گیا بیمار یا رسول اللہ

خدا بھی ہے تمہارا اور خدائی قبضے میں
بیڑا عاشق کا ہو گا پار یا رسول اللہ

انبیا اولیاء سب کہنے لگے حور و ملک
دونوں عالم کے ہو سرکار یا رسول اللہ

تم سے سرکار زمانے کا زمانہ روشن
خوب ہے ہاشمی دربار یا رسول اللہ

پیرِفہمی سے دواپائی سکونِ دل کی
دل و جاں آپ پہ نثار یا رسول اللہ

کیسے معروؔف خلاصہ کریں عرفان کا ہم
شرع کی سر پہ ہے تلوار یا رسول اللہ

مُحمّد کی گلی میں

آدم کا دم بنا یا مُحمّد تیری گلی میں
کیا کھیل ہے رچَا یا مُحمّد تیری گلی میں

تم ہو خِضر کے رہبر سر دارِ انبیاء ہو
میں نے خدا کو پَایا مُحمّد تیری گلی میں

ہر دم کے تم گواہ ہو کلمے کے رازداں ہو
کلمے کا رمز پَایا مُحمّد تیری گلی میں

روح الامین نے معراج کی شب میں
پیغامِ حق سُنایا مُحمّد تیری گلی میں

سرکار دو جہاں ہو محبوبِ کِبریا بھی
کعبے نے سَر جُھکایا مُحمّد تیری گلی میں

ہو تا رہے گا ابُ تو ہر دم میں آنا جَانا
اپنی گلی کو پَایا مُحمّد تیری گلی میں

ظُلمت کدے میں تم نے حق کی شمع جلائی
گھر گھر اُجَالا آیا مُحمّد تیری گلی میں

کیا خاک لوگ جانے یہاں تم کو پیر فہمی
بُرقع پہن کے آیا مُحمّد تیری گلی میں

تیری عطا کے صَدقے تیرے کرم پہ معرؔوف
راہِ بقاء کو پَا یا مُحمّد تیری گلی میں

دیدار حسرت

یَامُحمّد مجھے دیدار دکھانا ہوگا — میم کا پرَدہ چہرے سے ہٹانا ہوگا
تمہارے دید کے پیاسوں کا بھرم رکھ لو نبیؐ — نزع میں آکے مجھے جَلوہ دکھانا ہوگا
تمہارے دم سے ہی آدم کے دم میں آیا دم — اب سلیقہ مجھے آدم کا سکھانا ہوگا
کب تلک صدمے اٹھاؤں گا دوئی کے آقا — مجھے اس رنج وعلم سے بھی چھڑانا ہوگا
کون ہے تیرے سوا گورِ غریباں میں نبی — اس غریب خانے کے اندر تجھے آنا ہوگا
اتنا آساں نہیں منکر کا سامنا کرنا — تیری ہر سانس میں کلمے کو سُنانا ہوگا
اِس طرح رسمِ الفت کو نبھانا ہوگا — مجھ گنہگار کو دامن میں چھپانا ہوگا
کافی نہیں اِقرار ہی تصدیق کرو — پیرفہمی سے راز کلمے کا پانا ہوگا

ہر ایک شئے میں جلوہ دیکھنا ہے تو معرؔوف
یار کا چہرہ نظروں میں جمانا ہوگا

چہرۂ مُحمَّد ﷺ

چہرۂ مُحمّد کو آنکھوں میں چُھپایا ہے
بارہا نظر آیا آپ ہی کا چہرہ ہے

عِشق میں مُحمّد کے کھوگیا ہوں کچھ ایسے
ہوش بھی گنوابیٹھا جب سے تم کو دیکھا ہے

سَرتا پا مُحمّد کو جب سے میں نے دیکھا ہے
ہر طرف نگاہوں میں نورانی وہ چہرہ ہے

جو تمہیں نہیں دیکھا نا بینا جہاں کا وہ
جائے گا وہ دوزخ میں جو نہیں تمہارا ہے

کلمے کو مُحمّد کے جو نہیں سمجھ پایا
دیکھ لینا محشر میں اسکا مُنہ بھی کالا ہے

بزمِ فقیری میں میں نے تو خدا پایا
کھیل یہ نہیں واعظ جان کا گنوانہ ہے

تم ہٹاؤ چلمن کو دیکھ لوں مُحمّد کو
وہی پیر لاثانی میرا کملی والا ہے

شمعِ مُحمّد کو سینے میں کیا روشن
اب مزار میں معروف نور کا بچھونا ہے

جلوۂ محمّد کا

شبِ معراج میں ہم پر کھلا رتبہ مُحمّد کا
زمیں سے عرش تک آیا نظر جلوہ مُحمّد کا

کہ اپنے نورِ اعظم پر خدا خود ہوگیا شیدا
یہ کیسی بے خودی تھی کرلیا سجدہ مُحمّد کا

وہ جیتا ہی رہا بے نام ہوکر گنجِ مخفی میں
خدا خود آگیا ہے اوڑھکر برقعہ مُحمّد کا

یہ کیسی شان سے میرا صنم کعبے میں آیا ہے
کہ اوندھے گر گئے سب دیکھ کر جلوہ مُحمّد کا

شبِ معراج تھی یارات تھی وہ راز کہنے کی
مُحمّد نور ہے رب کا خدا سایہ مُحمّد کا

یہ رسمِ میکشی نکلی علی کے ہی گھرانے سے
ہمارے ہاتھ میں ہے ہاشمی پیالا مُحمّد کا

اٹھا کر غیب کا پردہ جو دیکھا طائرِ سدرہ
خدا کے جلوے میں آیا نظر جلوہ مُحمّد کا

ہمارے پیر فہمی نے اُٹھایا دھیرے سے پردہ
خدائی پڑھ رہی صبح و مسا کلمہ مُحمّد کا

جو سینہ چیر کر معروؔف کا دیکھو تو مُحمّد ہیں
خدا کو بھی پسند آیا ہے یہ شیدا مُحمّد کا

منقبت حضرتِ غوث الوراء

مظہرِ ذاتِ خدا ہے حضرتِ غوث الوراء
نورِ نبی نورِ خدا ہے حضرتِ غوث الوراء

جانشیں ہو تم نبی کے اور محبوبِ خدا
ہر ولی کے دلربا ہے حضرتِ غوث الوراء

ہے چراغِ قادری روشن تمہارے نام سے
سَرتاپا نورِخدا ہے حضرتِ غوث الوراء

ڈوبی کشتی کو تِرانا اور مُردوں کو جِلانا
کام ادنیٰ آپ کا ہے حضرتِ غوث الوراء

تم شہنشاہِ ولایت اور امیرِ کارواں
ہر طرف جلوہ نمَا ہے حضرتِ غوث الوراء

ہے ولایت کی سَند مُہرِ ولایت ہے قدم
جِس کے کاندھے پہ رکھا ہے حضرتِ غوث الوراء

آپ کلمے کے دھنی ہیں اور عرفاں کے غنی
آپ کامل رہنما ہیں حضرتِ غوث الوراء

پنجتن کے نام کی مُنہ بولتی تصویر ہیں
مصدرِ سِرّ اَنا ہیں حضرتِ غوث الوراء

بٹتی ہے مئے معرفت کی میکدے میں آپکے
عارفوں کے رہنما ہیں حضرتِ غوث الوراء

پیر فہمی محبوبِ سبحانی ہیں پیرانِ پیر
پیر یہ سب سے جدا ہے حضرتِ غوث الوراء

کر رہے ہیں اولیاء اعلان یہ معروؔف سب
ہم تمھارے خاکپا ہے حضرتِ غوث الوراء

اجَمیر والے خَواجہ

اجمیر والے پھیرو نہ خالی
بگڑی بنا دو ہند کے والی

اجمیر میں ایک دھوم مچی ہے
شاہِ مَدینہ کی محفل سجی ہے
شان تمہاری ہے سب سے نِرالی

کردو کرم سے پار سفینہ
مُشکل ہوا ہے تم بِن جینا
دیکھو ہماری یہ خستہ حَالی

حال غریبوں کا تم پہ عیاں ہے
تیری نظر میں کون و مکاں ہے
در پہ تمہارے آئے سوالی

دُکھیوں نے تم کو خواجہ پُکارا
بیکس ہیں ہم تو دیدو سہارا
ہو کرم اب تو غریبوں کے والی

مجھ کو غریبی نے آ کے گھیرا
شب ہے اندھیری کب ہو سویرا
غم کی گھٹا سر پہ ہے کالی

مجھ کو مِٹانے زمَانہ کھڑا ہے
موت و حَیات کا جھگڑا بڑا ہے
کردو عطا اب بقاء کی پیالی

قدموں پہ تیرے دنیا پڑی ہے
لوح و قلم کے آپ دھنی ہے
تھامی ہے میں نے روضہ کی جالی

پیرفہمی تیری عطا ہے
دم میں کلمہَ جاری ہوا ہے
ہر ایک ذکر پہ کلمہ ہے بھاری

پوری ہو معرؔوف کی دیدارحسرت
ورنہ ہنسیں گی تم پہ یہ قدرت
خالی نہ جائے شاہ سوالی

گھنگٹ

گھنگٹ کے پٹ کھول ذرا مورے خواجہ
ہند کے راجہ وہ مہاراجہ
علی کاراج دُلارا نبی کے آنکھ کا تارا

سوں ڑاں مُکھ پیارا سر پہ مکھٹ ہے
عالی نسب خواجہ اعلیٰ حسب ہے
سب ولیوں کا اُجیَارا مورے خواجہ

لاج چُنر کی رکھ لو خواجہ
چشمِ عطا ہو بیکس پہ خواجہ
سبُ غریبن کا داتا مورے خواجہ

شاہِ مَدینہ کے نورِ نظر ہو
فاطمہ زہرہ کے لختِ جِگر ہو
خواجہ عثماں کا پیَارا مورے خواجہ

لاج غریبوں کی تم نے رکھی ہے
جھولی مُرادوں کی تم نے بھری ہے
تم سے عطا ہے کلمہ مورے خواجہ

چشتیہ سَاگر آج بہے گی
عثماں کے گھر کی نعمت مِلے گی
صَدقہ عطا ہوگا عثماں کا مورے خواجہ

فہمی پِیا میں خواجہ دِکھے ہیں
خواجہ پِیا میں غوث دِکھے ہیں
دامن مِلا معروف اعلےٰ مورے خواجہ

منقبت
حضرت حاجی ملنگ

حاجی ملنگ ھیں نور کا دریا
جاری ہوا ہے اللہ اللہ
فیض و کرم ہو سب پہ یکساں
مرحبا مرحبا باخدا باخدا

گنجِ خفی کر دو عطا آئے ہیں دور سے
رکھ لو بھرم کردو کرم واسطے حضور کے
او سانوریا او بلموا
آپ سے پردہ کب ہوا

ابن سخی ابن علی ابن دلاور
تم سے عطا ہوا ہمیں شافع محشر
میرے دلبر میرے ہمدم
آپُ سے سبُ عطاَ ہوا

شانِ نبی نُورِ خُدا مثل پیمبر
دونوں جہاں خم ہیں جہاں تیرا ہے وہ در
میرے جاناں جانِ جاناں
آپ ہی ہیں میرا مُدعا

قطبِ جہاں قطبِ ملنگ قطب و قلندر
ذاتِ نبی ذاتِ خدا دونوں ہیں اندر
آپ ہیں داتا آپ ہیں آقا
آپ ہی ہیں شہِ دوسرا

روضہ بنا خلدِ بریں شاہِ ملنگ کا
حُور و ملک کرے ادبُ شاہِ ملنگ کا
ذکرِ فہمی وردِ معروف
آپ سا نہ دوسرا ہوا

منقبت در شانِ حضرت پیر عادل

چشمہءِ فیض و عطا ہیں حضرت عادل پیا ♦ منبع جود وسخا ہیں حضرت عادل پیا

ایک نگاہِ فیض سے لاکھوں بنے ہیں اولیاء ♦ اولیاء کے پیشوا ہیں حضرت عادل پیا

بٹ رہی ہے کلمہء طیّب کی نعمت آج بھی ♦ اپنے خُلفاء میں چھپا ہیں حضرت عادل پیا

کلمہء طیبؑ کا نغمہ دم کے اندر آ گیا ♦ دم میں ہی جلوہ نما ہیں حضرت عادل پیا

کیسے ممکِن ہیں کہ رُسوا ہو دیوانہ آپ کا ♦ دامنِ غوث الورا ہیں حضرت عادل پیا

شش جہت کو کھول کر درسِ عرفان دیدیا ♦ واقفِ سرِّ خدا ہیں حضرت عادل پیا

دلبرِ مہتاب شاہ ہیں عاشقِ شاہِ یمن ♦ قادری چشتی عطا ہیں حضرت عادل پیا

پیر فہمی آپ کا مِلنا ہی سب کچھ مل گیا ♦ پیر کامِل حق نما ہیں حضرت عادل پیا

شان شاہانہ رہے یہ دِل فقیرانہ معرُوف
آپ کے در کا گدا ہیں حضرت عادل پیا

میرے مولیٰ تو کردے کرم
سَاتھ کلمے کے نِکلے یہ دم
رہو پیشِ نظر میرے آٹھوں پہر
اِتنا ہو جَاے مجھ پہ کرم

شمّعِ حق کی تو روشنی
تجھ میں پوشیدہ گنجِ خفی
کیوں پھرے در بدر
سب ہے تجھ میں مگر
پہلے سر کردے اپنا تو خم

پیرفہمی نِگاہ کرم
وقت مشکل ہے رکھنا بھرم
ایک نظر دیکھ لے
اب اِدھر دیکھ لے
ٹوٹِی کشتی کِنارا ہے کم

اِلتجَا

تیرا کلمہَ ہمیں بھا گیا
جِس سے شیطاں بھی گھبرا گیَا
ڈھونڈا دیرو حَرم
تھا مجھ میں میرا صنم
توجہاں ہے وہی وہ بہم

تیرا کلمہَ ہے دم میں صنم
بنا دل میرا بیت الحرم
اہلِ حق دیکھ لے
خود میں رب دیکھ لے
میرا کعبہَ ہے میرا صنم

نام طوفاں میں جو لے لیا
سُن کے طوفَاں بھی تھرَا گیا
برسَا اَبرِ کرَم
دور ہو گئے غم
رکھا معرؔوف کا تم نے بھرم

کلمے والا صنم

حسیں کلمے والا ہے میرا صنم　　خدا کا ہوا ہم پہ فضل و کرم

تصورتمہارا میری بندگی ہے　　تمہیں دیکھنا کیا خدا سے ہے کم

ہر دم کو میرے ملی زندگی ہے　　تمہارے کرم سے ہے ہمارا بھرم

وہاں سجدہ کرنے جھکی ہے جبیں　　جہاں پہ تمہارا تھا نقشِ قدم

تمہاری جلوہ نمائی ہوئی جب　　گرے کلمہَ پڑھتے ہی کعبے کے صنم

زمَانہ بھی کروٹ بدلنے لگا ہے　　کہ بَدلا ہواؤں نے اپنا قدم

خود بہ خود کلمہ پتھر پڑھے ہیں　　حکم دیدیا جب میرا صنم

میرے پیرفہی کا کلمہ پڑھا جب　　بنا میں مومن آیا دم میں دم

یہ کلمہءِ طیب پڑھتے ہوئے ہی
جائیں گے ہم تو معروؔف عدم

رازِ کلمہ

مرشد نے راز کلمے کا جن کو بتا دیا
عاشق نے اپنا کعبہ وہیں پر بنا لیا

اپنی انا کے جال ہی میں پھنس گئے تھے ہم
اپنی خودی مٹا کے خدا سے مِلا دیا

بے لوث بندگی کا صِلہ ہم کو مِل گیا
کوثر کا جام نظروں سے ہم کو پلا دیا

ایک دانہءِ گندم پر اِتنی بڑی سزا
خُلدِ بریں سے مولیٰ نے ہم کو گرا دیا

ہر آن ہی میں کرتے ہیں ہم عرش کا سفر
معراج کے وہ راز کو جس نے ہے پا لیا

ہر گز اُن کی بندگی مقبولِ ربّ نہ ہو
بِن دیکھے جس نے سجدہ میں سر کو جھکا دیا

فہمی پیا کی ذات پر قربان ہو گیا
قرآن کے قرآن کو ہم میں بتا دیا

فثمہ وجہ کا بھی لو مسئلہ حل ہوا
معروف کی نظر میں وہ چشمہ لگا دیا

آمد کمال

آ کے بھی نہ آنا غضب کا کمال ہے
ہر رنگ میں ہر گُل میں تیرا جمال ہے

کھویاَ ایمان ہاَتھ سے جو دیکھا آپ کو
خود کہہ کہ شِرک تم نے مچاَیاَ وباَل ہے

آدم کا دم ہے لیکن زینہ ہے آپ کا
آدم میں آنا جاَنا تیرا بے مِثاَل ہے

مسجودِ ملائک بنے آدم صفِی اللہ
آدم کے آئینے میں کِس کا جمال ہے؟

گل مسکرا رہے ہیں کانٹوں کی سیج پر
قدرت کا کار خانہ سمجھنا محال ہے

خود رفتگی میں دیکھا تماشہ عجیب تر
ہر چیز کو فنا ہے باقی خیال ہے

پیرفہمی رازِ گوہر سینے میں پوشیدہ
پاَئے جواس کو کوئی وہی لازوال ہے

منزل یہ ذکر فِکر کی اعلیٰ ہے اے معرؔوف
مفعول یا فاعِل ہوں بس پہلا سوال ہے

تیرا کلمہ جس نے پایا وہ تیرا ہو گیا
تیرے ذکر سے ہی دم میں اُجالا ہو گیا
کیا تو نے ہے پلایا دیوانہ ہو گیا
نظر کا یہ مِلانا بہانہ ہو گیا

دِیوانہ ہوگیا

نظر میں جگر میں میری ہر نفس میں
میری جان تو ہے میری جان تو ہے
کئی راتیں گزاری سویرا ہو گیا
میں گم ہوا ہوں تجھ میں سب تیرا ہو گیا

تیرے ذکر کی ہے مجھے فِکر ہر دم
تیرے بِن لگے نہ کہیں میرا تن من
میں ہوش بھی گنوایا دیوانہ ہو گیا
میرے دِل میں جاناں ٹھکانہ ہو گیا

تجھے دیکھنا ہی عبادت ہے میری
تجھے یاد کرنا ریاضت ہے میری
کلمے کا پھر بھی بہانہ ہو گیا
یہ کلمے کا راز تو سُہانہ ہو گیا

میرے پیر فہمی تمہارا ہی جلوہ
زمیں پر بھی دیکھا فلک پر بھی دیکھا
تم سے ہی روشن زمانہ ہو گیا
تیری آنکھوں میں میرا میخانہ ہو گیا

جو دم دم میں آیا بنا ہوں میں سالک
میری روح کے مالک میری جاں کے مالک
معروف دل میں بسیرا ہو گیا
میں ان کا ہوا تو وہ میرا ہو گیا

مُصحفِ رُخ

مُصحفِ رُخ کو پڑھاؤ تو بات بن جائے
دل و نگاہ میں سماؤ تو بات بن جائے

کریں گے ہوش کا میری طوافِ میخانہ
کہ ظرف ایسا جو پاؤ تو بات بن جائے

متاعِ عِشق سے روشن ہیں تیرے دیوانے
خزانہ ایسا لُٹاؤ تو بات بن جائے

یہ دم ہے اُن کا تصدُّق یہ جاں ہے اُن پہ نثار
میری رگ رگ میں سماؤ تو بات بن جائے

سجدہ ریزی سے پڑھیں گے فقدنشانِ جبیں
نمازِ وصل پڑھاؤ تو بات بن جائے

ڈھونڈ نے والے تو ڈھونڈا کرینگے دیرو حرم
خودی میں رب کو جو پاؤ تو بات بن جائے

مقامِ دل کو سمجھنا یہ سب کی بات نہیں
پیرفہمی کو مناؤ تو بات بن جائے

بھٹک رہے ہیں اندھیروں میں کِتنے دل معرؔوف
کہ شمعِ عِشق جلاؤ تو بات بن جائے

نہیں ہوتی

حُسن کی ابتدا نہیں ہوتی ☆ عِشق کی اِنتہا نہیں ہوتی
نبضِ دوراں کو دیکھنے والو ☆ ہر مرض کی دوا نہیں ہوتی
میری بُنیاد ہے خطا پہ رکھی ☆ کیسے کہہ دوں خطا نہیں ہوتی
سلیقہ جانتا ہوں دستِ دُعَا ☆ ہرگھڑی اِلتجا نہیں ہوتی
ایک شیطاں کو بخش دیتا اگر ☆ کمی رحمت میں کیا نہیں ہوتی
تارِدم جن کے ہیں کلمہَ رواں ☆ اُنہیں ہرگز سزا نہیں ہوتی
ہر قدم کو اُٹھا سنبھل کے یہاں ☆ ہر گھڑی بھی عطا نہیں ہوتی
موت خود ہے سراپا یار میرا ☆ کیسے کہدوں قضا نہیں ہوتی
تیرے در سے وہی مُکرتے ہیں ☆ جنہیں شرم و حَیا نہیں ہوتی
پیرفہمی سے جو ہیں وابستہ ☆ ردّ اُن کی دُعا نہیں ہوتی

اُنہیں کا نقشِ پَا ہے یہ معرؔوف
جن سے رحمت جدا نہیں ہوتی

سُہاگن

جبؔ سے ہوا ہے درشن ہرے گنبد کے خواجہ
میں بن گئی سُہاگن ہرے گنبد کے خواجہ

تیرے نام کی ہے دونی تیرے نام کا ہے کنگن
ماتھے پہ میرے چندن ہرے گنبد کے خواجہ

ساتوں میری سہیلی کھیلے ہے مجھ سے ہلدی
میں بن گئی ہوں جوگن ہرے گنبد کے خواجہ

ہاتھوں رچائی مہندی کِس بات کی ہے دیری
تو ہی تو میرا درپن ہرے گنبد کے خواجہ

سِنگار پنجتن کا زیور کُنتُ کنزًا کا
میں چشتیہ ہوں دُلہن ہرے گنبد کے خواجہ

اپنا مجھے بنالے سِندور تو لگادے
تن من سے ہوں میں ارپن ہرے گنبد کے خواجہ

کلمے کے ہیں براتی مہتابؔ شاہ ہے قاضی
اپنا بنالے سَاجن ہرے گنبد کے خواجہ

شبِ وصل پیر فہمی تم سے مِلائے عادل
اب تو ہٹی ہے چلمن ہرے گنبد کے خواجہ

تیرے نام کی ہی مالا معروؔف گلے میں ڈالا
تبؔ سے ہوا میں روشن ہرے گنبد کے خواجہ

اِلتجائے پیر

میرے مُرشد میرے پیر رے
آجا کلمہَ پڑھا دے میرے پیر رے

اللہ نہ جانو مُحمّد نہ جانو
کہ کلمے کی میں تو حقیقت نہ جانو
کلمہ پڑھا دے رب سے مِلادے
مَن کی زباں کو تو کھول رے

پیر نورانی ہے کلمہ نورانی
پڑھ لے جو دِل سے تو دِل ہو نورانی
فرشِ زمیں کیا یہ عرشِ بریں کیا
کلمے کا ہی ہے بُول رے

کعبہَ نہ جاؤں میں کاشی نہ جاؤں
کہ دیرو حَرم میں تجھ کو ہی پاؤں
میں ہوں دیوانہ خود سے بیگانہ
ہرجا کلمے کا کھیل رے

مُلّا نہ جانو میں پنڈت نہ جانو
آدم کی میں تو حقیقت نہ جانو
عالمِ زباں کو بند رہنے دے
ورنہ کُھل جائے گی پول رے

کلمۂ طیّب کے راز کو پانے
آیا ہوں چوکھٹ پہ سر کو جھکانے
جامِ عِرفاں مجھ کو پلا دے
مَنْ عَرَفْ کو تو کھول رے

میرے پیرفہمی کا دامَن پکڑ لے
ایماں سے اپنی تو جھولی کو بھر لے
بِن مَانگے ہی دیتے ہیں آقا
معرؔوف زباں کو مت کھول رے

رازِ حقیقت

محمد کا گھرانہ ہے مرشد ہی خزانہ ہے
کلمہءِ طیّب سے اب رب کو منانا ہے

کیا خاک جانے کوئی عظمتِ خاکِ آدم
فرش پہ ہوکے بھی عرش پہ ٹھکانہ ہے

تو آئینہ حقیقت کا میں جلوہ ہوں قدرت کا
ایک ہی دونوں مگر دوئی کا بہانہ ہے

قطرے میں سمندر ہے طوفاں کی روانی ہے
اِس بحرِ تجلیّ کا سب کو راز پانا ہے

وصلِ حق گر چاہیئے تو سر کو جھکاؤ یہاں
اس رازِ حقیقت کو پانا اور چُھپانا ہے

تو شمعِ وحدت ہے میں تیرا ہوں پروانہ
یہ حُسن اور عِشق کا دیکھو رشتہ تو پُرانہ ہے

محمد کا گھرانہ کیا آدم کا ٹھکانا کیا
یہ راز سمجھنے کو عمر ایک گنوانہ ہے

کلمے کے ترانے سے مُرشد کے فسانے سے
سوئی ہوئی دُنیا کو خوابوں سے جگانا ہے

یارب وہ ہُنر دے دے نالوں میں اثر دے دے
میرے پیرفہمی کو ہر ادا سے منانا ہے

معروف کے دامن میں کلمے کا خزانہ ہے
محبوب کا صدقہ تو مستوں پہ لُٹانا ہے

کعبے کا بھی کعبہ ہے چہرہ میرے مرشد کا
اک نور کا پردہ ہے چہرہ میرے مرشد کا

دستِ یداللہ کو ہم پیر سے ہیں پائے
اب جان سے پیارا ہے سودا میرے مرشد کا

قرآں کے قرآن کی میں نے تو تلاوت کی
قرآں نے ہے سمجھایا نکتہ میرے مرشد کا

کیوں غیر کے در جائیں کیوں ٹھوکریں ہم کھائیں
مکّہ میرے مرشد کا طیبہ میرے مرشد کا

مُرشد کا

اللہ اور پنجتن جس میں ہیں نظر آئے
وہ صورت میرے مرشد کی وہ جلوہ میرے مرشد کا

مہکے ہیں جسمِ اَطہر جیسے مشک و عمبر
چومے ہیں عرشِ بریں تلوا میرے مرشد کا

کریں کیوں بغض و حسد اب کس سے کریں نفرت
ہر شئے میں نظر آیا جلوہ میرے مرشد کا

مرشد کی وصیت ہی بولے آج پیر فہمی
دیکھو تو کرشمہ ہے کیا کیا میرے مرشد کا

معرؔوف ذرّہ ذرّہ کونین کا کہتا ہے
مل جائے مجھ کو کچھ صدقہ میرے مرشد کا

چشمِ پُرنم

چشمِ پُرنم ہے دل بھی ہے بے قرار
سانسوں کا آخری یہ لے لو سلام یار

ہوش وخرد اب ساتھ نہ دیں گے
علم و ہنر بھی اب ساتھ نہ دیں گے
تیری عطا پر ہے سارا یہ مدار

تیرے دیوانے کو یوں مت ٹالو
کاسہءِ دِل میں کچھ تو ڈالو
چشمِ کرم کے ہے تیرے طلبگار

کارواں جہاں کا یوں ہی رہے گا
آدم کا آنا جانا رہے گا
لگتے رہیں گے میلے اور کتنے بازار

ہچکی میں تیری یاد نہاں ہیں
مہکی فضا میں تیرا بیاں ہیں
دم کا ہے کیا بھروسہ آؤ دِلدار

ٹوٹ نہ جائے یہ سانسوں کی لڑیاں
بِکھر نہ جائے یہ دم کی کلیاں
باقی ہے سانسیں کچھ دم بھر کا اِنتظار

پیرفہمی تم مجھ میں بسے ہو
پھر بھی نظر سے کیسے چُھپے ہو
معروف میں دم ہے کم دکھلاؤ دیدار

شمع ولایت

ہر ایک کو بھایا ہے عالم تیرا رندانہ ○ کعبے سے بھی بڑھکر ہے ساقی تیرا میخانہ

مدہوش مجھے کردے ایک جامِ ولایت سے ○ تا حشر سلامت رہے تیرا قادری میخانہ

سنگِ درِجاناں پہ کرتا ہوں جبیں سَائی ○ دیوانوں کا مرکز ہے میرے پیر کا میخانہ

مُردوں کو کیا زندہ کیا شانِ کرامت ہے ○ تیری شانِ ولایت پہ میں ہوگیا دیوانہ

میں رِند تیرا ساقی خالی نہیں لوٹوں گا ○ نظروں سے پلا ساقی پیمانے پہ پیمانہ

تو عارفِ کامِل ہے اللہ سے ہے یارانہ ○ تیری شان ہے شاہانہ انداز فقیرانہَ

پیرِفہمی کی نظروں میں کچھ ایسا اثر دیکھا ○ جس پر بھی نِگاہ ڈالی اُسے کردیا دُردانہ

پُرنور مجھے کردے ایک نظرِ عِنایت سے
روشن میرا ہوجائے معرؔوف کا شانہ

آہ

آہ کرنا بھی تیرے عِشق میں رسوائی ہے
لب ہیں خاموش مگر آنکھ یہ بھر آئی ہے

کس طرح ترکِ تعلق کا خیال آئے مجھ کو
عشق میں جاں ہی کیا دِل بھی تمنائی ہے

بندائے عشق نے معراجِ وفا پائی ہے
عقل نابینا کھڑی بن کے تماشائی ہے

کتنے الزام لگا دیتی ہے اہلِ دنیا
کون ہے تیرے سِوا میرا شناسائی ہے

آج بھی اہلِ تفکر ہے کشاکش میں پڑے
نکتہ پیچیدہ مگر کوئی تو ہر جائی ہے

پیرفہمی نے عطا کی ہے وہ دردِ اُلفت
درد حَد سے جو بڑھا جب تو شفا پائی ہے

عِشق کے نقش مِٹائے نہ مٹیں گے معروؔف
صورتِ جاناں تیری دل میں اُتر آئی ہے

سوال و جواب

سوال :- وہ کیا ہے؟

جواب :- وہ اجمیر ہے۔

سوال :- اُس اجمیر میں؟

جواب :- میرے خواجہ ہیں۔

سوال :- یہ خواجہ کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- پیر فہمی جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- خواجہ ہیں کیسے تم نے اُنکو مان لیا؟

جواب :- من کی آنکھوں سے میں نے اُن کو جان لیا۔

سوال :- سونے کا کلس ہے دیکھ میرے خواجہ پر؟

جواب :- خواجہ کا کلس ہے دیکھ فہمی پیا کے سر پر۔

سوال :- پانی پہ حکومت چلتی ہے میرے خواجہ کی؟

جواب :- سانسوں پہ حکومت چلتی ہے میرے فہمی کی۔

سوال :- دنیا اُن کو خواجہ خواجہ کہتی ہے۔

جواب :- فہمی کو دنیا مہا راجہ کہتی ہے؟

سوال :- اُن کے در سے کعبہ دکھتا ہے۔

جواب :- اِن کا در ہی مدینہ لگتا ہے

وہ کیا ہے

سوال :- سب ولیوں کا خواجہ راج دُلارا ہے؟

جواب :- پیر فہمی بھی سب ولیوں کا پیارا ہے۔

سوال :- خواجہ کے در کو باب جنّت کہتے ہیں؟

جواب :- فہمی کے در کو بابِ رحمت کہتے ہیں۔

سوال :- پیر فہمی کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- پیر عادل جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- پیر عادل کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- مہتاب اللہ جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- مہتاب اللہ کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- قدیر اللہ جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- قدیر اللہ کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- کریم اللہ جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- کریم اللہ کیسے دِکھتے ہیں؟

جواب :- میرے خواجہ جیسے دِکھتے ہیں۔

سوال :- میرے خواجہ کیسے لگتے ہیں؟

جواب :- پیر فہمی جیسے لگتے ہیں۔

سوال :- پیر فہمی کیسے دکھتے ہیں؟

جواب :- پیر معروف جیسے دکھتے ہیں۔

دوئی کو ہم نے چھوڑ دیا

فہمی کو خواجہ مان لیا۔

کوشش نہ کر

اےَ حُسن اَزل اے ماہِ مبین
مجھ سے چہرہ چُھپانے کی کوشش نہ کر

میں تیرا آئینہ تو میرا آئینہ
مجھ سے خود کو چُھپانے کی کوشش نہ کر

مَن عَرف کا ہوں قرآں مَان لے
قد عرف کی ہوں تفسیر جان لے
اے میرے دِلنشیں تو ہی مجھ میں خِفی
کرکے لا کی نفی آجا میرے مکیں
چُھپ کے مجھ کو ستانے کی کوشش نہ کر

کُنتُ کَنزََ کا راز تو کھول کر
چُھپ گیا کیوں ہے آدم میں بول کر
کیوں نہاں تو ہوا مجھ کو کچھ تو بتا
میں ہوں تیرا پتہ تو ہے میرا پتہ
مجھ سے چھپنے چُپانے کی کوشش نہ کر

میمِ احمَد کا برقع تو اوڑھ کر
تنِ خاکی میں روح کو چُھوڑ کر
یہ تماشہ ہے کیا کہدو مجھ کو ذرا
میں نہ تجھ سے جُدا تو نہ مجھ سے جُدا
پھر یہ بننے بنانے کی کوشش نہ کر

پیرفہمی تیری میں خاک ہوں
جل چکی ہوں مگر پھر بھی راکھ ہوں
آ بھی جا اب ذرا رُخ سے پردہ ہٹا
میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
اب بہانہ بنانے کی کوشش نہ کر

جانا اچھا نہیں یوں چھوڑ کر
اپنے عاشِق کے دِل کو توڑ کر
میری جاں تو بتا کیا یہی ہے وفا
ہے ازل سے دیوانہ یہ معرؔوف تیرا
میری سانسیں چُرانے کی کوشش نہ کر

رقصِ بسمل

کب سے بیتاب ہوں دیدار تیرا پانے کو
ایک نظر دیکھ لے مُرشد تیرے دیوانے کو

یاد میں تیری ہر ایک سانس یہ چلتی ہی رہی
زندگی شمع کی صورت میں پگھلتی ہی رہی

کہ دِل میں تیری مورت * دِکھا دے اپنی صورت
ذرَا پَردہ ہٹاؤ * ذرا جلوہ دکھاؤ
ہوش آجائے گا * ساقی تیرے دیوانے کو

نارِ نمرود کو پھولوں میں بدلتے دیکھا
عِشق کی آگ سے پتھر کو پگھلتے دیکھا

میرے دِل کے اندر * بنا ہے تیرا مندر
تیری پوجا کروں میں * تجھے سجدے کروں میں
دیر و کعبہ سے * غرض کیا تیرے دیوانے کو

شمعِ طور کو پھر سے جلانا ہوگا
جلوہِ یار سرِ بام دکھانا ہوگا

نظر سے تو پلادے * مجھے اپنا بنادے
مجھے چاہے جِلادے * مجھے چاہے مٹادے
مستیِٔ عشق میں * تیار ہوں ڈھل جانے کو

مظہرِ ذات کا ہر سمت تماشا دیکھا
لاؔ کے پردے میں ہی کثرت کا تماشا دیکھا

مکینِ لا مکاں ہے * تو رازِ کن فکاں ہے
تو خود ہی رازِ ہستی * تو خود ہی رازداں ہے
روپ لایا ہے * بدل کر مجھے بہکانے کو

بحرِ وحدت کو قطرے میں سمٹتے دیکھا
ہم نے چنگاری کو شعلوں میں بدلتے دیکھا

جِسے چاہو بناؤ * جِسے چاہو مِٹاؤ
تیرے ہی ہاتھ میں ہیں * جِسے چاہو جِلاؤ
بن کے فہمی پیاؔ * آگئے بچانے کو

چہرہَ یار سے پردے کو اُلٹتے دیکھا
شبِ معراج یہ ہم نے بھی تماشا دیکھا

جِسے چاہو بُلاؤ * جِسے چاہو گِراؤ
یہی تیری ادا ہے * فنا میں ہی بقا ہے
حیات و موت میں بھی * تو ہی جلوہ نما ہے
راز ہی راز ہیں
معرؔوف سمجھانے کو

نذرانہ جان وتن

یہ جان آپ کی ہے یہ تن آپ کا
نغمہَ تارِ نفس میں سُخن آپ کا

چاند تاروں سے افضل میری منزلیں
کر رہا ہوں سفر میں چلن آپ کا

مجھ میں میرے صنم کی ہے صورت چھپی
ہو رہا ہے میرا اب مِلن آپ کا

چل رہی ہے روح پہ حکومت میری
آپ کی ہے عنایت ذہن آپ کا

جِس کو کہتی ہے دنیا شرابً طہورا
اُس میں مخفی لُعابِ دھَن آپ کا

خانہِ کعبہ سے بڑھ کر میرا دِل ہوا
بن گیا ہے میرا دِل دکن آپ کا

مُشک و عمبر پسینے سے آپ کے بنے
قیمتی ہے بہت ہی بدن آپ کا

پیرفہی میرے ہیں بڑے ہی سخی
ہو عطا مجھ کو دردِ چلن آپ کا

گلشنِ قادری کے ہو مالی میرے
معروؔف گُل ہے تمہارا چمن آپ کا

سانچہ گرو

سانچے گرو پہ تن من واری
بن کے پجارن ساجن کی

بھاگ کی ماری میں دکھیاری
جاؤں کہاں میں لاج کی ماری
کون سنے مجھ پاپن کی

تیرے ملن کو عمریا بیتی
طعنہ دیتی ہے میرے سہیلی
لاج رکھو مجھ برہن کی

دوار پہ موری انکھیاں لگی ہیں
توری دید کی خاطر کھلی ہے
پٹ یہ موری نینن کی

دم کی رسّی ٹوٹ رہی ہے
کتنی رتیاں بیت رہی ہیں
آس ما توری درشن کی

چرنوں میں انکی گیان کی گنگا
نظروں میں انکی امرت ورشا
جِس پہ گِری وہ روشن کی

من میں مُورلیا ھُوھُو باجے
اور نہ دوجا کوئی سَاجے
میں ہوں دیوانی موہن کی

آوت جَاوت تن میں سنوریَا
پَر نہ دِکھے وہ کیسی نظریا
نظریں عطا کر درشن کی

بہت کٹھین ہے فہمی نگریا
پگ میں چھالے لب پہ گجریا
بِپتا سنو اِن اسون کی

ہَری گُن گرو ہے ہَری روپ لایا
معرؔوف گرو میں ہری جو ہے پایا
وہی ہے سُہاگن ساجن کی

چہرہ میرے مُرشد کا

چہرہ میرے مرشد کا ہر حُسن پہ بھاری ہے
کیا بیخودی میں ہم نے تصویر اُتاری ہے

ہر شئے میں جلوہ تیرا ہرجا پہ توہی توہے
آنکھوں کے جھروکے میں تصویر تمہاری ہے

یہ اہلِ جہاں میری ہستی کیا مٹائنگے
تیرے عشق میں ہی جل کر تقدیر سنواری ہے

تیری بندہ نوازی پر یہ آس لگائے ہے
خالی نہیں جائیگا تیرے در کا بھکاری ہے

آنکھوں میں تیرے دم ہے ہاتھوں میں کرامت ہے
ابلے ہیں خزانے وہاں ٹھوکر جہاں ماری ہے

اے زاہد ناداں آمیرے پیر کے قدموں میں
مُرشد کے تصور میں خود رحمتِ باری ہے

جب سے بنی ہے دنیا تجھ سا نہیں دیکھا ہے
ہم نے تیری چوکھٹ پر اک عمر گزاری ہے

راز و نیاز کہہ کر پیرفہمی یوں بولے
یہ ذکر ہے کلمے کا ہر ذکر پہ بھاری ہے

ایک تیرے تصور میں گم ہو گئے ہیں معرؔوف
خود میں ہی نظر آئی تصویر تمہاری ہے

آمدِ پیر

اے پیر تیرے آنے سے عالَم میں بہاریں آئی
ہے نور سے روشن سینہ آنکھوں میں جلوہ نمائی

تیرے ایک نظر کے طالب تیری ایک نظر پہ قرباں
تو جس کو چاہے نوازے تیرے ہاتھ ہیں ساری خدائی

تو گنجِ خفی کا خزانہ نورانی ہے تیرا گھرانہ
آدم کا تو ہے بہانہ تو بندہ تو مولائی

تجھے دیکھنا عین عبادت تیرے ساتھ ہے ساری قدرت
تیرا جلوہَ رازِ حقیقت کیا جانے تجھ کو خُدائی

مجھے جامِ طہورا پلاکر سانسوں میں کلمہَ بساکر
میرے دِل کو کعبہَ بناکر کی رب سے میری رسائی

پیرفہمی تو ہے نگینہ تو میرا مکہَ مدینہ
معروؔف کے سر پہ دیکھو ہے عشق کی بدلی چھائی

وہی تو نہیں

جِن سے دیر و حرم جگمگانے لگے جھلملانے لگے
یہ بتا دو کہیں تم وہی تو نہیں وہی تو نہیں
جن کے قدموں پہ شاہ سر جھکانے لگے اِترانے لگے
یہ بتا دو کہیں تم وہی تو نہیں وہی تو نہیں

جن کے قدموں کا بوسہ لیا عرش نے
جن کا سَایَہ نادیکھا کبھی فرش نے
جن سے تاریک دل نور پانے لگے بل کھانے لگے

کیوں فضاؤں میں خوشبو سی چھانے لگی
وہ یہی ہیں کہیں ہیں بتانے لگی
ہر کلی منہ اپنا چھُپانے لگی شرمانے لگے

جِن کے گیسودرازا جو بل کھا گئی
جیسے ابرِ کرم کی گھٹا چھا گئی
روشنی دونوں عالم لُٹانے لگے لُٹ جانے لگے

تیرے دیدار کے سب طلب گار ہیں
رُخِ انور کے سارے ہی بیمار ہیں
کتنے دل کو وہ طور بنانے لگے جلانے لگے

بجلیوں نے ہے تجھ سے چمکنا لیا
اور گُلوں نے ہے تجھ سے مہکنا لیا
وہ آدم کے دم میں آنے لگے وہ جانے لگے

تیرا جلوہ سرِ بام عام ہوا
ہر زباں پر ایک ہی نام ہوا
پیرفہمی کا نعرہ لگانے لگے بل کھا نے لگے

رقص بسمل ہے کوئی تو بے ہوش ہے
معروف رازداں ہی تو خاموش ہے
لامکاں دل بنا کے سمانے لگے چھانے لگے
یہ بتا دو کہیں تم وہی تو نہیں

جامِ ارنی

بس تیرے نام پہ ہر جام لیا کرتے ہیں ❀ ہوش آنے کے لیئے ہم تو پیا کرتے ہیں

لوگ میخانے کے اندر بھی ڈرا کرتے ہیں ❀ ہم تو کعبے کے اندر بھی پیا کرتے ہیں

آبِ انگور کو لنگور پیا کرتے ہیں ❀ بادۂ عرفان کو عارف ہی پیا کرتے ہیں

مذہبِ رندی میں پہنا محبت کی نماز ❀ نماز دائمی ہم لوگ ادا کرتے ہیں

رگوں میں بہتا ہے جو اُس کو تو لہو نہ سمجھ ❀ عشق کے دریا تو رگ رگ میں بہا کرتے ہیں

کیسے احسان چکائینگے تمہارے مرشد ❀ تم سلامت رہو ہر وقت دُعا کرتے ہیں

پوشیدہ رہتے ہیں دنیا میں یہ اللہ والے ❀ دنیا سے بچنے کو غاروں میں چھپا کرتے ہیں

کبھی ڈرتے نہیں غم خوف سے پیر فہمی ❀ عشق کا درد بڑھانے کی دوا کرتے ہیں

جامِ ارنی کا تو جام پیئے جا معرؔوف
بس تیری دید کی خاطر ہی پیا کرتے ہیں

جان وجگر

جِلا کر جان و جگر جلوہ تیرا دیکھ لیا
چُھپا تھا مجھ ہی میں میرا خدا دیکھ لیا

پتلیوں میں ہی میری جلوہ نما تھا تُو تو
جا بجا تجھ کو ہی بس جلوہ نما دیکھ لیا

ارے وہ عرش بریں پر ہی رہنے والے
اِس زمیں پر بھی مکاں ہم نے تیرا دیکھ لیا

لاکھ بھی پردے گراتا جا او گرانے والا
ہم نے ہر پردہ تیرا اُٹھتا ہوا دیکھ لیا

رازِ احمد کا مِلا اور تجھے جان لیا
میم کے بُرقعہ میں تجھ کو ہی چُھپا دیکھ لیا

اوڑھ کر جامعے اِنسان کا وہ آیا ہے
اَلِانسَانُ سِرّی میں خُدا دیکھ لِیا

پیرِفہمی کے تصوّر نے ہمیں سمجھایا
فنا کے روپ میں ہی رازِ بقا دیکھ لیا

شاہَ معرؔوف نے ہمدم کا سہارا لیکر
آپ اپنے میں مجھے جانِ وفا دیکھ لیا

دستورِ دنیا

پلکوں پہ بٹھاتے ہیں نظروں سے گراتے ہیں
اس طرح رسمِ اُلفت کیوں لوگ نبھاتے ہیں

اپنا بنا کے پہلے سینے سے لگاتے ہیں
پھر ایک ہی نظر میں بے گانہ بناتے ہیں

اپنے میں پرائے میں کیا فرق رہا ناصح
یہ دل میں رہ کر بھی میرے دل کو دُکھاتے ہیں

کہنے کو تو یہ دنیا ساری ہی ہماری ہے
جب وقت پڑا بھاری دامن کو بچاتے ہیں

یہ دل و جگر کیا ہے گر جان بھی وہ مانگے
شمشیر کے آگے ہم گردن کو کٹاتے ہیں

ہم نے تو مکینِ دل جب آپ کو ہی بنایا
کیوں بیٹھ کر دل میں میرے نشتر کو چُباتے ہیں

دل میں نے اس سے مانگا تو غصّے میں یوں بولے
یہ جان لیوا سودا کس طرح نبھاتے ہیں

گر ملتے نہ پیر فہمی ہستی میری مٹ جاتی
اس لئے تیرے آگے ہم سر کو جھکاتے ہیں

معرؔوف تیرا دشمن تیرا ہی نفس تھا وہ
ایک بار مار کے کیوں سو بار جلاتے ہیں

عنوانِ محبت

عُنوانِ محبت کا اِتنا ہی فسانہ ہے
ایک طرف ہے دیوانہ ایک طرف زمانہ ہے

عاشق کی حقیقت کو عاشق ہی سمجھتے ہیں
گر سمٹے دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

عاشق کی باتوں کا مطلب نِرالا ہے
دیدار کا پینا ہے اور ذکر کا کھانا ہے

یہ ہوش و خرد والے کیا جانے تیری ہستی
ساقی کی نِگاہوں میں احمؔد کا ٹھکانہ ہے

اے حُسنِ دو عالم بے کس پہ کرم فرمَا
بس تیری محبت کا سانسوں میں ترانہ ہے

دل ہوش نظر بَا ہوش ہے اپنا قدم باہوش
ساقی ہی سمجھتا ہے یہاں کون دیوانہ ہے

اے فہمی پیا تیری ہم بندہ نوازی پر
سو جان سے ہیں قربان معرؔوف کا گھرانہ ہے

سامنے

کون رہتا ہے ہمیشہ سَامنے
ایک معمّے کا معمّہ سَامنے

کِس کا جلوہ دیکھ کے موسیٰ گرے
جلوہ گر تھا طورِ سینا سَامنے

رُخ سے پردے کو ہٹا پردہ نشیں
تیرا عاشق ہے تڑپتا سَامنے

یہ نمازِ عشق کا دستور ہے
دِل جُھکا ہے سرکٹایا سَامنے

نحُنُ اَقرَبُ سے دیا دھوکا ہمیں
سامنے ہوکے نہ آیا سَامنے

قیس کو بھی تو نے مجنوں کر دیا
دیکھ مجنوں کا تماشہ سَامنے

سر کدھر ہے جاں کدھر ہے دِل کدھر ہے
کیا پلایا کیا پلایا سَامنے

شکلِ آدم میں ہوا ظاہر کبھی
سر ملائک کا جھکایا سَامنے

رخ سے جب پردہ ہٹایا یار نے
پیرفہمی کا تھا مکھڑا سَامنے

یہ قلم معروف کا بھی شق ہوا
آ گیا تھا کس کا چہرہ سَامنے

گیا کوئی

جانے کیسی پلا گیا کوئی ● میری ہستی مِٹا گیا کوئی
معاذاللہ تیری نظر کا خُمار ● مجھ کو کافِر بنا گیا کوئی
تیری رفتار واللہ کیا کہنا ● جِسم و جاں میں سما گیا کوئی
خوابِ غفلت سے جب کُھلی آنکھیں ● پل میں زندہ بنا گیا کوئی
تھام کر ہم کلیجہ روتے رہے ● راز ایسا بتا گیا کوئی
ڈال کر پردہ میم کا کس نے ● میری صورت میں آگیا کوئی
بھانپ بن کر حواس اُڑنے لگے ● آگ ایسی لگا گیا کوئی
پھونک کر خاک پہ قُم باذِنیُ ● کِتنے مُردے جِلا گیا کوئی
کھینچ کر ہاتھ پر لکیروں کو ● نام اپنا بتا گیا کوئی
رُخ سے پردہ اُٹھاکر پیرفہمی ● کِتنے پردے جلا گیا کوئی

مٹ نہیں سکتے یہ نِشاں معرؔوف
سجدہ ایسا کرا گیا کوئی

نظر آتے ہیں

رات میں دن میں وہ سو بار نظر آتے ہیں
کلمے والوں کو ہی سرکار نظر آتے ہیں

اپنی آنکھوں کا وضو کر کے نظارہ کر لے
دل کے آئینے میں دلدار نظر آتے ہیں

قابلِ دید بنا دل کو بھی تو اے واعظ
بڑی مشکل سے ہی دلدار نظر آتے ہیں

فلسفی، عالم وفاضل بھی متقی بھی یہاں
سب تیرے عشق میں سرشار نظر آتے ہیں

بیٹھ جا نادِعلی پڑھتے ہوئے تو دل سے
سامنے حیدرِکرّار نظر آتے ہیں

پیرفہمی ہی تیرا نام بقا باللہ ہے
تیرے دیوانے بھی دمدار نظر آتے ہیں

دیوانہ ہم تمھیں کہتے تھے مگر اے معرؔوف
دیوانہ ہو کے بھی ہوشیار نظر آتے ہیں

جلوہ تیرا

شۂِ رگ میں جلوہ تیرا روح پر تیری حکومت
ہر جا تمہیں ہو لیکن پردے میں ساری حِکمت

سجدے میں تیرے ناداں کچھ بے خودی نہیں ہے
خود کو بھی بھول جانا یہ اصلی ہے عبادت

تخم و شجر کا نکتہ مرشد سے ہی کُھلے گا
وحدت میں ہی ہے کثرت کثرت میں ہی وحدت

ہاتھوں میں ہاتھ لے کر میرے پیر نے کہا یہ
رکھ یاد تو ہمیشہ سب سے بڑی ہے نسبت

لاکھوں کتابیں پڑھ کر نکتہ سمجھ نہ پائے
ہے اپنے دم میں ہی پوشیدہ سب حقیقت

فہمی پیا نے لاکھوں قسمت سنواردی ہیں
اُن سے ملا ہے رُتبہ اُن سے بڑی ہے شہرت

معرؔوف خود خدا بھی پوچھے گا مدعا کیا
کیا کچھ نہیں ہے ملتا کامل ہو جب محبت

ایک نظر چاہیئے

دیوانے ہیں دیوانوں کو نہ اپنی خبر نہ دنیا کا ڈر
نظر کے لیئے ایک نظر چاہیئے ایک نظر چاہیئے

بلندی پہ دیکھو ہمارا مکاں
ہمارے ہی اندر زمیں آسماں
بِنا یار کے بندگی کچھ نہیں
جہاں یار ہے روشنی ہے وہیں

جو مانگا ہے مِلا ہے میرے یار سے اُس دربار سے
کہ خود میں بھی اپنے اثر چاہیئے

محمّد جب سے ہمارے ہوئے
خُدا نے کہا ہم تمہارے ہوئے
قرآں بن گیا ہے ہماری زباں
ہیں محمد جہاں پر خدا بھی وہاں

محمد کا جو بھی طلب گار ہے اُسے پیار ہے
مُحمّد کو پانے جِگر چاہیئے

ہیں عرشِ بری پر ہمارے نِشاں
ہمیں سے ہی آباد سارا جہاں
جو چاہے تو کر دے پتھر کو صنم
ہمیں سے ہے دیکھو جہاں کا بھرم

ہمارے ہی محتاج دونوں جہاں مکیں کیا مکاں
کہ خود میں بھی آئینہ گر چاہیئے

ہمارے ہی آگے فرشتے جُھکے
ہمارے ہی آگے ہیں سجدہ کئے
خدا نے کہا ہے خلیفہؔ ہمیں
خدا کی جھلک دیکھ اِنسان میں

ارے بے خبر لے کچھ اپنی خبر کہاں تو کدھر
مگر پیر کی ایک نظر چاہیئے

میرے پیرفہمی بڑے مہرباں
تمہارے ہی صدقے میں پہنچے یہاں
تمہیں سے نبی کا خزانہ مِلا
تمہیں سے خدا کا ٹھکانہ مِلا

آنکھوں میں ہو تصویر سَر میں نشہ میرے پیر کا
معرؔوف توہی تو کا ذِکر چاہیئے

آدمی کے پیچھے

میری زندگی پڑی ہے تیری بندگی کے پیچھے
میری ہر خوشی چھپی ہے تیری ہر خوشی کے پیچھے

یہ مقامِ بےخودی ہے یہاں خود کی کب خبر ہے
کوئی اور بولتا ہے میری بےخودی کے پیچھے

موت و حیات دونوں ہے عجیب کشمکش میں
مَرکر بھی ہوں میں زندہ تیری عاشقی کے پیچھے

تارِ نَفَس کے آگے کئی اور منزِلیں ہیں
آگے نِکل چکا ہوں اُسی روشنی کے پیچھے

اَسَرار اِرُکنتُ کنزاً ہے انساں کی شکل میں ہی
یہ کون چھپ گیا ہے اس آدمی کے پیچھے

آبِ حیَات اُن کی نظروں سے پی رہا ہوں
مجھے زندگی مِلی ہے تیری میکشی کے پیچھے

فہمی پیا کے جیسا رہبر مِلا نہ کوئی
میں نے خودی کو پایا تیری رہبری کے پیچھے

تفسیر ایک ''لا'' کی ممکِن نہیں ہے معرؔوف
ہے خیالِ مَاسِوا اب میری خاموشی کے پیچھے

اِشک بحر

چراغِ نورائے اِیماں اُسی میں جلوہ گر ہوگا
تپشِ عشق سے جِس کا جلا قلب و جگر ہوگا

کلیجہ پھٹ گیا پانی ہوا وہ موم سا پگھلا
تیری چشمِ کمانی کا لگا تیر شرّر ہوگا

شکاری خود پھنسا ہے جال میں ہی نفس کے اپنے
وہی راہ پائے گا جو صاحب اہلِ نظر ہوگا

سِکھایا مکتبِ عشق نے ہستی فنا کرنا
کسے معلوم تھا یہ قِصّہ تیرا دردِ سر ہوگا

کہ مقتل میں مِلے گا راز تجھ کو اپنے قاتل کا
ہاں جس کا دامن تر آلودِ خون جِگر ہوگا

تمہارا دیکھنے والا بھلا زندہ رہے کیسے
نِگاہِ ناز میں پنہاں کوئی میٹھا زہر ہوگا

مریضِ عِشق کو بخشی حیاتِ جاویدا جس نے
وہ میرے پیرفہی کی نِگاہوں کا اثر ہوگا

یہ وہ طوفان ہے روکو تو بڑھ جاتا ہے اۓ معرؔوف
دلِ بے تاب سے نکلا ہوا اشکِ بحر ہوگا

سلیقاءِ زندگانی

طوفانِ زندگانی کے میری نظر میں ہیں
کشتی میں سارے لوگ ابھی جانے سفر میں ہیں

جب سے تیرے چہرہ میں دیکھا ہوں جانِ من
سودے ہزاروں عشق کے اب میرے سر میں ہیں

ہاتھوں میں لیکے پیمانے میخوار آگئے
کچھ میکدے کے میکدے تیری نظر میں ہیں

تو جا کے چاند تاروں میں کیا ڈھونڈ تا ہے اب
قدرت کے سارے بھید تو آدم نگر میں ہیں

تیرے دیوانے بن گئے کلمے کے رازداں
کلمے کے راز پوشیدہ دم کے سفر میں ہیں

اک دم میں ختم ہوتے ہیں ستّر قرآن بھی
ستّر ہزار پردے بھی ہماری نظر میں ہیں

سرکار پیرفہمی کا دامن ہمیں مِلا
ادراک اور فہم کے دروازے گھر میں ہیں

ہم آفتابِ عشق تو معروف ہیں ایسے
جلوے ہمارے نام کے شمش و قمر میں ہیں

اللہ کہنا چھوڑ دے جب خودی کو پائے گا
جب خودی مِل جائے گی تو خود خُدا ہو جائے گا

مئے توحید

بند کر کے آنکھ و لب کو دیکھ جلوہ یار کا
ذرّے ذرّے میں خُدا جلوہ نما ہو جائے گا

تن ہے بُت اور من ہے کعبہ دونوں کو ہی توڑ دے
دے اناالحق کی صدائیں حق ہی حق ہو جائے گا

بندہ ہے اِسم تیرا اور مسمّیٰ ہے خُدا
بندہ ہی بندہ رہے گا جب دوئی کو لائے گا

ذرّے ذرّے میں اناالحق کی صدائیں گونجتی
چشمِ باطن سے جو دیکھے خود پتہ چل جائے گا

بندہ کی تصویر بن کر کون تجھ میں بولتا ہے
بات سُن لے دل کی ناداں ورنہ ٹھوکر کھائے گا

ایک دِن سرکار نے حضرت عمر سے یوں کہا
ہے خُدا ہمراہ جن کے وہ کیوں بھلا چلائے گا

ذِکر کلمے کا بتا کر خود ہی مذکور ہو گیا
پیر فہمی ہی دم میں ہے باہر خُدا کہلائے گا

'لآ' کے پردے میں رکھا ہے ذات ہستی دیکھ لے
خود کا ہی دیدار معرؔوف پردہ جب اُٹھ جائے گا

آئینہ

آپ ہی اپنی حقیقت آپ ہی ہیں آئینہ
آپ ہی اپنا پتہ ہیں آپ ہی ہیں لاپتہ

دونوں عالم کی حقیقت آپ سے ہے رونما
ناسوت و باہوت تک بھی آپ ہی ہیں جابجا

مانگنے سے پہلے خود پہ ڈالدو گہری نظر
آپ ہی ہیں مدعی اور آپ ہی ہیں مُدّعا

آپ ہی بادِ اجل ہیں آپ ہی چشمِ حیَات
آپ ہی باغِ ارم ہیں آپ ہی نارِ فنَا

میم کا پردہ اٹھا معراج میں تو جِس گھڑی
آپ ہی کے روبرو تو آپ کا سایہ کھڑا

آپ ہی کے دم قدم سے جگمگا اُٹھا جہاں
پیرفہمی آپ ہی ہیں ہر طرف جلوہ نما

آپ میں گر آپ پانا آپ کو منظور ہو
معرؔوف اپنی ہی فنا ہیں معرؔوف اپنی ہی بقا

حُسنِ ازل

لاَ کے مُردے میں جان اِلّا اللہ
خود کی کر لے پہچان اِلّا اللہ

راستہ خود بخود بن جائے گا
دیکھ بن کے طوفان اِلّا اللہ

مُردہ سانسوں کو زندہ کر پہلے
تو ایک دم کا مہمان اِلّا اللہ

تو ہی دلدار "ھُو" کی مئے کا ہے
تجھ میں محبوبی شان اِلّا اللہ

بھول کر خود کو کیا خدا پایا
چھپا تجھ میں رحمان اِلّا اللہ

آتے جاتے ہی دم میں پنہاں ہے
پڑھ اپنا قرآن اِلّا اللہ

پیرفہمی سے رازِ کلمہ مِلا
لے لے اُن سے ایمان اِلّا اللہ

خاک میں خاک بن کے مِل جائے گا
بات معروؔف کی مان اِلّا اللہ

یہ جو آدم ہے بہانہ ہے کسی کا
اس میں پوشیدہ خزانہ ہے کسی کا

درِساقی پہ سر میرا جھکنے لگا
اُن کی مست نگاہوں سے پینے لگا
یہ جو ساقی ہے فسانہ ہے کس کا

بہانہ کسی کا

''ھو'' کی مستی نگاہوں میں چھانے لگی
انکی صورت نگاہوں میں آنے لگی
یہ جو صورت ہے ٹھکانہ ہے کس کا

آئینے سے ہے کوئی صدا دے رہا
تیرے ہونے کا مجھ کو پتہ دے رہا
یہ جو پُتلا ہے کِھلونا ہے کس کا

روح سے کلمۂ حق وہ پڑھانے لگے
میری سانسوں میں آکے سمانے لگے
یہ جو کلمہ ہے ترانہ ہے کس کا

ایک عالم تمہارا پرستار ہے
دیکھنے کے لئے کب سے بیدار ہے
کتنا گہرا یہ فسانہ ہے کس کا

ان کی تِرچھی نظر کا ہوا یہ اثر
داغ دل سے دوئی کا مٹا بے خطر
پھربھی یہ بہانہ ہے کس کا

ایک زمانے سے ہم بھی طلبگار ہیں
سامنے ہوکے پوشیدہ دلدار ہیں
یہ جو معروؔف ہے دیوانہ ہے کس کا

نقطے سے نکتہ

گنج خفی میں کیا ہے مرشد مجھے بتا دے
عرشِ بریں کہاں ہے اس کا ہمیں پتہ دے

صورت میں کون چُھپا ہے کِس کا یہ تصوّر
صورت کا بھید کیا ہے مورت میں تو بتا دے

کلمے میں کُفر دو کیوں یہ چار شرِک کیا ہے
کلمے کا راز کیا ہے آدم میں تو بتا دے

تو کِس کا ہے خلاصہ تیرا ظہور کیا ہے
احمد کا بھید کیا ہے احد میں تو بتا دے

یہ نامِ اللہ آیا ہے کِس کے مکان سے
حُرفِ الف میں تو مجھے لا مکاں بتا دے

کلمے میں نہیں ہے نقطہ نکتہ ہی ابتدا ہے
''ب'' کا بھید کیا ہے نقطے میں تو بتا دے

پیرانِ پیرفہمی عاشق ہوں میں تمہارا !!
صورت میں میری اپنی صورت کو تو دِکھا دے

سب تجھ کو ڈھونڈتے ہیں تیرا پتہ نہیں ہے
معرُوف کہاں چُھپا ہے ہمیں وہ جگہ بتا دے

تِلاوت اُلوجود

نَوْ دروازے بندکر کے منکا منکا رول
خود کی منزل پانا ہے تو من کی آنکھیں کھول

تن میں تیرے چھ رتن ہیں نہیں ہے جس کا مول
بیسؔ نقطے پانچ تن ہیں پچیس گن انمول

لَا اِلٰہَ کی بیل لگا کے اِلَّا اللّٰہ کے راز کو کھول
نور محمدؐ سے کر دے اُجالا رسول اللّٰہ کے سُن لے میٹھے بول

دم کے سفر میں آدم چلا ہے لیکے 'ھوٗ' کا ڈول
دم کی رسّی تن کا کنواں نہیں ہے کوئی ڈھول

ہاَ 'ھوٗھی' کی لیکے تو چابی پانچ دریچے کھول
ترکوٹی میں موتی مِلے گا موتی ہے انمول

اس کلمے سے یار کو پالے وقت ہے انمول
جوانی جائے نکل رہے جائیگی ہڈی چمڑی کا جھول

خاک کے پُتلے جان لے خود کو محنت ہوگی وصول
خاک تو بن کر اڑ جائیگا اُڑ یگی ہوا میں دھول

پیرفہی من میں چُھپے ہیں دیکھ جھاڑ جھاڑ کر دھول
تیرا تصوّر آتے ہی میرا برزخ بنا انمول

تفسیرِ انساں بیاں ہوگیا راز کسی پہ نہ کھول
خود کو تُو معرؔوف پیارے کلمے ہی میں تول

کُفر

سجدہ تیرے قدموں پہ ادا کون کرے گا
یہ کُفر بھلا میرے سِوا کون کرے گا

مر کر میری مٹی تیرے قدموں سے لپٹ جائے
یوں عشق میں ہستی کو فنا کون کرے گا

وجود میں بن کر میرے موجود تُمہیں ہو
سانسوں سے میری تم کو جدا کون کرے گا

ہوتے ہیں نگاہوں سے بھی سجدے ارے ناداں
پیشانی کو اپنی ہی سیاہ کون کرے گا

عاصی کو تیرے در کے سِوا چارا نہیں ہے
محشر میں گناہوں سے رہا کون کرے گا

ہوتے ہیں مقدر سے سجدیں در جاناں
من عرف کی مسجد میں ادا کون کرے گا

کعبہ نہیں ہے دل میرا بُت خانہ سمجھ لے
یوں پُوجا تیری صبح و مسا کون کرے گا

فہمی پیا کی چشمِ نوازش کا اثر ہے
ہر لمحہٗ بھلا مجھ کو عطا کون کرے گا

معرؔوف تیرے سجدے میں بھی بوئے علی ہے
سر اپنا نمازوں میں فِدا کون کرے گا

پینے کا شوق

اگر ہے شوق پینے کا مُصلّے کو بچھا کر پی
تو ہوجا روبرو قبلہ کہ نظروں کو جما کر پی

پکڑکر دستِ یدُاللہ اُٹھالے جامِ اِلّااللہ
صراحی خود کرے سجدہ نظر میں رب بسا کر پی

سرتن سے کٹا جب سر بنا ہے پیالائے سرمد
اسی پیالے میں اللہ ہے تو ضربِ ''ھوٗ'' لگا کر پی

چھپا احمد میں احد ہے یہ جسم اور وہ اسم ہے
یہ ساگر مئے اناالحق ہے دوئی کو تو مٹا کر پی

تیری رگ رگ میں دوڑیگا تجھی میں آکے بولے گا
تیرا ہوں میں تیرا ہوں میں مُجھی میں آسما کر پی

جسے سجدے کی فرصت ہے وہ جائے مسجدِ اقصیٰ
یہاں فرصت نہ فرقت ہے دمادم دم لگا کر پی

جسے پوری ہو کرنے کی تمنّا ربِّ ارنی کی
میرے فہمی پیا کے آگے اپنا سر جُھکا کر پی

یہ کیف و بے خودی کیسی یہ چھایا ہے نشہ کیسا
کہ معؔروف بھید نہ کُھل جائے خودکو تو چھپا کر پی

○○○

طُرفۂ تماشہ

ایک طرفہِ تماشہ ہے ساقی تیرا میخانہ
پیتے ہی بن جائے افسانے کا افسانہ

جب ختم کیا قرآں اور اینٹ پہ اینٹ رکھی
دے خونِ جگر اپنا کیا تعمیرے میخانہ

میخانے میں پینے کو سب باادب آئے
سَقٰھُم رَبّھُم پڑھ پیتے ہیں پیمانہ

مندر ہے یہ میخانہ بُت مِثلِ پیرِ مُغاں
آساں نہیں زاہد یہ حق بت میں نظر آنا

کیا پائے خود کو وہ قطرے کا نشہ دیکھو
ساقی کی نگاہوں میں وحدت کا ہے میخانہ

مَنْ عَرَفْ کا پیالہ ہے قَدْ عَرَفْ کا شربت ہے
آئینہِ میں جلوہٗ ہے اور جلوے میں دیوانہ

خلوت کے اندھیروں میں دانہ جوفنا ہوکر
ضیاء پائے بقا کی وہ بنتا ہے دُر دانہ

پوچھیں گے فرشتے جب کہدونگا نشے میں ہوں
یہ قبر نہیں مُنکر میخانہ ہے میخانہ

کوئی ڈھونڈے تجھکو یہاں کوئی ڈھونڈے تجھکو وہاں
اِدراک سے آگے ہیں پیرفہی کا کاشانہ

یہ بادہ تو چھن چھن کر آتی ہے مدینے سے
مِلے دستِ یدُاللہ سے معروف یہ پیمانہ

آیتِ عرفان

صورت اِنسان میں رحمان کہہ رہا ہوں میں
قرآں کا ہے قرآں اِنسان کہہ رہا ہوں میں

ذات و صفات کا راز جس میں ہے مخفی
آیتِ عرفان کو سُبحان کہہ رہا ہوں میں

پنجتن پاک کا ہے خُلاصہ جس میں
اُس تفسیر صورت کا عرفان کہہ رہا ہوں میں

بے چین ہوکر جِسے ڈھونڈا دیر و حرم
میرے ہی گھر میں ہے وہ مہمان کہہ رہا ہوں میں

پڑھ پڑھ کے ہو گئے جو فانی جہاں میں گم
ایسے بے نام و نشاں کی داستان کہہ رہا ہوں میں

دیکھا جو پلٹ کے میں اوراقِ زندگانی
ہر ورق پر ہے لکھا پشیمان کہہ رہا ہوں میں

ہو گئی خود کی پہچان من عرف کے پڑھنے سے
فقد نفسهُ میں میری جان کہہ رہا ہوں میں

عرش بریں پر میرے پیرفہمی کا نام ہے لِکھا
اُس نام کے وظیفے کو ایمان کہہ رہا ہوں میں

مُحمدؐ کے نگر میں ہی معرؔوف خُدا پایا
بن گیا ہے کلمہ تیری پہچان کہہ رہا ہوں میں

شوقِ عرف

پہچان کو آگئے ہیں صورت بدل بدل کے
ہر رنگ میں تمہیں ہو فطرت بدل بدل کے

شوقِ عرف میں نکلے ذات خفی سے باہر
خِلوت میں لاکھوں تم ہو خلقت بدل بدل کے

ایک نور کی ہیں کرنیں لاکھوں جگہ ہے پھیلی
سایہ وہی ہے لیکن قامت بدل بدل کے

مٹی سے ہیں بناتے مٹی میں ہیں ملاتے
مِٹی پہ کیا کیا گذری حالت بدل بدل کے

آدم مرا نہیں ہے اہلِ نظر سے پوچھو
آدم وہی ہے لیکن صورت بدل بدل کے

لاکھوں نظر میں تم ہو لاکھوں نظر ہیں تم میں
تم تھے تمہیں ہو آئے امَامت بدل بدل کے

سامان آخرت ہے خرقے میں پیر تیرے
آئے ہیں پیر فہمی خلافت بدل بدل کے

بَابِ حرم سے نکلے ملک عدم میں پہنچے
معرؔوف تم کہاں ہو تربت بدل بدل کے

چارسو تیرا جلوہ

تیری نظروں کو دھوکا ہوا ہے چارسو میرا جلوہ عیاں ہے
بولتا ہوں تیرے دم میں ہی میں نے کب تجھ سے پردہ کیا ہے

میں اناالحق کی ہرسو صدا ہوں چڑھ کے سولی پہ تجھ سے کہا ہوں
ہے یہ منصور میرا تماشہ تیرا مولا تو بندہ نما ہے

شکلِ اِنساں کی میں نے بنایا اُس میں جلوہ پھر اپنا دکھایا
تو ابھی تک نہیں کیوں ہے سمجھا بول اب کون تیرا خدا ہے

جب سے تو بے خبر ہو گیا ہے میرا جلوہ نہاں ہو گیا ہے
دیکھ لے خود میں مجھ کو میری جاں مجھ میں رہکر ہی تو پلا ہے

جب سے خود کا پتہ چل گیا ہے رازِ اِنّیِ اَنَا مِل گیا ہے
کیسے دیکھے گا تو مجھ کو واعظ تجھ پہ پردہ دوئی کا پڑا ہے

کُن سے فیکن بھی ہوگیا میں دم میں دم آکے آدم ہوا میں
آدم سے ہوا پھر آدم دیکھ کیسی میری یہ بقاء ہے

میری روح میں تو آکر سمایا ہے تجھکو محبوب بھی ہے بنایا
پیرفہمی ذرا راز کھولو اب مجھ سے بھی پردہ ہوا ہے

خود ہی معروؔف میں ہوگیا ہوں خود میں ظاہر میں ہوگیا ہوں
جب مجھ پہ نہیں کوئی پردہ ۔ پردے میں کوئی چھپا ہے

مُقامِ 'ھو'

مقامِ 'ھوٗ' بھی ایک ایسی جگہ ہے
جہاں مولا بھی بندہ لاپتہ ہے

دوئی کو شرک کہتے عارفاں سب
یہاں یکتائی بھی شرکِ انا ہے

بنا پھرتا ہے تو کلمے کا حافظ
نہیں سمجھا ابھی تک کیا سِوا ہے

نکل کر پردۂ 'لا' سے اللہ
وہی نکتے میں آکے 'ھوٗ' ہوا ہے

اُلٹ کر میم کا پردہ جو دیکھا
شکلِ احمد میں ہی احد چھپا ہے

جِسے سب ڈھنڈتے دیر و حرم میں
میرے مرشد میں آکے چھپ گیا ہے

خودی کا آئینہ خود روبرو ہے
وہ شکلِ پیر میں ظاہر ہوا ہے

کہا منصور نے یہ میں نہیں ہوں
کہ مجھ میں پیرفہمی بولتا ہے

نہ وہ معرؔوف بندہ ہے نہ مولا
فقط 'ھوٗ' 'ھوٗ' کی اک قائم صدا ہے

نکتہ بنا ہوں میں

ایک عِشق کی خاطر ہی تیرا بندہ بنا ہوں میں
دریا بنے ہیں آپؐ تو قطرہ بنا ہوں میں

ہونے کا تیرے سب کو پتہ دے رہا ہوں میں
اُم القرآن میں تیرا نقطہ بنا ہوں میں

وحدت کے آئینے میں کثرت کا ہے ظہور
ظاہر تیرے ہونے کو پردہ بنا ہوں میں

آدم کے دم میں کون صدا دے رہا ہے سُن
غیب و شہود دونوں میں اک 'لا' بنا ہوں میں

ظاہر خدا مجھ سے یا میں ہوں خدا میں ضم
عقدہ کُھلے یہ کیسے جب معمّہ بنا ہوں میں

آگ نہیں ، ہوا نہیں ، پانی نہیں، مٹّی
بس نور ہوں میں نور کا ٹکڑا بنا ہوں میں

گنجِ خفی میں کون تھا جو گُد گُدا رہا
کہنے لگا وہ 'ب' کا نکتہ بنا ہوں میں

آدم بنا حوّا بنا پیرِ فہمی بن گیا
اہلِ نظر سے پوچھو یہ کیا کیا بنا ہوں میں

فثمہُ وجہُ اللہ کو معرؔوف سمجھ گئے
بے چہرائے یار کا چہرہ بنا ہوں میں

فنا بقاء

نہ فنا تو بن کے آیا نہ بقاء تو بن کے آیا
جوشِ بحر سے تو نے ایک بُلبلہ بنایا

بادِ نفس کی گردش کِتنے ہی بُلبلوں کو
کبھی خاک میں مِلایا کبھی آب میں مِلایا

سیپی کو چاک کرکے قدرت کا کیھل دیکھو
شبنم کا ایک قطرہ موتی میں ہے ڈھلایا

کوزے میں دفن ہوکے پائے نمودِ تخمی
یہ فنا اور بقا کے کیا درمیاں چھپایا

ہونا نظر سے غائب یہ دلیل کب فنا ہے
کہیں ڈوبنا نِکلنا یہی کھیل ہے رچایا

تارِ نفس کا نغمہ ہر آن ہے سُنایا
اپنے ہی دم کے اندر راہ سیدھی ہے دِکھایا

روزِ ازل کی مستی رگ رگ میں ہے برستی
خود کہکے 'نحنُ اقرب' بے خود ہمیں بنایا

آتے ہیں آنے والے جاتے ہیں جانے والے
تیرے در سے وہ نہ اُٹھا تیری دید جو ہے پایا

شیشئہ دِل شکستہ نابود و بود یکساں
نہ یہاں سکون پایا نہ وہاں امان پایا

یہ لباسِ مکروفن میں خود یار بھی ہے پنہاں
فہمی پیا کی صورت میرا یار لے کے آیا

نہیں ماسِوائے تیرے ہو فنا پھر بقا کیا
تھا عِشق اللہ معرؔوف وہی نور بن کے آیا

سلام

صورتِ رحماں سلامٌ علیکُ
سیرتِ قرآں سلامٌ علیکُ

نبیوں میں افضل رسولوں میں اعلیٰ
اے شمعِ یزداں سلامٌ علیکُ

یٰسٓ طٰہٰ مزمّل مدثّر
اسرارِ قرآں سلامٌ علیکُ

حیاتُ النّبی سے ہے جاری ولایت
ولیوں کے سلطاں سلامٌ علیکُ

وَمَا اَرْسَلْنَا قرآن کہہ رہا ہے
رحمتِ ہر جاں سلام علیکُ

خزاں کا وہ رخ موڑ دے جب وہ چاہے
بہارِ گلستاں سلامٌ علیکُ

سبھی کلمہ گو دے رہے ہیں گواہی
ہے تصدیقِ ایماں سلامٌ علیکُ

یہ جنّ و ملائک حجر بھی شجر بھی
کہے کعبہ قرآں سلامٌ علیکُ

معؔروف کہو با ادب سر جھکائے
ہو لاکھوں درُودوں سلامٌ علیکُ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پیمانہ معروف

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی

عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پیامِ معروف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی

عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

فہرست

نمبر شمار	کلام	صفحہ نمبر
1	شروع 'ب' سے کلام بِسم اللہ	106
2	تیری ذات پاک ہے اے خُدا تیری شان جلّ جلالہٗ	107
3	نورِ محمدؐ نورِ خدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم	108
4	اللھمَّ صلِّ علیٰ مُحمدؐ یا ربِّ صَلِّ عَلیہِ و سلمّ	109
5	حور و ملائیک دھوم مچائے صلی علیٰ کو سُنائے محمدؐ آ گئے ہیں	112
6	صفات خدا ہے صفات محمد ﷺ	114
7	محمدؐ خُدا ہے خُدا ہے محمدؐ	115
8	صبرِ حسینؓ کا دیکھو نظارا	116
9	بغداد والے آقا پردہ ذرا ہٹاؤ	118
10	غوثِ اعظم دستگیرؒ اللہ ھوُ اللہ	120
11	خواجۂ ہندؒ کے سرکار اللہ رے اللہ	122
12	گھر گھر میں مچی دھوم ہے اللہ قدیر کی	124
13	ایک عادلؒ کیا مل گئے زندگی بندگی ہو گئی	125
14	منائیں آج ہم عرس و چراغاں پیر عادلؒ کا	126
15	غوث پیا کے نورِ نظر ہیں خواجہ پیا کے سائے	127
16	مُرید سارے دھوم مچائے عشقِ پیر میں گائے کہ صندل آ گیا ہے	129
17	حاجی عبدالطیف بابا تیرا دربار اعلیٰ ہے	131
18	میرے لطیف شاہؒ کی چادر ہے	133
19	سِرّ انسان میں کیا رمز نرالا نکلا	134

20	عشق سے ہم عیاں ہو گئے سارے نکتے بیاں ہوگئے	135
21	سانحۂ حق میں جب زندگی ڈھل جائے گی	136
22	خیال یار کی تصویر ہوں میں	137
23	خدا خود بس گیا ہے آکے دیوانوں کی بستی میں	138
24	عروجِ بام پر ہوں میں نہیں جاؤں گا بستی میں	139
25	گنجِ خفی سے جب کبھی قطرہ جدا ہوا	140
26	جنونِ عشق میں کرتے ہیں پیشِ یار می رقصم	141
27	دل میں نظر میں نقشہ جمانے کی دیر ہے	142
28	دیدۂ ذوق کا ارمان بنے بیٹھے ہیں	143
29	اک اسمِ 'ھو' کا مسمّیٰ بنا ہوں میں یارو	144
30	سمجھنا ہی مشکل یہ راز عجب ہے	145
31	رخسار سے صنم جو پردہ اُٹھا دیا	146
32	کافر صنم کا چہرہ یہ ہر آن سامنے ہے	147
33	خدا تخم ہے گر تو بندہ شجر ہے	148
34	تیرے دیوانے بھلا تجھ کو بتا کیا سمجھے	149
35	نور میں نور جب سمایا ہے	150
36	خوابِ عدم سے پیر نے مجھ کو جگا دیا	151
37	یہ زاہد تو دیر و حرم جانتے ہیں	152
38	محبّت کے جو نقشے قلب میں تیار ہوتے ہیں	154
39	وہ بارِ امانت کا وزن تول رہا ہوں	155
40	تم کو کثرت میں وحدت اگر چاہیئے	156
41	پیر و مرشد رازِ مخفی ہم کو یہ بتلائے ہیں	157

42	کچھ اس قدر خیال کو پختہ بنائیے	158
43	وجودِ آدمی ہوکر خُدا کی شان لایا ہوں	159
44	جو سجدے واسطے اللہ کئے وہ نام کے نکلے	160
45	محمدّ مصطفےٰؐ کی بولتی تصویر لایا ہوں	161
46	من کے مندر میں ہے بھجن اپنا	162
47	عشق کے بازار میں خود کو لُٹا کر دیکھ لے	163
48	کلمۂ طیبّ کا یہ ہے افسانہ	164
49	کیا تماشہ ہے زندگی کا آدمی بُلبلا ہے پانی کا	165
50	رازِ ہستی میری ہے سمجھانا عارفانہ ہے یا فقیرانہ	166
51	نفسِ شیطاں کو جنت میں جانا پڑا	167
52	نفسِ امارہ کے اندر عشق جلوہ گیر ہے	169
53	ایک میم کے پردے میں کیا کھیل نرالا ہے	170
54	کس تصوّر میں یہ تصویر بنائی ہو گی	171
55	رازِ خفی سے پردہ اُٹھاتے چلے گئے	172
56	حسنِ ازل کا نغمہ سنا کر چلے گئے	173
57	خُدا کو گنجِ مخفی سے نکلنے کا خیال آیا	174
58	حسُن ہر دم جوان رہتا ہے	175
59	کون ہے صاحبِ عرفان یہ ہم جانتے ہیں	176
60	رازِ خفی سے پردہ اُٹھایا ہے پیر نے	177
61	گنجِ مخفی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا	178
62	ذاتِ وحدت سے کثرت میں آنے کو ہم	179
63	نورِ جمال سمجھو کیا نورِ جلال ہے	181

182	سیر کرنے آیا ہوں سیر کر کے جاؤں گا	64
183	محمدؐ نام تھا میرا خُدا کے نام سے پہلے	65
184	لام ۔ الف سے یہ عقدہ کھلا ہے	66
185	عشق کی شمع جلانے کون آیا ہے یہاں	67
186	بن کے نُکتہ امام آیا ہے	68
187	اللہ ہے مکیں تو یہ محمدؐ مکان ہے	69
188	یہ رازِ خُدا خود میں پا کر تو دیکھو	70
189	ایک دن خانۂ خلوت میں تو آنا ہوگا	71
190	آگ ہے نبوّت کی میرے آشیانے میں	72
191	میری ہستی ہمیشہ یار میں ہے	73
192	مُنہ میں حق کی زبان رکھتے ہیں	74
193	لوحِ ہستی مٹائے جاتے ہیں	75
194	پیر و مرشد تیری مہربانی رہے	76
196	کلمہ سانسوں میں جس نے ڈالا ہے	77
197	نسبت میں تیری آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے	78
199	بہت پیار کرتے ہیں مرشد سے ہم	79
200	پیر فہمیؒ کی محفل سجی ہے پیر عادل بھی آئے ہوئے ہیں	80
202	اپنے مُرشد کی خاکِ پا ہوں میں	81
203	اللہ بھی پڑھ رہا ہے وہ نماز کون سی ہے	82
204	اپنے مُرشد کی میں خاکِ پا ہوگیا	83
205	وحدت کا جام پیر نے ایسا پلا دیا	84
206	جامِ وحدت پلا دیا کس نے	85

86	وہ انحد کا جلوہ دکھانا پڑے گا	207
87	عجب میم کا اک محل بنایا	208
88	کلمے کا مرشد راز بتایا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ	209
89	لاکھ ڈھونڈو پتہ نہیں ملتا	211
90	جامِ وحدت پلایا گیا	212
91	حُسین ابنِ حیدر سلامٌ علیک	213
92	آقا مدینے والے دل نے تمہیں پُکارا	214

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انتساب

میں اپنا مجموعہ کلام ''پیمانۂ معروف'' اپنے رہبر وقت مرشدِ کامل پیرِ طریقت نورِ ہدایت تاجِ ولایت حضرت خواجہ شیخ محمد عبدُ الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری فہمی پیر مدظلہ العالی دامت برکاتہٗ کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں، جن کی ایک نگاہِ فیض سے ہزاروں مردہ دل روشن ہوگئے۔ جن کی خوشبو سے سارا عالم مہک اُٹھا، جن کی آمد سے کُفر کا اندھیرا مٹ گیا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے، گمراہیوں نے اپنا مُنہ تاریکیوں میں چھپا لیا۔ کلامِ ھٰذا ''پیمانۂ معروف'' اسی شمعِ ولایت سے منسوب کرتا ہوں۔

اپنے مرشد کی خاکِ پا ہوں میں
دین و دنیا کا بادشاہ ہوں میں

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی
عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بتاریخ : ۲۳ فروری ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

محترم برادرِ طریق عزیزم من جناب خواجہ محمد فاروق شاہ قادری کا کلام 'پیمانۂ معروف' سے منسوب ہے۔ عنقریب منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ تصوّف پر مبنی ہے، جو صوفیانہ نکات سے لبریز ہے، انشاء اللہ اہلِ ذوق کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے کلام کو چار چاند لگ جائے اور ان کا سینہ نورِ معرفت سے جگمگائے۔ــــ آمین

بقلم:ــ سیّد عزیز الدین رضوان قادری الچشتی ــــــــــ حیدر آباد

اظہارِ تشکُر

میں تمام اولیاء کرام وخُلفائے عظام ومریدین وعاشقین کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص

محترم سیّد عزیز الدین رضوانؔ قادری الچشتی صاحب، (حیدر آباد)

محترم سید شاہ سرفرازؔ سُلطانی، سُبحانی صاحب ممبئ

محترم خواجہ سید افسر شاہ قادری الچشتی افتخاری سرفرازیؔ پیر صاحب ممبئ

محترم خواجہ سید اختر شاہ قادری الچشتی افتخاری منوّریؔ پیر صاحب ممبرا

محترم شیخ محمد شاہین شاہ قادری حیدر آبادی صاحب (حیدر آباد)

محترم محمد معراج نواز قادری ولد خواجہ سید محمد عبداللہ شاہ قادری الچشتی افتخاری سیلانیؔ پیر صاحب (سائن کولی واڑہ) ● محترم محمد سیفن قادری۔ (سائن کولی واڑہ)

میں اُن تمامی حضرات کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے دامے، درمے، سخنے، قدمے میرا تعاون وحوصلہ افزائی کی۔

دعا گو: خاکپائے پیر فہمیؔ خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروفؔ پیر عفی عنہ

بِسم اللہ

شروع 'ب' سے کلام بِسم اللہ
رازِ حق کا مقام بِسم اللہ

جو بھی دل سے پڑھے گا بِسم اللہ
اس پہ دوزخ حرام بِسم اللہ

میری رگ رگ میں ہے نشہ یارو
پی لیا جب سے جام بِسم اللہ

بخش دے بخش دے میرے مولا
ملے جنت مقام بِسم اللہ

میرے مولا تو سب کو نیک بنا
نیک ہو سب کے کام بِسم اللہ

''ب'' سے قالُو بَلٰی کو یاد کرو
ہے یہ پہلا کلام بِسم اللہ

کیوں نہ اُس کے بنے گے بگڑے کام
جو پڑھے صبح و شام بِسم اللہ

با یزید کو یہ ہم نے کہتے سُنا
عارفوں کا ہے نام بِسم اللہ

بھیجے محبوبؐ پر غلاموں نے
ہو درود و سلام بِسم اللہ

پیر فہمیؒ کے ہاتھوں محشر میں
ملے کوثر کا جام بِسم اللہ

دعا دل سے کرو ذرا معرؔوف
سب پہ رحمت ہو عام بِسم اللہ

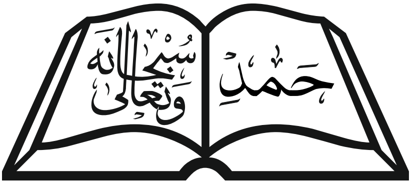

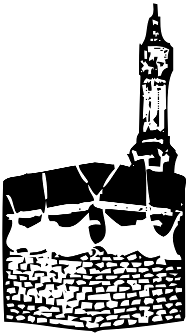

تیری ذات پاک ہے اے خُدا تیری شان جلّ جلالہٗ
کوئی کیا کرے حمد و ثناء تیری شان جلّ جلالہٗ

کوئی کہتا تجھ کو رام ہے کوئی لیتا اللہ نام ہے
تو ہی سب کا ہے مالک خُدا تیری شان جلّ جلالہٗ

جسے چاہے اپنا بنائے تو جسے چاہے در در پھرائے تو
تیرے در پہ ہے شاہ و گدا تیری شان جلّ جلالہٗ

تو ہی عرش پہ جلوہ نشیں تو ہی فرش پہ پردہ نشیں
تو ہی چار سو جلوہ نما تیری شان جلّ جلالہٗ

کوئی بندہ تیرا امیر ہے کوئی در کا تیرے فقیر ہے
تو ہی بادشاہ ہے جہان کا تیری شان جلّ جلالہٗ

فہمیؔ پیا کا یہ در ملا جیسے خُدا کا وہ گھر ملا
ملا پیر سے ہی مدعا تیری شان جلّ جلالہٗ

معروؔف کی رکھ تو لاج کو رسوا نہ کر محتاج کو
میرا کون ہے تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہٗ

☆☆☆☆

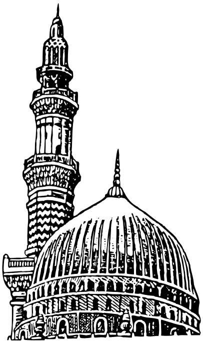

نعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ محمدؐ نورِ خدا ہے صلی اللہ علیہ و سلم
محمدؐ کو سمجھو نہ حق سے جُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کو چاہا وہ چاہا خُدا کو محمدؐ کو بھولا وہ بھولا خُدا کو
محمدؐ کو دیکھا وہ دیکھا خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کو سمجھا وہ سمجھا خُدا کو محمدؐ کا پایا وہ پایا خُدا کو
سرِّ محمدؐ سرِّ خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ ہے دریا نبیؐ بُلبلہ ہے نکتے میں 'ب' کے بھید چھپا ہے
محمدؐ ہے اوپر نیچے خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

میم کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو کون نبی اور کون خُدا ہے
محمدؐ نبی ہے محمدؐ خدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

پیر محمدؐ پیر خُدا ہے فہمیؔ پیا سے یہ عقدہ کھلا ہے
ہر شئے میں پیر ہی جلوہ نما ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کا جلوہ ہے جلوہ خُدا کا محمدؐ کا بندہ ہے بندہ خُدا کا
معروفؔ یہ تو حق کی صدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

درودِ پاک

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیُ عَلیہِ و سلمّ

پیارے نبی کو حق نے بُلایا * عرشِ بریں کو اپنے سجایا
اپنے نور کی چادر بچھایا * رب نے نبی کو اس پہ بیٹھایا
حق نے خوشی سے مژدہ سُنایا۔۔۔

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیُ عَلیہِ و سلمّ

نورِ محمدؐ نورِ خُدا ہے * شانِ محمدؐ شانِ خُدا ہے
دیدِ محمدؐ دیدِ خُدا ہے * سّرِ محمدؐ سّرِ خُدا ہے
سارے نبیوں میں رُتبہ بڑھایا۔۔۔

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیُ عَلیہِ و سلمّ

ظاہر کبھی ہیں باطن محمدؐ * اول کبھی ہیں آخر محمدؐ
کیسے بتاؤں کے کیا ہیں محمدؐ * ہر دم وہ جلوہ نما ہیں محمدؐ
دونوں جہاں میں ثانی نہ سایہ۔۔۔

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیٗ عَلیہِ و سلمّ

میرے نبی ہیں عرش کی عزت * میرے نبی ہیں فرش کی زینت

میرے نبی ہیں رب کی قدرت * میرے نبی ہیں صاحبِ عظمت

نورِ نبی سے سب ہے بنایا۔۔۔

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیٗ عَلیہِ و سلمّ

میرے نبی قرآں ہے لائے * میرے نبی عرفاں ہے لائے

میرے نبی ایماں ہے لائے * میرے نبی نشاں ہے لائے

دامن میں اُن کے سب کچھ ہے آیا۔۔۔

اللھمَّ صلّیِ علیٰ مُحمدَّ یا ربّ صَلّیٗ عَلیہِ و سلمّ

تاجِ شفاعت پہن کے آئے * شانِ نبوّت ساتھ میں لائے

کرنے امامت فرش پہ آئے * درسِ طریقت سب کو پڑھائے

فرش پہ عرش کا نقشہ دکھایا۔۔۔

الــلهــمَّ صلّــِی علــیٰ مُــحــمــدَّ یــا ربّ ِ صَــلّــیُ عَــلیــہِ و ســلمّ

کہیں بنے وہ آدم صفی ہیں * کہیں بنے وہ نوحِ نجی ہیں
کہیں بنے وہ موسیٰ نبی ہیں * کہیں بنے وہ مولا علی ہیں

میم کے پردے میں کیا کیا چُھپایا۔۔۔

الــلهــمَّ صلّــِی علــیٰ مُــحــمــدَّ یــا ربّ ِ صَــلّــیُ عَــلیــہِ و ســلمّ

پیارے نبی کے صدقے میں مولا * آلِ نبی کے صدقے میں مولا
ابنِ علی کے صدقے میں مولا * اپنے ولی کے صدقے میں مولا

بخش دے ہم کوبھی تو خُدایا۔۔۔

الــلهــمَّ صلّــِی علــیٰ مُــحــمــدَّ یــا ربّ ِ صَــلّــیُ عَــلیــہِ و ســلمّ

فہمیؔ پیا کے سائے میں آیا * نورِ نبی کو ان میں ہے پایا
اللہ نبی سے دم کو سجایا * صلّی علیٰ سے جھولا جُھلایا
معروؔف نور کا سجدہ کرایا۔۔۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں

حور و ملائیک دھوم مچائے صلی علیٰ کو سُنائے محمدؐ آ گئے ہیں
آمنہ بی کے بل بل جائے نور سے گھر کو سجائے محمدؐ آ گئے ہیں

رب کے پیارے ہیں نامِ محمدؐ پا گئے
نورِ خُدا کا جلوہ بن کے جگ میں آ گئے
خوشبو سے عالم مہکائے رحمت کو برسائے محمد آ گئے ہیں

عرشِ بریں کو آج نور سے حق نے سجادیا
فرشِ زمیں کا بھی رُتبہ رب نے بڑھا دیا
رحمتِ حق بھی واری جائے اللہ صدقہ لُٹائے محمدؐ آ گئے ہیں

رُخ پہ نبی کے میرے نورِ خُدا کا جمال ہے
ہر اک کمال والا پائے ان سے کمال ہے
ایسے نبی کو جو بھی پائے کیوں نہ وہ اترائے محمدؐ آ گئے ہیں

نور کا جھولا جب دستِ حق نے بنا دیا
نور کا بستر بھر حق نے اس میں بچھا دیا
نور کی ڈوری اس میں لگائے جھولا نبیؐ کو جھلائے محمدؐ آگئے ہیں

سارے پیمبر میں آپ کا اعلیٰ مقام ہے
رب کا ہر ولی آپ کے در کا غلام ہے
آپ کے در سے رتبہ پائے پل میں ولی ہو جائے محمدؐ آگئے ہیں

عالمِ ارواح کا معجزہ ہے یہ با خُدا
صف باادب کھڑے تھے سارے انبیاء و اولیاء
غوثِ اعظم کاندھا لگائے خواجہ سر کو جھکائے محمدؐ آگئے ہیں

فہمیؔ پیا کا جب نوری سلسلہ مل گیا
دونوں جہاں کا آج ہم کو وسیلہ مل گیا
کلمہ بن کے دم میں آئے ہر دم میں کہلائے محمدؐ آگئے ہیں

اُن پہ درودوں کا بھیجو تحفہ پیار سے
روشن ہم بھی ہیں معرؔوف اسی سرکار سے
عشقِ نبی کی شمع جلائے نورِ نبی میں نہائے محمدؐ آگئے ہیں

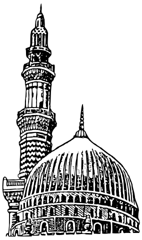

صفات محمد ﷺ

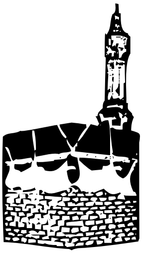

صفاتِ خدا ہے صفاتِ محمد ﷺ
خدا خود ہے گویا بذاتِ محمد ﷺ

خدائی بھی رقصاں ہے چاروں حرف میں
ظہورِ دو عالم صفاتِ محمد ﷺ

محمد ہی وحدت محمد ہی کثرت
خدا خود ہے ظاہر بذاتِ محمد ﷺ

وہ نورِ حقیقی ہیں نورِ مجسم
ذرا خود میں دیکھو صفاتِ محمد ﷺ

وہ محمود بن کر ہے زیرِ زمیں میں
کُھلا ہم پہ عُقدہ مماتِ محمد ﷺ

مدینے کی مٹی کا صدقہ ہے سب کچھ
ملی پیر فہمیؔ حیاتِ محمد ﷺ

تصور میں آنے لگے ہیں محمد ﷺ
اے معروفؔ پڑھ لو صلوٰۃ محمد ﷺ

محمد ﷺ خُدا ہے

محمدؐ خُدا ہے خُدا ہے محمدؐ
خُدا سے بتا کب جُدا ہے محمدؐ

خُدا نورِ احمد سے روشن ہوا ہے
حقیقت میں حق کی ضیاء ہے محمدؐ

لباسِ محمدؐ ہے باطن میں اللہ
خُدا بن کے جلوہ نما ہے محمدؐ

گئے لامکاں میں ہیں پل میں محمدؐ
مکاں لا مکاں کا پتہ ہے محمدؐ

ہر اک ذرّہ ذرّہ گواہ بن گیا ہے
کھلا راز حقُ الوریٰ ہے محمدؐ

محمدؐ ہے ظاہر محمدؐ ہے باطِن
محمدؐ ہی جلوہ نما ہے محمدؐ

ملے پیر فہمیؔ محمدؐ کے گھر سے
بتائے ہمیں راز کیا ہے محمدؐ

محمدؐ کا نقشہ ہے آنکھوں میں معروفؔ
کہ دل کا وظیفہ بنا ہے محمدؐ

صبرِ حسینؓ کا دیکھو نظارا
تین دن کا بھوکا پیاسا علیؓ کا دُلارا

شہادت حسینؓ

نورِ نبیؐ آپ ہیں ● اِبن علیؓ آپ ہیں
لختِ جگر فاطمہؓ ● دلبر حسنؓ آپ ہیں
پنجتن کا تم سے ہی ● یہ نقشہ ہے پیارا

اُمت کا غم تھا قوی ● ڈوبے تھے پیارے نبیؐ
آنسوں کی تھی اک جھڑی ● بولے پھر ابنِ علیؓ
ایک دن بخشا ہی لیں گے ● وعدہ ہے ہمارا

لکّھا خُدا کا آ گیا ● کربل کا دن آ گیا
بہتّر۷۲ کا یہ قافلہ ● آغوشِ غم آ گیا
تپتِ صحرا میں تھا ● وہ محمدؐ کا پیارا

نورِ نبی کی چمک ● شیرِ خُدا کی جھلک
سیفُ اللہ تھی ہاتھ میں ● تھرّا گیا یہ فلک
جس طرف تلوار تھی ● تھرّا یا عالم سارا

آئی ندا غیب سے ● وعدہ وفا کیجئے
سجدے میں ابنِ علیؓ ● سَر کو کٹا دیجئے
اُمّت کی خاطر نبھایا ● وعدہ نیارا

تیروں سے چھنی حسینؑ • تیغوں سے زخمی حسینؑ
نیزے پہ سر تھا حسینؑ • سُنتے تھے سب کی حسینؑ
کربلا بھی چیخ اُٹھا • دیکھ کر نظارہ

سکینہؑ کی آس ہو • زینبؑ کی لاج ہو
چچا ہو قاسمؑ کے تم • شہیدوں کے سرتاج ہو
عابدینؑ بولے • پیارے بابا ہمارا

ایسا نہ سجدہ کیا اب تک کسی نے کبھی
بھولے گی نہ زمیں پھر ایسا سجدہ کبھی
آج بھی ہے تازہ دیکھو سجدہ تمہارا

رمزِ شہادت ہے یہ • فہمیؔ عنایت ہے یہ
اُمت کو تھا بخشانا • کیسی حکمت ہے یہ
ایک سجدے کے لئے تھا • کربلا یہ سارا

معروفؔ شہادت حسینؑ • خونِ جگر سے لکھے
ہم ہیں غلامِ حسینؑ • جاری ہیں یہ سلسلے
وقتِ آخر ہم کو بھی ہو • آپ کا نظارہ

منقبت غوث الوریٰ ؓ

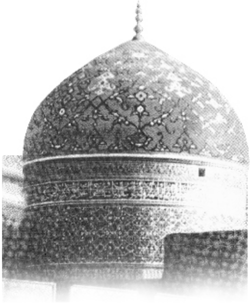

بغداد والے آقا پردہ ذرا ہٹاؤ
محفل میں اپنی آؤ بگڑی میری بناؤ

سر پہ ہے تاج تیرا ہاتھوں میں پاک دامن
صدقے میں ''بوسعیدؒ '' کے میری غیریت مٹاؤ

ہے تمہارا ہاتھ میرا ، میرا ہاتھ ہے تمہارا
یہ قرآن کہہ رہا ہے نادان کو بتاؤ

ہے نظر تمہاری کعبہ ہے تمہارا دل مدینہ
تم نور ہو سراپا مجھے نور میں ملاؤ

سب آفتیں بلائیں بیماری ہر مٹے گی
غوث الوریٰؓ کا نعرہ دل سے ذرا لگا ؤ

تیرے نام کی ہے نسبت جو میں قادری بنا ہوں
رکھو لاج قادری کی نسبت کو تم نبھاؤ

ہیں چراغِ قادری ہم روشن ہیں دونوں عالم
اس روشنی میں آیا روشن اُسے بناؤ

گیارہ عدد میں رازِ غوث الوریٰؓ چھپا ہے
تم راز کو یہ پاکر سر کو وہیں جُھکاؤ

پیرانِ پیرؓ بولے لا خوف اے مریدوں
ہمّت اگر ہے تم میں ہم سے نظر ملاؤ

نورانی سلسلہ ہے فہمیؔ پیا کا میرے
نسبت کی خاک میں اب رحمت کے گُل کھلاؤ

یہ غوثؓ کی عطا ہے یہ غوثؓ کا کرم ہے
سرکار جس کو چاہو معروفؔ اُسے بناؤ

منقبت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

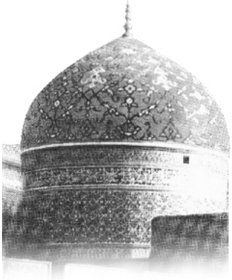

غوثِ اعظم دستگیرؒ اللہ ھوٗ اللہ
تم ہو پیروں کے بھی پیر اللہ ھوٗ اللہ
نقشہ پیارا ہے دل گیر اللہ ھوٗ اللہ

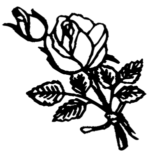

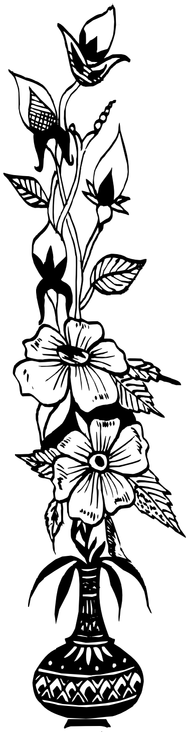

دوذخ کا اب خوف نہیں ہے نہ محشر کا غم
عبدالقادر جیلانیؒ جب رکھتے ہیں اپنا بھرم
ہم ہیں قادری فقیر اللہ ھوٗ اللہ

کلمہ دم میں آتے ہی ہم نورانی کہلائے
فرشِ زمیں سے عرشِ بریں ہم دم میں آئے جائے
کلمہ غوثؒ کی جاگیر اللہ ھوٗ اللہ

ہم میں دم ہے دم میں تم ہو تم میں نور ہے ضم
ہم دم کا راز بن کے نور ہے نور میں گم
لاکھوں مرشد ایک پیر اللہ ھوٗ اللہ

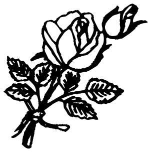

اندھا دیکھے گونگا بولے کوڑی اچھا ہوجائے
لاکھ کرشمے ایک نظر میں غوث پیا دکھلائے
نظریں غوثؒ کی اکسیر اللہ ھوُ اللہ

عبد بھی ہے قادر بھی ہے عبدالقادر جیلانیؒ
اللہ نبیؐ کے نور سے وہ ہوگئے نورانی
تم ہو نور کی تصویر اللہ ھوُ اللہ

جان لیا ہوں مان لیا ہوں پہچان لیا نظر کو
خرقہ تاج پہن کے بیٹھے دیکھ لو اِدھر کو
بن کے آئے فہمیؔ پیر اللہ ھوُ اللہ

آپ کی ہی نسبت سے ہم قادری کہلائے
بندہ معروفؔ آپ کا سَر چوکھٹ پہ جُھکائے
دے دو عرفاں کی جاگیر اللہ ھوُ اللہ

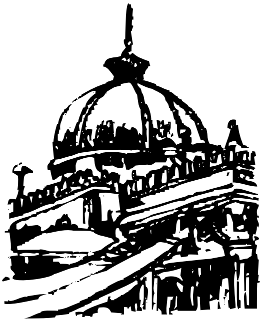

منقبت خواجہ غریب نوازؒ

خواجۂ ہندؒ کے سرکار اللہ رے اللہ
سارے ولیوں کے دلدار اللہ رے اللہ
اُن پہ تن من ہے نثار اللہ رے اللہ

اللہ کی صورت چھپی ہے خواجہ کی صورت میں
یعنی دونوں نور سمائے ایک ہی مورت میں
موہنی صورت میں دلدار اللہ رے اللہ

کلمے کا عرفان لیکے خواجہ ہند میں آئے
اللہ نبی کا راز سارا پل میں ہیں بتلائے
بندہ اللہ کا گھر بار اللہ رے اللہ

خواجہ خواجہ کہتے کہتے اللہ کو ہم پائے
آتے جاتے دم میں ہم خواجہ کو سمائے
خواجہ کہنے والے پار اللہ رے اللہ

اندر خواجہ باہر خواجہ اول آخر خواجہ
ھُوالمُرشد اَنتَ المُرشد باطن ظاہر خواجہ
خود میں خواجہ کا دیدار اللہ رے اللہ

حد بولے تو خواجہ ہیں ان حد بولے تو خواجہ
لا مکاں کے بیچ میں تو دیکھنے کو آجا
ذرّے ذرّے میں ہے یار اللہ رے اللہ

مانگنے والے کھڑے خواجہ تمہارے در پر
عثماںؒ کا صدقہ ملے خواجہ تمہارے در پر
اُنچا نورانی دربار اللہ رے اللہ

خواجۂ فہمیؔ پیا بس ایک نظر ہو سب پر
تن من کی اب جھولی بھر دو خواجہ پیا کے دلبر
کردو سب کا بیڑا پار اللہ رے اللہ

بندہ نوازی فرماؤ بندہ نواز خواجہ
روئے زیبا دکھلاؤ بندہ نواز خواجہ
معروؔف خواجہ کو پکار اللہ رے اللہ

قدیری دھوم

گھر گھر میں مچی دھوم ہے اللہ قدیر کی
شہرت ہے دو جہان میں کامل فقیر کی

آتے ہیں سر جھکانے یہاں اولیاء سبھی
صورت قدیر ہوگئی پیرانِ پیر کی

ہلکٹہ بنا دیکھئے وہ فیض کا شہر
شانِ کریمی ہے دعا دستگیر کی

جلوے قدیری دیکھ کر منکر بھی دنگ ہے
کیا شان ہے شوکت ہے یہ میرے قدیر کی

اللہ قسم بن گیا وہ وقت کا ولی
جس پہ عنایت ہو گئی روشن ضمیر کی

ایسا نشہ ہے جس کا اُترنا محال ہے
ہم نے شراب پی لی ہے پیرانِ پیر کی

اب کس کی عنایت ہو اب کس کا ہو کرم
کافی ہے مجھ پہ اک نظر یہ فہمیؔ پیر کی

وصفِ قدیر معروفؔ کیسے بیاں کروں
ملتی نہیں نظیر اُس بے نظیر کی

عادل مل گئے

ایک عادلؔ کیا مل گئے زندگی بندگی ہو گئی
دل اندھیرا تھا اب تک مگر روشنی ہو گئی

وہ نظر سے پلائے ہمیں مست بے خود بنائے ہمیں
میکدے کی نہ حاجت رہی بن پیٔے میکشی ہو گئی

پھنسے حرص و ہوس میں کبھی پھنسے بغض و حسد میں کبھی
پیر کامل بھی ایسا ملا با صفا زندگی ہو گئی

اک نفس انا کا مکر فخر کرتے تھے جس پر مگر
جب اَنَا کو فَنَا کر دیا با خودی بے خودی ہو گئی

بندگی کا مزہ آ گیا زندگی کا مزہ آ گیا
خود میں خود کا پتہ کیا ملا ہر طرف روشنی ہو گئی

پیر فہمیؔ ہمارے لئے روشنی کا ہی اک نام ہیں
اُن کی نسبت کا ہے یہ صلہ زندگی بندگی ہو گئی

کیا حقیقت ہماری کہیں بحرِ ظلمت میں ہم تھے پڑے
یہ ہے معروفؔ اُن کا کرم رات بھی چاندنی ہو گئی

عرس سولھواں ۱۶

منائیں آج ہم عرس و چراغاں پیر عادلؔ کا
ہمارے پیشوائے قطبِ دوراں پیرعادلؔ کا

ہرے گنبد کی برکت سے ہرا ہے بیجاپور اپنا
جمیع ارواح کا مرکزِ درخشاں پیرعادلؔ کا

بنا ہے کعبۂ عُشّاق تیرا روضۂ اطہر
طواف و سجدہ ہوگا جانِ جاناں پیرعادلؔ کا

سبق والیــــــل پڑھنے کو چھپایا یار نے چہرہ
سراپا معجزہ ہے رنگِ عرفاں پیرعادلؔ کا

تمہارے نقش پا سے مل گیا ہے در ولایت کا
قدمِ مہرِ ولایت نورِ ایماں پیرعادلؔ کا

یہی اجمیر عاشق کا یہی بغداد اپنا ہے
مقام اہلِ نسبت سنگِ جاناں پیرعادلؔ کا

بڑا کام آتا ہے نسبت کا ساماں پیر کے عاشق
سروں پہ اپنے لہرائے گا داماں پیرعادلؔ کا

نگاہیں پیر فہمیؔ میں نظر وہ آگیا جلوہ
دلِ عاشق کی ٹھنڈک روئے تاباں پیرعادلؔ کا

خضر خود ڈھونڈتا ہے آپ کے در کا پتہ معروفؔ
بڑی اونچی جگہ ہے محلِ عرفاں پیرعادلؔ کا

جشنِ پیر عادلؒ

غوث پیا کے نورِ نظر ہیں خواجہ پیا کے سائے
میرے سوئے بھاگ جگائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

اللہ ھو کا جام سب کو نظروں سے پلائے
ذکرِ نبی اور ذکرِ خُدا سے دم کو ہیں سجائے
بندے کو اک پل میں ہی مولا سے ملائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

گھر گھر میں عشق نبی کی شمع کو جلائے
مردہ دل مردہ نفس کو پل میں ہیں جلائے
غوث پیا کی نسبت سے ہم سب کو وہ مہکائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

سب میں مہنگا سب میں سستا پیر کا میخانہ
پیر کے ہاتھوں میں ہے قدرت کا خزانہ
پیر کے قدموں میں ہی جان کو لٹائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

کون خُدا ہے کون نبی ہے پیر نے بتایا
رازِ خفی کو رازِ جلی کو پیر نے سُنایا
پیر کے ہی صدقے میں ہم راز کو ہیں پائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

پیر نبی ہے پیر خُدا ہے پیر ہے کعبہ قبلہ
میم کی گھونگھٹ میں ہے پیر کا ہر جلوہ
پیر کا جلوہ ہی اب دل کو ہے لبھائے میرے پیر عادل ہیں آئے
٭
کون خُدا ہے کون جُدا ہے نکتے کو سمجھو
تکتے کو تکتا نہیں ہے تکتے کو سمجھو
نکتے کا راز یہ پیر ہی بتائے میرے پیر عادل ہیں آئے
٭
شہرِ بیجا پور میں یہ دھوم مچی ہے
گنبد پہ نور والی چادر یہ تنی ہے
مرید سارے جھوم کے آج یہ گائے میرے پیر عادل ہیں آئے
٭
صندل میں پوتے کے اپنے کریم اللہ آئے
جشنِ چراغاں کرنے کو قدیر اللہ آئے
مہتاب اللہ بیٹے کا رُتبہ بڑھائے میرے پیر عادل ہیں آئے
٭
فہمیؔ پیا کے پیر کی یہ شادی رچی ہے
پوتوں میں دھوم ہے تو بیٹوں میں خوشی ہے
سارے مرید پیر کی ڈولی ہے سجائے میرے پیر عادل ہیں آئے
٭
معروفؔ اپنے دادا کے صندل میں چلیں گے
پیرِ مغاں کے رنگ میں یہ دل کو رنگیں گے
ہر سال ہم پیر کا جشن منائیں میرے پیر عادل ہیں آئے

صندل آگیا ہے

مُرید سارے دھوم مچائے عشقِ پیر میں گائے کہ صندل آ گیا ہے
پیر کا جلوہ دل کو لبھائے پیر سے خود کو رنگائے کہ صندل آ گیا ہے

پیر کا مکھڑا وہ آنکھوں میں میرے ایسے چھا گیا
نورِ نبی کا وہ پر تو بن کے آگیا
پیر کے در پہ سر کو جھکائے کیوں نہ تن من لُٹائے کہ صندل آگیا ہے

اللہ نبی کا جلوہ پیر کے جلوے میں ضم ہوا
دونوں جہاں میں ایسا پیارا نہ کوئی صنم ہوا
ایسے پیر کو جو بھی پائے کیوں نہ وہ اِترائے کہ صندل آگیا ہے

میں ہوں پُجاری ان کا میرے وہ بھگوان ہیں
سانسوں میں اُرجا بن کے رہتے وہی تو پران ہیں
من کا مندر تن میں سجائے گرو کو اپنے بٹھائے کہ صندل آگیا ہے

میم کا پردہ جب پیر نے رُخ سے ہٹا دیا
ہوش و حواس اپنے پل میں ٹھکانے لگا دیا
پیر پیر کا نعرہ لگائے پیر میں ہم مٹ جائے کہ صندل آگیا ہے

دونوں جہاں میں آج پیر عادلؔ کا نام ہے
ذکر کہیں پہ ہے تو چرچہ کہیں پہ عام ہے
پیر عادلؔ کو دولہا بنائے سہرہ سر پہ سجائے کہ صندل آگیا ہے

آج کریم اللہ چٹگوپےؔ سے آگئے
دیکھو قدیرؔ اللہ نور بن کے چھا گئے
پیر و مرشد ساتھ میں آئے مہتابؔ اللہ گائے کہ صندل آگیا ہے

فہمیؔ پیا کی چادر نکلی ہے دیکھو بڑی شان سے
سارے ملائیک اس کو سر پہ اُٹھائے ارمان سے
پیر عادلؔ کا جشن منائے ناچے اور گائے کہ صندل آگیا ہے

کعبے کا کعبہ ہے یہ روضہ عادلؔ پیر کا
حج سے کم نہیں ہے معروفؔ صندل یہ پیر کا
پیر کے صندل میں جو بھی جائے حاجی وہ کہلائے کہ صندل آگیا ہے

منقبت حاجی عبدالطیف بابا رحمۃ اللہ علیہ

حاجی عبدالطیف بابا تیرا دربار اعلیٰ ہے
سارے ولیوں میں اے بابا تیرا رُتبہ نرالا ہے

رُخِ لیلیٰ کہوں تم کو حُسنِ یوسف کہوں تم کو
کتنی پیاری ہے یہ صورت نوری سانچے میں ڈھالا ہے

اللہ ھو کا نشہ چھا گیا تیرا جلوہ نظر آگیا
میرے سینے میں آنکھوں میں نورانی اُجالا ہے

تیرا دربار عالی ہے آئے کتنے سوالی ہے
سب کی جھولی بھرو بابا دستِ حق کملی والا ہے

آج کھپولی میں دھوم مچی　　شاہ لطیف کی شادی رچی
سر پہ سہرہ ہے رحمت کا　　دُولہا سب سے نرالا ہے

جو بھی صندل میں آئے ہیں　　نور میں سب نہائے ہیں
چادرِ گل ہے صَلِّ علیٰ　　نسبتوں کا دو شالا ہے

سب کی مقبول ہو حاضری　　التجا یہ کرے قادری
ہم غلامانِ فہمیؔ ہیں　　دم میں کلمے کی مالا ہے

نام کی یہ کرامت ہے　　سب پہ لطف و عنایت ہے

سب پہ یکساں کرم معروفؔ
کوئی گورا نہ کالا ہے

چادر شریف

****

میرے لطیف شاہؒ کی چادر ہے
ولیِٔ با صفا کی چادر ہے

ہر ولی مظہرِ محمدؐ ہے
یہ تو صلّیِ علیٰ کی چادر ہے

اللہ محبوب کہتا ہے جنہیں
یہ اُسی دلربا کی چادر ہے

میری مشکل کا وہ سہارا ہے
میرے مشکل کُشا کی چادر ہے

در سے محروم نہ کوئی لوٹا
سب کے حاجت روا کی چادر ہے

نوری دامن ہے اپنے ہاتھوں میں
شہۂ غوثُ الوریٰ کی چادر ہے

پیر فہمیؔ نے رنگ لی ہے چادر
یہ ولیِٔ حق نما کی چادر ہے

سر پہ رکھ کر پڑھو درود معروفؔ
یہ میرے رہنما کی چادر ہے

سِرِّ انسان

سِرِّ انسان میں کیا رمز نرالا نکلا
میرے دم سے ہی تو عالم میں اجالا نکلا

رکھ کے میزانِ عدالت میں دو عالم کا جمال
تولا جو اعلیٰ سے اعلیٰ میرا والا نکلا

خاکی پرواز سے ہے خوب عروجِ آدم
عرش و کرسی سے بھی اعلیٰ دلِ بالا نکلا

زندگی کٹ گئی پردے کو اٹھاتے صاحب
دمِ آخر بھی تیرا پردہ نرالا نکلا

راہِ تجرید میں تفریق بھی ہے شامل
ایک ہی راہ میں یہ کتنا فاصلہ نکلا

درد کیا چیز ہے یہ عشق میں معلوم ہوا
چلتے چلتے جو میرے پاؤں میں چھالا نکلا

وہ کسی حال میں کمزور نہیں ہو سکتا
تیرا عاشق تیری آغوش کا پالا نکلا

پیر فہمیؔ کے جو پردے کو اٹھا کر دیکھا
گنجِ مخفی کا میرا یار اُجالا نکلا

راز کلمے کا سمجھنا نہیں آساں معروفؔ
جب تجھے جانا تو منہ پر میرے تالا نکلا

عیاں ہو گئے

عشق سے ہم عیاں ہو گئے
سارے نکتے بیاں ہو گئے

شوق عرفاں کا ان کو ہوا
لا مکاں سے مکاں ہو گئے

نہ ملا کوئی اپنے سِوا
نقشِ باطل دھواں ہو گئے

پڑھ رہے ہیں وہ اپنا کلام
یار کی ہم زباں ہو گئے

چھا رہے ہیں دو عالم پہ ہم
خود زمیں آسماں ہو گئے

جستجو جب سے کامل ہوئی
نقش ان کے عیاں ہو گئے

یار ہم میں ہے ہم یار میں
دونوں ایک جسم و جاں ہو گئے

غیر کی ہمکو حاجت نہیں
خود مکیں خود مکاں ہو گئے

پیر فہمیؔ سے نسبت ہوئی
ہم کہاں تھے کہاں ہو گئے

ہے یہ معروؔف سِرّ خِفی
تھے نہاں اب عیاں ہو گئے

سانچۂ حق

سانچۂ حق میں جب زندگی ڈھل جائے گی
ہر ایک گمراہی کی عادت بھی بدل جائے گی

من عرف آئینے میں دیکھ ذرا غور سے تو
قد عرف کی جو حقیقت ہے وہ بدل جائے گی

صورتِ جاناں کو تم دل میں بساؤ پہلے
غیریت کی جو جمی دھول ہے ڈُھل جائے گی

جس نے دیکھا نہیں اس دم میں بسا کر دم کو
ہستئِ آبرو سب خاک میں ڈھل جائے گی

زندگی جیسے گزارو یہ تو گزرے لیکن
لے کے دنیا سے یہ اعمال کا پھل جائے گی

پیر فہمیؔ کے ہی کلمے سے سجالے دم کو
ایک ہی لمحہ میں دنیا ہی بدل جائے گی

عشق کی آگ میں تم خود کو جلاؤ معروفؔ
صورتِ جاناں میں تصویر یہ ڈھل جائے گی

تصویرِ یار

خیالِ یار کی تصویر ہوں میں
کہ اپنے یار کی تنویر ہوں میں

جو دیکھا یار نے روزِ ازل میں
اُسی ہی خواب کی تعبیر ہوں میں

مجھے سمجھو نہ تم ایک مشتِ خاکی
سراپا نور کی تصویر ہوں میں

خرد والے الجھ کر رہ گئے ہیں
جنونِ عشق کی تفسیر ہوں میں

نہ وہ مجھ سے جدا نہ میں الگ ہوں
اُسی زنجیر کی زنجیر ہوں میں

کہا منصور نے وہ میں نہیں ہوں
میرے دلدار کی تقریر ہوں میں

حدیث من عرف کا ہوں خلاصہ
'ہاں' اپنے آپ میں جاگیر ہوں میں

مجھ ہی سے ابتداء اور انتہا ہے
حیات و موت کی تعمیر ہوں میں

ہے سر پر پیر فہمیؔ سایۂ افگن
کہ پائے خاک کی اکسیر ہوں میں

بدلتی رہتی ہے تقدیر معروؔف
ہر ایک شئے میں چھپی تدبیر ہوں میں

خود پرستی میں

خدا خود بس گیا ہے آ کے دیوانوں کی بستی میں
یہ دیوانے نہ جانے کس جگہ ہیں اپنی مستی میں
☆☆☆
خدا کو ڈھونڈنے والو خدا والوں کے گھر جاؤ
خدا مصروف ہے دن رات اہل دل کی بستی میں
☆☆☆
وہ مسجودِ ملائک کو نکالا خُلد سے جس نے
یہ واعظ زیر کرنے کو چلے ہیں اس کو ہستی میں
☆☆☆
سمندر معرفت کا ہے ہمیں ڈر ہو نہیں سکتا
چلی ہے ناخُدا کی کشتی اب وحدت پرستی میں
☆☆☆
نہیں ہلتا کوئی پتّہ سوائے حکم کے اُن کے
اسی بدعت سے ہے آباد ساری گلیاں بستی میں
☆☆☆
جسے سب شرک سمجھے ہیں وہی ہے شانِ توحیدی
خدا مستی میں ہے دن رات دیکھو خود پرستی میں
☆☆☆
دوئی کو خود مٹا کر تو فنافی اللہ ہونا ہے
یہ میں نے سیکھا ہے فہمی پیا کی سرپرستی میں
☆☆☆
میں خود سجدہ میں خود ساجد میں خود ہی ذاکر و مذکور
یہ کیا بکواس ہے معروف ایسی مئے پرستی میں

نہ آیا ہوں

عروجِ بام پر ہوں میں نہیں جاؤں گا لبستی میں
یہیں تھا اور یہیں پر ہوں نمایاں اپنی ہستی میں

میری ہستی کا ہر ذرہ سنائے صوت سرمد کو
تڑپ اُٹھے کئی منصور میری ایک ہستی میں

کسی سے میں ہوں پیدا نہ کوئی مجھ سے ہے پیدا
نہ بندہ ہوں نہ مولا ہوں صدائے 'ھو' کی لبستی میں

میں تھا خود کُنت کنزاً میں تو کنزاً مخفی تھا مجھ میں
میں خود بارِ امانت کا اٹھایا بوجھ مستی میں

ہوں خود ہی آپ پر شیدا ہوں خود ہی آپ کا طالب
میں خود عاشق ہوں اور معشوق دونوں ایک ہستی میں

اَنا مجھ میں ثناء مجھ میں فنا مجھ میں بقا مجھ میں
میں اظہارِ دو عالم ہوں بلندی ہو یا پستی میں

تعّین میرے اسماء کا پیا فہمیؔ ہو یا معروفؔ
کہ خیــرالمـاکرین بنکر ہوں چھایا کُن کی لبستی میں

گنج لامکاں

گنجِ خفی سے جب کبھی قطرہ جدا ہوا
ظاہر کے لوٹ پوٹ سے ظاہر خدا ہوا

ہے عین میں ہی غین کا نقطہ لگا ہوا
نقطے کے بیچوں بیچ میں کیسا چھپا ہوا

سرِّ خفی بھی سر میں وہ ایسا مقام ہے
کوئی تلاش کیا کرے خود لاپتہ ہوا

دو میم کی ہی حد میں محمد کا راز ہے
آدھی کمان سے بھی یہ عقدہ کھلا ہوا

ہوں 'ب' کا نقطہ 'نون' میں اور دال سے داخل
ہجرت کیا ہوں 'ھ' سے تو بندہ خدا ہوا

رب تو وہی ہے جس کو سمجھ لو کمالِ روح
جب روح راضی ہوگئی ' راضی خدا ہوا

یہ کھیل پیر فہمیؔ سمجھنا محال ہے
حیران ہوں میں خود ہی تماشا بنا ہوا

اللہ' لِلّٰہ اور لہٗ ' ھُو' کو جان لو
معروفؔ ان مقاموں سے میرا پتہ ہوا

یار می رقصم

جنونِ عشق میں کرتے ہیں پیشِ یار می رقصم
زمانہ روک نہ پایا سرِ بازار می رقصم

یہ مقبولِ عبادت ہے عبادت کا طریقہ بھی
تمہارا ذکر کرنا اور طوافِ یار می رقصم

نہ کعبے سے غرض ہم کو نہ بت خانے سے کچھ مطلب
دیارِ دل میں ہوتا ہے سدا دیدار می رقصم

کٹایا سر کو سجدے میں حُسین ابن علیؑ نے جب
پکار اُٹھی جبین کربلا سردار می رقصم

شرابِ عشق نظروں سے پلایا ساقیا جب سے
مہک اٹھا یہ سارا میکدہ گلزار می رقصم

وجودِ آدمِ خاکی میں ہیں سِرِّ نہاں بن کر
بتایا نام اپنا پیر فہمیؔ یار می رقصم

سمجھ خود بن کے بیٹھے ہیں سمجھ میں آئے نہ معروفؔ
تجسُّس خانے میں آتے ہیں وہ دلدار می رقصم

دیر ہے

دل میں نظر میں نقشہ جمانے کی دیر ہے
دم کو مُصفّا دل کو جِلانے کی دیر ہے

☆☆☆

کھل جائے گا معمہ میں و تو کا آج ہی
اَنت اَنَا کا پردہ اٹھانے کی دیر ہے

☆☆☆

یہ فانی بت ہیں آج ہی مٹ جائیں گے سبھی
رازِ اِلٰـــہ' خود میں ہی پانے کی دیر ہے

☆☆☆

آجائے گا سمجھ میں خودی اور خدا کا راز
دستِ یداللہ ہاتھ میں آنے کی دیر ہے

☆☆☆

ٹھوکر سے جی اٹھیں گے یہ مردے بفضل حق
شانِ خودی خدا میں سمانے کی دیر ہے

☆☆☆

جل جائے آسمان و زمیں ایک آن میں
آہوں میں اپنی آگ لگانے کی دیر ہے

☆☆☆

ہوتے ہیں پیر فہمیؔ سے تابندہ چراغ
محفل میں رنگ ان کو جمانے کی دیر ہے

☆☆☆

تصویر یار آئے گی معروفؔ سامنے
خود کو نظر کے سامنے آنے کی دیر ہے

بنے بیٹھے ہیں

دیدۂ ذوق کا ارمان بنے بیٹھے ہیں
پردۂ ذات میں انسان بنے بیٹھے ہیں

آپ کے دم سے ہی آباد ہے عالم کی حیات
چھپ کے نظروں سے وہ ایمان بنے بیٹھے ہیں

جانے کیا رکھا ہے آدم میں خزانہ یارب
سب فرشتے وہیں دربان بنے بیٹھے ہیں

ذات اقدس سے ہوا فیضِ مقدس کا ظہور
ایک ہی جان میں دو شان بنے بیٹھے ہیں

ذوقِ عرفان میں نکلے ہیں مکاں سے باہر
نفسِ عارف میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں

پیر فہمیؔ ذرا اب رازِ حقیقت کہہ دو
نکتے کے بھید میں قرآن بنے بیٹھے ہیں

خود کو کھو دینا ہی پانا ہے خدا کو معروفؔ
کنتُ کنزاً کا وہ فرمان بنے بیٹھے ہیں

☆☆☆☆☆☆

اسمِ ھو

اک اسمِ 'ھو' کا مسمّٰی بنا ہوں میں یارو
ہر ایک منکے میں خود پھر رہا ہوں میں یارو

یہ تخم 'ھو' میں تھا پوشیدہ نخل، دو عالم
ظہورِ واجب و ممکن بنا ہوں میں یارو

بہ شانِ تنزیہ صورت ہے ایک بے رنگی
بنامِ تشبیہ رنگِ حِنا ہوں میں یارو

میرے ہی دم سے ہے موجِ صفات کی ہستی
کہ اپنی ذات میں بحرِ بقا ہوں میں یارو

میں خود ہوں ناظر و منظور سِرّ وحدت میں
کہاں یہ غیر کو سجدہ کیا ہوں میں یارو

جو ہیں غیاب میں ان کے لئے تو آج بھی ہے
وہ نکتہ ذات کا بحر عماء ہوں میں یارو

یہ پیر فہمیؔ نے بتلایا عرش کو پلٹو
شرع کے دام میں آکر پھنسا ہوں میں یارو

یہ اسم 'ھو' میں ہی پوشیدہ ہوگیا معروفؔ
ہر ایک شئے سے نکلتی صدا ہوں میں یارو

☆☆☆☆☆

معمہ باسم خدا

سمجھنا ہی مشکل یہ راز عجب ہے
خدا اسم ہے اور بندہ لقب ہے

نہ سمجھے معمّہ ابھی تک ملائک
ہے ظاہر میں آدم تو باطن میں رب ہے

تھا گنجِ خفی میں چھپا نور احمد
ہوا کُن سے ظاہر یہ راز غضب ہے

نفخ کہہ کے داخل ہوا جب جسد میں
کئے قدسیاں سر بہ سجدہ ادب ہے

ہوا وحدہٗ سے لہٗ عبدہٗ میں
ازل میں تھا جیسے وہی آج اب ہے

خدا تخم ہے تو یہ بندہ شجر ہے
یہ ظاہر میں بندہ وہ باطن میں رب ہے

نہ بندہ خدا ہے سوا پیر فہمیؔ
تجسّس میں اس کے زبان بندلب ہے

ازل میں تھی جو ذات ظلمت میں معروفؔ
وہی نورِ اعظم اجالے میں اب ہے

بھلا دیا

رخسارِ سے صنم جو پردہ اُٹھا دیا
جو کچھ لکھا پڑھا تھا وہ پل میں بُھلا دیا

کافر نگاہِ ناز پہ قربان جائے
دل بندۂ خدا تھا تو کافر بنا دیا

چکّر میں دیر و کعبہ کے ہوتے رہے خراب
رازِ خودی بتا کے وہ سب کچھ چھڑا دیا

پہلا سبق الف کا زُلفوں سے ہے دیا
زیر و زبر کو پیچ و خم میں بتا دیا

ہم کو بنا کے آئینہ زُلفیں سنوار لی
بن کے تماشا خود ہی تماشا بنا دیا

اُن کا ظہور ہوتے ہی معدوم ہو گئے
جیسے کوئی کہ شمع کو سورج دکھادیا

سب حسرتیں نکل گئیں خانہ خراب کی
جلوہ جمالِ یار نے آکر دکھا دیا

آنکھوں کے تِل ملانے سے دیدار ہوگئے
فہمی پیا کا آئینہ چہرہ دکھا دیا

معروؔف اُٹھ رہا ہے نشیمن سے اب دھواں
ہنس ہنس کے دل پہ یار نے بجلی گرادیا

کافرِ صنم

کافر صنم کا چہرہ یہ ہر آن سامنے ہے
شانِ بتاں میں جلوائے رحمٰن سامنے ہے

کعبہ کلیسا مندر و آتش کدہ سبھی
تعمیر ایک قلب ہے عرفان سامنے ہے

مسجد میں ہو اذان یا مندر میں کچھ بھجن
دونوں مکاں کا مالکِ سلطان سامنے ہے

روشن دماغ و دل ہوئے ان کے کرم سے آج
معراجِ بندگی ہے یہ سبحان سامنے ہے

اَسرا کا راز کیا ہے یہ ذوقِ نظر کے پاس
تختِ زمیں پہ نقشہ یہ ہر آن سامنے ہے

مدت سے پھر رہا ہوں رہتا ہوں اپنی دھن میں
جانے خدا کہاں ہے یہ انسان سامنے ہے

فکر و نظر کو مستی یہ فہمیؔ پیا نے بخشی
صبر و قرار حاصلِ ایمان سامنے ہے

معروؔف پیر فہمیؔ تو ہے مظہرِ خدا
پروازِ بے خودی ہے تو پہچان سامنے ہے

خلاصہ باسم عبد

خدا تخم ہے گر تو بندہ شجر ہے
مگر قابلِ دید کس کی نظر ہے

ملا تخم سے جس نے پہنچا شجر تک
یہ چھوٹی سی ججت کا لمبا سفر ہے

ہوا خود ہی ظاہر کہا غیب میں ہوں
وہی چشم بینا وہی حق نظر ہے

مجھے کفر کا فتویٰ دینا ہے دے لو
بشر جس کو کہتے ہیں الٹا شجر ہے

ثمر اسمِ اعظم کے لگتے ہیں اس میں
کہ آبِ حیات اس کی نوری نظر ہے

کوئی جا کے پوچھو خدائی میں کیا ہے
وہی جلوہ افروز شام و سحر ہے

وہ ذات و صفات میں چھپ کر ہے آیا
کہ خود نکتہ تحریر بن کر ادھر ہے

کیا پیر فہمیؔ نے اس دل کو روشن
انھیں پر نچھاور یہ جان و جگر ہے

خلاصہ ہے اس کا بس اتنا ہی معروفؔ
ہے تخمِ مجمل مفصل شجر ہے

نظروں میں رہنے والے

تیرے دیوانے بھلا تجھ کو بتا کیا سمجھے
سمجھے بندہ یا تجھے بندے کا خدا سمجھے

*

ڈھونڈنے پر بھی تیرے ملتے نہیں نقش قدم
کیسے پائیں گے بھلا جس کا نہ سایہ سمجھے

*

چھپ کے نظروں سے مگر نظروں میں رہنے والے
چشم بینائی بنی آنکھ کا پردہ سمجھے

*

شکلِ آدم سے عیاں ہوتی ہے صورت کس کی
سمجھے صورت یہ میری یا تیرا نقشہ سمجھے

*

آ بھی جاؤ میرے اس خانۂ خلوت میں صنم
تاکہ پردہ بھی رہے جلوے کا جلوہ سمجھے

*

صورتِ یار ہوئی آئینۂ دل سے ظاہر
عرشِ اعظم کہیں یا کعبے کا کعبہ سمجھے

*

پیر فہمیؔ کا ہے یہ راز نہانی اونچا
خاکِ اطہر میں چھپا گوہرِ یکتا سمجھے

*

آگئی دست میں یہ قوتِ یدِ بیضا
اس کو معروؔف ہم ان کا ہی صدقہ سمجھے

سمایا ہے

نور میں نور جب سمایا ہے
نکتہ تحریر بن کے آیا ہے

نورِ احمد کا اوڑھ کر جامہ
باغِ کثرت میں غل مچایا ہے

جابجا نام والا ہے موجود
یار کا جسم ہے نہ سایا ہے

شعبدہ کاری ہم کو دکھلانے
سرتاپا کلمہ بن کے آیا ہے

روح پلٹو تو حور ہوجائے
ایسا الٹا ہُنر سکھایا ہے

تاج بخشا ہمیں خلافت کا
لی ہے بیعت کہاں بتایا ہے

رازِ آدم فرشتے پا نہ سکے
پردہ مرشد نے وہ اٹھایا ہے

راز اپنا بتانے خود ہمدم
پیر فہمیؔ کا روپ لایا ہے

پہلے اپنی خبر لو کچھ معروفؔ
دریا قطرے میں چھپ کے آیا ہے

خوابِ عدم

خوابِ عدم سے پیر نے مجھ کو جگا دیا
اپنی خودی میں اپنے خدا کا پتہ دیا

کُن کی صدائیں آج بھی سنتا ہوں رات دن
ایسی صدا کے عرش سے مجھ کو گرا دیا

ہے تنزیہ حسب میرا اور تشبیہہ نسب
غیب و شہود دونوں میں جلوہ دکھا دیا

کہتے ہیں لامکاں جسے وہ سِر ہے سِر میرا
عرش و زمیں کا راستہ دم میں بتا دیا

راز و نیاز اپنا چھپانے کے واسطے
اک قطرۂ حقیر کو پردہ بنادیا

آدم کے آئینے میں وہ خود ہو کے جلوہ گر
آدم کو سب فرشتوں کا قبلہ بنادیا

اس میم کے محل میں سنو رب کا راز ہے
اپنی خودی نے راستہ معراج کا دیا

احسان پیر فہمیؔ کا کیسے ادا کروں
معروؔف کو لباسِ مکر سے بچا لیا

جانتے ہیں

یہ زاہد تو دیر و حرم جانتے ہیں
خبر اس کے آگے کی ہم جانتے ہیں

ذرا ٹھہرو سب بھید کھل جائے گا
وہ تارِ نفَس کا بھرم جانتے ہیں

کہاں ہے وہ غارِ حرا ہم کو بتلا
وہ جبرئیل پر تھا کرم جانتے ہیں

زمیں سے ہیں کتنا سفر لا مکاں کا
فقیرِ نفَس ہر قدم جانتے ہیں

اُلجھنا ہے جس کو اُلجھ کر تو دیکھو
کیا زیر و زبر پیچ و خم جانتے ہیں

تیرے چاہنے والے مستی میں آکر
تیری بے رُخی کو کرم جانتے ہیں

نہ کافر نہ مومن نہ عارف نہ زاہد
مکر کے یہ پھندے ستم جانتے ہیں

نہ چھیڑو ہمیں ہم ہیں عاشق دیوانے
کہ ہم تو مزاجِ صنم جانتے ہیں

ہمیں سے ہے ظاہر ہمیں سے ہے باطن
وہ پردہ نشیں کا بھرم جانتے ہیں

یہ سارے ہی نقشے ہیں فہمیؔ پیا کے
وہ دنیا میں رہ کر عدم جانتے ہیں

حقیقت ہماری ہے اتنی ہی معروفؔ
اک قطرے میں دریا بہم جانتے ہیں

نقشۂ محبّت

محبّت کے جو نقشے قلب میں تیار ہوتے ہیں
اُبھر کر وہ تصوّر میں رُخِ دلدار ہوتے ہیں

وہی بارِ امانت کا ہوا حامل بھی حافظ بھی
حواسِ قلب جس کے ہر گھڑی بیدار ہوتے ہیں

میسّر جن کو ہوتی ہے یہاں اخلاص کی دولت
دلِ کعبہ اُنھیں کی خاک سے تیار ہوتے ہیں

کتابِ صورتِ جاناں پڑھائی جب سے دلبر نے
جھکاتا سر کو ہوں میں آپ کے دیدار ہوتے ہیں

خراماں آ رہی ہے ہر جگہ سرکار کی خوشبو
مہکتا ذرّہ ذرّہ ہے گُلِ گلزار ہوتے ہیں

تجلّی سی چمکتی ہے دلِ بے تاب پر میرے
نگاہِ پیر فہمی میں کئی اسرار ہوتے ہیں

کہ جن کے قلب پہ مہرِ نبوت ثبت ہے معروفؔ
یہ وہ سکّے ہیں جو ہر دور میں درکار ہوتے ہیں

تول رہا ہوں

وہ بارِ امانت کا وزن تول رہا ہوں
گودڑی سے اپنی لعل گوہر کھول رہا ہوں

نکتے کا بھید رازِ خفی کھول رہا ہوں
پردے میں چھپا ہوں مگر بول رہا ہوں

ذات نبی ہے ذات خدا ذاتِ پیر بھی
تینوں کو ایک دم میں ہی میں گھول رہا ہوں

گنجِ خفی ہے میرے ہی اندر چھپا ہوا
اس واسطے ہر دور میں انمول رہا ہوں

شیطاں سے میں نے پوچھا ہے آدم کا راز کیا
شیطان بولا جب سے میں لاحول رہا ہوں

فہمیؔ پیا کی چشمِ عنایت کا فیض ہے
اشعار کی صورت میں حق بول رہا ہوں

میزانِ معرفت میں تو معروفؔ تول کر
اللہ نبی کا کتنا وزن بول رہا ہوں

چاہیئے

تم کو کثرت میں وحدت اگر چاہیئے
پہلے ذات وصفت کی خبر چاہیئے

عشق و ہمت صداقت خلوصِ نظر
روبرو یار کے با اثر چاہیئے

یہ تو سامان ہے یار کی دید کا
ذکر کچھ صبر کچھ اور اثر چاہیئے

عشق کا خود کو پہلے تو ایندھن بنا
عشق کا دعویٰ پھر اے بشر چاہیئے

خاکِ ہستی سے اُٹھنے لگا ہے دھواں
یار کو جلنے والا ہی گھر چاہیئے

اس خلافت میں پنہاں ہے پیغمبری
قابلِ دید اپنی نظر چاہیئے

پیر فہمیؔ یہ نکلی ہے دل سے صدا
دولتِ سر مدی سر بہ سر چاہیئے

عشق سے ہے یہ روشن فقیری میری
بوئے معروفؔ خیرالبشر چاہیئے

رازِ خفی

پیر و مرشد رازِ مخفی ہم کو یہ بتلائے ہیں
اللہ کے ہی ہاتھوں بک کے اللہ کو ہی پائے ہیں

آ رہا سانسوں میں اپنے پھر عبادت کا مزہ
آتی جاتی سانس میں ہم ذکرِ حق کو پائے ہیں

دل ہے بس انساں کا کعبہ کعبے سے معراج ہوئی
قلبِ مومن عرش اللہ راز کو ہم یہ پائے ہیں

ذوقِ نظر ہے اتنا اونچا عرش بھی چھوٹا لگے
روح الامیں رُک جاتے ہیں ہم یہ کہاں پر آئے ہیں

پردۂ ظلمت ہے ہم میں اس کا ذرا بھی ڈر نہیں
نور کو برسانے والے ساتھ اپنے آئے ہیں

کیا نفی اثبات ہے اس سے کیا حاصل ہے ہمیں
جانِ جاں خلوت کا ہم پردہ اُٹھانے آئے ہیں

حاجتِ ذرّہ نوازی سے مبرّا ہو گئے
بندہ پرور جلوہ اپنا آپ میں دکھلائے ہیں

سر تا پا کلمہ نما ہے ذاتِ ہستی شش جہت
پیر فہمیؔ رازِ کلمہ اس طرح سمجھائے ہیں

نحنُ اَقربَ گنجِ مخفی مَنْ عَرَفْ رازِ خفی
بھید یہ قدرت کے ہیں معروفؔ نے جو پائے ہیں

خیال میں پُختگی

کچھ اس قدر خیال کو پختہ بنایئے
وہ آئیں گے نظر میں نظر کو جمایئے

پروازِ نظر اپنی تو اتنی بڑھایئے
زیرِ زمیں سے عرش کا نقشہ دکھایئے

نقشِ قدم بھی یار کے کعبے سے کم نہیں
ہر اک قدم پہ سجدے پہ سجدے لٹایئے

پردہ نشیں ہوں یا کوئی پردہ بنا ہوں میں
ڈوبا ہوں کس خیال میں کچھ تو بتایئے

ہوتی ہے پیدا دامنِ اُمید سے دوئی
شرکِ خفی سے قلب کو اپنے بچایئے

فہمیؔ پیا کا قول ہے ایمان ایسا ہو
ہر اک سانس میں نیا ایمان لایئے

یہ قوّتِ قلم نہیں شمشیر سے بھی کم
معروؔف سوچ کر قلم اپنا اُٹھایئے

وجودِ آدمی

وجودِ آدمی ہوکر خُدا کی شان لایا ہوں
میں اپنے آپ میں کون ومکاں کی جان لایا ہوں

چھپا گنجِ خفی ' نورِ نبی' سِرّ انا مجھ میں
ہزاروں سر میں رکھ کر قیمتی سامان لایا ہوں

حقیقت کو شریعت کی نظر سے دیکھنے والو
اُسی کا نور ہوں اور نور کی پہچان لایا ہوں

ہمارے دم کے اندر رہیں نہاں اسرار یہ کتنے
ہر ایک تارِ نفس میں نیّر عرفان لایا ہوں

میرا مرنا ہی جینا ہے میرا جینا ہی مرنا ہے
یہاں مرنے سے پہلے مرنے کا سامان لایا ہوں

میرے فہمی پیا ہیں دل کے اندر خوف کس کا ہے
چھپا کے دریا قطرے میں کئی طوفان لایا ہوں

نفخ کہنے سے پہلے روح کہاں تھی تن کہاں معروفؔ
سراپا راز بن کر راز کا دیوان لایا ہوں

واسطے اللہ

جو سجدے واسطے اللہ کئے وہ نام کے نکلے
کئے جو ذات کو میری بڑے ہی کام کے نکلے

میرے سجدوں کی برکت سے کھلا وہ در محبت کا
سبھی سجدے محبت کے عروجِ بام کے نکلے

ہزاروں پیڑ جنت میں لگایا مالکِ مولیٰ
مگر ایک پیڑ کے دانے بہت ہی کام کے نکلے

ہماری کیا حقیقت ہے خُدا سے پوچھ لے زاہد
پتہ چل جائے گا تجھ کو حرم کس کام کے نکلے

ہماری کیا خطا تھی؟ کیوں اُتارا فرش پہ تو نے
چلو نکلو صدا آئی کلیجہ تھام کے نکلے

خدا کے بعد سجدہ کب روا ہے قول شیطاں کا
خدا کے نام کے سجدے سبھی ہر عام کے نکلے

تلاشِ یار میں دیر و حرم کی ٹھوکریں کھائیں
ہوا معلوم کہ یہ راستے دوگام کے نکلے

حکم تھا ایک سجدے کا کرایا پانچ کیوں سجدے
ہوئے جو چار سجدے پیر فہمیؔ کام کے نکلے

وہ سجدہ نور والا نور کو تھا راز کیا معروفؔ
اسی ایک فکر میں نو۹ ماہ بڑے آرام کے نکلے

تصویر لایا ہوں

محمدؐ مصطفےؐ کی بولتی تصویر لایا ہوں
میری ہر سانس میں اللہ کی تحریر لایا ہوں

امانت ہے خلافت ہے نبوت ہے ولایت ہے
چُھپا کر گنجِ مخفی سینہ میں تنویر لایا ہوں

خلاصہ مَن عَرَفَ کا ہوگیا معراج میں جاکر
اُسی دیدہ نشیں کی دیدنی تاثیر لایا ہوں

وہی نقطہ ہوں جس میں ضم ہوا قرآن کا قرآں
حرفِ مخزنِ عرفان کی تفسیر لایا ہوں

الف کا تخم اللہ نے لگایا لا مکاں میں جب
کھلا آدم صفی اللہ وہی تعمیر لایا ہوں

چراغِ مَن عرفَ کو ہاتھ میں لے کر ذرا دیکھو
مُصوّر جس میں رہتا ہے وہی تصویر لایا ہوں

ہمارا سلسلہ ہے قادری اور چشتیہ پیارا
نبیؐ کی غوثِؓ کی خواجہؒ کی یہ زنجیر لایا ہوں

ہزاروں شمع روشن ہوگئیں ہیں پیر فہمیؔ سے
اسی شمعِّ خدا دانی سے کچھ تنویر لایا ہوں

بتاؤ عشق کیا ہے حُسن کیا ہے نور کیا معروؔف
ہزاروں راز دل میں پیچیدہ دلگیر لایا ہوں

بھجن

من کے مندر میں ہے بھجن اپنا　　پاس انفاس میں کِشن اپنا

رام کو پالو اپنے تن من میں　　رما رگ رگ میں ہے رمن اپنا

نہیں آنا یہاں نہ جانا وہاں　　ذرّے ذرّے میں ہے وطن اپنا

یہ امانت کہاں سے آئی ہے　　وہ رکھّا تھا کہاں رتن اپنا

پانچ حرفوں میں سارا عالم ہے　　چھ/۶ میں آکر چھپا ہے سجن اپنا

پھول کھلتے گئے ولایت کے　　قادری چشتیہ ہے چمن اپنا

مَیں خُدا ہوں مگر نہیں اللہ　　یار سمجھے نہیں سُخن اپنا

روپ ہر کا لیے ہیں فہمیؔ پیر　　ہری سے ہو گیا مِلن اپنا

نورِ احمد کا ہے جسد معرّوف

لَا الٰــــــــہَ کا ہے کفن اپنا

بازارِ عشق

عشق کے بازار میں خود کو لٹا کر دیکھ لے
یار خود موجود ہے پردہ اُٹھا کر دیکھ لے

جستجو کرنا ہے کیا دیر و حرم میں یار کی
اپنے دل میں عشق کی شمع جلا کر دیکھ لے

رازِ ہستی شش جہت اک آن میں کُھل جائیگی
مَنْ عرَفَ کے راز کو خود ہی میں پا کر دیکھ لے

کون اللہ کون بندہ کون شیطاں ہیں یہاں
پردۂ غفلت ذرا غافل ہٹا کر دیکھ لے

پنجتن اللہ نبی ہے کلمہ کے ہر تار میں
ہر نفس کے تار کو دم میں بجا کر دیکھ لے

پیر کے قدموں میں رہنا ہے عروجِ بندگی
ہر ادا سے پیر فہمی کو منا کر دیکھ لے

معنے بعیت کے یہی ہیں بیچ دے اپنی خودی
ہو جا تو معروفؔ حق ہستی مٹا کر دیکھ لے

***

دوگانہ

کلمۂ طیبّ کا یہ ہے افسانہ
ایک مُصلّے پہ ہے یہ دوگانہ

دیکھ لیتے ہیں بند آنکھوں سے
کس میں کتنا ہے ظرفِ پیمانہ

دم میں ان کے خُدائی رقصاں ہے
کون جانے کہاں ہے دیوانہ

ہو گیا ہے وجود سے ثابت
کون شمع ہے کون پروانہ

جس کو آبِ حیات کہتے ہیں
لا اِلٰہَ کا ہے وہ میخانہ

جس نے ہستی کو اپنی پہچانا
وہی آدم یہاں ہے دُرّ دانہ

عشق میں خود کو وہ مٹائے گا
پیر فہمیؔ کا جو ہے دیوانہ

خود کی معراج اس کو کہتے ہیں
خود میں معروفؔ خود کو پا جانا

تماشہ

کیا تماشہ ہے زندگی کا
آدمی بُلبلا ہے پانی کا

رمزِ کلمہ سمجھ ارے ناداں
اس میں پہلا سبق ہے فانی کا

لامکاں سے مکاں میں آیا ہے
ہے سفر تیرا لا مکانی کا

دم میں آدم کی حق شناسی ہے
ہے مزہ دم میں لن ترانی کا

صاف کہنے لگا ہے ملک الموت
بھید بھاری ہے زندگانی کا

چار۴ دن کی تیری جوانی ہے
حق ادا کرلے کچھ جوانی کا

پڑھ لے کلمہ تو پیر فہمیؔ سے
لے سبق آج مَــنْ یَّــرَانِــیْ کا

تو شہنشاہِ وقت ہے معروفؔ
کام کر اپنی حکمرانی کا

رازِ ہستی

رازِ ہستی میری ہے سمجھانا
عارفانہ ہے یا فقیرانہ

نورِ حق یا کہ نور احمد ہوں
مجھ میں کس کی تجلی دکھلانا

پانچ/۵ حرفوں کے پانچ/۵ سجدے ہیں
کون چھٹا امام بتلانا

کہاں محراب ہے کہاں منبر
کہاں خُطبہ کہاں ہے دوگانہ

آٹھ اللہ جو کہتے اس تن میں
کہاں آخر چھپے ہیں بتلانا

جس میں اللہ نبی ہیں شیطاں ہے
پیر فہمیؔ کا ہے وہ میخانہ

جس نے کلمہ پڑھا وہ کافر ہے
کچھ تو معؔروف راز سمجھانا

بتانا پڑا

نفس شیطاں کو جنت میں جانا پڑا ایک دانۂ گندم کِھلانا پڑا
لام الف کی عجب کھینچا تانی ہوئی میم کا اک پردہ اُٹھانا پڑا

ایک 'لا' سے ملا اک 'لا' جس گھڑی ایک نقطہ چھُپا ایک نکتہ کھُلا
لا مکاں میں اندھیرا پڑا تھا بہت نور کی اس کو شمع جلانا پڑا

بھید سرِ نہانی کا ہے پُرغضب خاک اور نور کا ہے یہ کھیل عجب
راز اپنا بتانے کے واسطے خود فرشتوں سے سجدہ کرانا پڑا

بن کے احمد گئے وہ سرِ عرش پر بن کے آدم رہے وہ سرِ فرش پر
فرش پر دھوم ہے عرش پر دھوم ہے کچھ بتانا پڑا کچھ چھُپانا پڑا

جب نفخ کہہ کہ وہ یار داخل ہوا   امرِ ربّی کا اُس دم تو عقدہ کھلا
دم کی کیا ہے حقیقت بتا نے ہمیں   دم میں آنا پڑا دم میں جانا پڑا

بھیس میں پیر فہمیؔ کے آیا ہے وہ   کیا ہے 'لا' کیا ہے 'اِلہٰ' بتایا ہے وہ
خود شرابِ طہورا پلاکر ہمیں   دم میں کلمے کا جھُولا جھُلانا پڑا

پنجتن پاک کا خوب برزخ ہے یہ   ایک معمہّ ہے یہ خدا کی قسم
کیا حقیقت ہے معروفؔ پانے ہمیں   خود میں غوطے پہ غوطہ لگانا پڑا

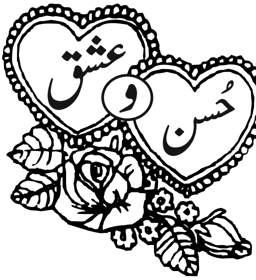

نفسِ امّارہ کے اندر عشق جلوہ گیر ہے
جس طرف ڈالو نظر کیا حُسن کی تصویر ہے

نور کے سانچہ میں ڈھل کر حُسن آیا ہے یہاں
کوہِ سینہ کی تجلّی عشق کی تنویر ہے

سِدرَہ کے آگے گیا بس نورِ احمد کا جمال
لاَ مکاں کی ظلمتوں میں نور کی تنویر ہے

نٓ (نون) میں تھا پوشیدہ پر وٓ (واو) سے وہ خود ہوا
رٓ (رے) سے وہ پھر رب بنا یہ نور کی تفسیر ہے

حٓ (حاء) کے معنی ہے وجود سٓ (سین) سے سرِّ خُدا
نٓ (نون) سے نورِ نبیؐ یہ حُسن کی تعمیر ہے

عٓ (عین) میں نکتہ نما ہے کُلَّ شیءٍ شٓ (شین) سے
قٓ (قاف) سے قُل امرِ ربّی عشق کی تفسیر ہے

نفس کی ترکوٹ میں ہے ذات کا موتی چھپا
تین نکتوں میں مضمّر یار کی تدبیر ہے

پیر فہمیؔ سے ملا معروفؔ نکتے کا یہ راز
ضم ہوا ہے قرآن بھی کیا نقطے کی تاثیر ہے

میم کا پردہ

ایک میم کے پردے میں کیا کھیل نرالا ہے
کثرت کے اندھیروں میں وحدت سے اُجالا ہے

ظَلُوُماً جھولا بن کر بارِ اَنا اُٹھایا
اس بارِ امانت کا کچھ بھید نرالا ہے

قطرے میں چھپا دریا جیسے صدف میں موتی
وہ بند ہے بندے میں اور خود کو سنبھالا ہے

ہر نام کے ہیں معنی اللہ ہے بے معنی
اس راز کو تم پاؤ کیوں نام میں تالا ہے

کیا چیز پلائی ہے فہمیؔ کے تصدّق میں
یہ نغمہ خفی کا ہے تم نے ہی اُچھالا ہے

مَنْ عَرَفَ کا آئینہ معرؔوف خود میں دیکھو
قدْ عَرَفَ کے جلوؤں سے ہر دم میں اُجالا ہے

پردۂ صورت

کس تصوّر میں یہ تصویر بنائی ہو گی
کون سی اس میں سیاہی کو لگائی ہوگی

کس جگہ بیٹھ کے تصویر نمائی ہوگی
پہلے آدم کی یا حوّا کی بنائی ہوگی

اُس کو شیطان کا آتا نہ بھلا کیسے خیال
گنجِ مخفی میں وہ ہلچل جو مچائی ہوگی

کس کی صورت پہ یہ صورت کو بنائی ہو گی
صورِ عین سے تصویر نمائی ہوگی

اک صورت کی دو تصویر نہیں ہو سکتی
ورنہ توحید میں یہ نقص نمائی ہوگی

پیر فہمیؔ کے ہے پردے میں وہ صورت پیاری
نور ہی نور کے سانچے میں بنائی ہوگی

لوحِ ہستی سے انا کو تو مٹاؤ معروفؔ
ورنہ ہر بات تیری صرف بڑھائی ہوگی

چلے گئے

راز خفی سے پردہ اُٹھاتے چلے گئے
گھر گھر میں محمدؐ کو دکھاتے چلے گئے

پوچھا خدا کہاں ہے یہ رازِ خودی ہے کیا
آئینہ میرا مجھ کو دکھاتے چلے گئے

وحدت کا میکدہ ہے شرابِ طہور ہے
آنکھوں سے اپنے جام پلاتے چلے گئے

منصور دار سے یہی دیتا رہا صدا
سانسوں میں اَنا الحق وہ سُناتے چلے

منزل میں ایک 'لا' کے ہیں ہوش وحواس گم
'لَا' کا نظارہ 'ھو' میں کراتے چلے گئے

اپنی خودی خدا ہے خدا میں خودی چُھپی
رازِ خدا خودی میں بتاتے چلے گئے

ہر اک نفس خدائی ہے کلمے کے تار میں
کلمے کا تار دم میں بجاتے چلے گئے

روشن دماغ و دل ہوا اُن کے کرم سے آج
کلمے کی شمع دم میں جلاتے چلے گئے

نہیں پیا ہیں ہر جگہیں نوری لباس میں
ہر شئے میں نور بن کے سماتے چلے گئے

کس سے کہو گے راز یہ معروفؔ چُپ رہو
دیوانگی میں راز سُناتے چلے گئے

اُٹھا کر چلے گئے

حسنِ ازل کا نغمہ سنا کر چلے گئے
دم کو مُصفا دل کو جِلا کر چلے گئے

سمجھے نہیں ہیں کون بشر کے لباس میں
ایک میم کا تھا پردہ اُٹھا کر چلے گئے

ہیں بے خبر فرشتے وہ تو دم کا راز ہے
ذکرِ خفی سے دم کو سجا کر چلے گئے

عشق خودی سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی نشہ
اِنّیِ اَنَا نظر سے پلا کر چلے گئے

دو نور سے ہی ہوگیا عالم کا یہ ظہور
اِس نور میں وہ نور ملا کر چلے گئے

چودہ طبق کا راز تو اک 'لا' میں ہے چھپا
پہلا سبق ہے کلمہ پڑھا کر چلے گئے

کعبہ، کلیسا، مندر و مسجد میں کیا ملا
پنڈت و ملاّ ٹھوکریں کھا کر چلے گئے

دم تھا بنا امام وہ تن کے مصلےّ پر
تن میں نمازِ روح پڑھا کر چلے گئے

صورت پہ کس کی شیدا یہ فہمی پیا ہوئے
اپنے ہزار وجود دکھا کر چلے گئے

سر سے یہ پیر تک تیرے لاکھوں قرآن ہیں
معؔروف ایک دم میں پڑھا کر چلے گئے

خیال آیا

خُدا کو گنجِ مخفی سے نکلنے کا خیال آیا
بنا کر نور کا نقشہ سمانے کا خیال آیا

خلافت اور نبوّت کو چلانے کا خیال آیا
عمامہ نور کا سر پر سجانے کا خیال آیا

بنایا برزخِ کُبرا بشکلِ آدم و حوّا
خدا کو اپنی صورت جب دکھانے کا خیال آیا

پہن کر نور کا جامہ وہ نکلا یار پردے سے
خُدا کو جب محمد بن کے آنے کا خیال آیا

ہر ایک منکے میں لاکھوں انبیاء ہیں اولیاء سارے
ہزاروں نقشے آدم میں چھپانے کا خیال آیا

جگانے خوابِ غفلت سے بجایا ساز وحدت کا
محمدّ پیر فہمیؒ کو جگانے کا خیال آیا

بنایا کس لئے عالم حقیقت جان لو معرؔوف
کہانی عشق کی اپنی سُنانے کا خیال آیا

جوان رہتا ہے

حُسن ہر دم جوان رہتا ہے
عشق جب مہربان رہتا ہے

ترچھی بانکی ہے عشق کی یہ گلی
ہر گھڑی امتحان رہتا ہے

کون آتا ہے کون جاتا ہے
کلمۂ طیّب کا دھیان رہتا ہے

چودہ۱۴ دروازے ایک مکان میں ہیں
کس جگہ یہ مکان رہتا ہے

وہی پاتے ہیں ہوش کو اپنے
جس کا دم پر ہی دھیان رہتا ہے

پیر فہمیؔ ہے ساقیِ دوراں
ہر گھڑی مہربان رہتا ہے

ہے مکاں اب تیرا کہاں معروفؔ
تجھ میں ایک لا مکان رہتا ہے

ہم جانتے ہیں

کون ہے صاحبِ عرفان یہ ہم جانتے ہیں
کہاں نازل ہوا قرآن یہ ہم جانتے ہیں

ایک نکتے میں ہے اللہ نبیؐ اور شیطاں
خاص نکتے کا ہے عرفان یہ ہم جانتے ہیں

جسم کا جامع پہن کر وہ بشر آیا ہے
وہی بندے میں ہے رحمان یہ ہم جانتے ہیں

نفخ کہتے ہیں جسے پوچھو خُدا سے پہلے
کس لئے تم ہو پریشان یہ ہم جانتے ہیں

ایک سجدہ سے بتا کیوں ہوا شیطاں مُنکر
کیوں ہے ضد پر اڑا شیطان یہ ہم جانتے ہیں

معنے پوچھو تو محمدؐ کے محمدؐ سے تم
کیا محمدؐ کا ہے عرفان یہ ہم جانتے ہیں

پیا فہمیؔ کے یہاں کلمہ ملے گا تم کو
ہے یہ بخشش کا ہی سامان یہ ہم جانتے ہیں

قدموں میں جس کے خُدائی ہے چھپی اے معروفؔ
ہے کہاں وہ تیرا مہمان یہ ہم جانتے ہیں

رازِ خفی

رازِ خفی سے پردہ اُٹھایا ہے پیر نے — دیدار مجھ کو میرا کرایا ہے پیر نے

کیا میری حقیقت ہے یہ کیا میرا راز ہے — آئینہ مَنْ عَرَفْ کا دکھایا ہے پیر نے

کس نور سے بنایا ہے عالم کو خُدا نے — کیا نور کے ہیں معنی بتایا ہے پیر نے

آدم کے دم میں کس کا یہ ہر دم ظہور ہے — پردہ بنا یہ کس کا بتایا ہے پیر نے

زیر و زبر نہ ہوتے تو تشدید کا کیا کام — پیش و جزم یہ کیا ہے سکھایا ہے پیر نے

گیارہ امام ظاہرہ باطن ہے بارھواں — بارہ امام کیا ہیں بتایا ہے پیر نے

کعبہ میں کون رہتا ہے زم زم کے کیا معنی — کعبے کی حقیقت کو دکھایا ہے پیر نے

اللہ و پنجتن کو بھی اُکلی میں دم کی کوٹ — پیرِ مغاں کی گولی بنایا ہے پیر نے

اللہ نبی شیطاں بنے پیر فہمیؔ بھی — چاروں مُصلّے کیسے سجایا ہے پیر نے

معروفؔ بے خودی کا یہ کیسا خمار ہے
وحدت کا نشہ مجھ پہ چڑھایا ہے پیر نے

مجھے معلوم نہ تھا

گنجِ مخفی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کُن سے ظاہر وہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیس ۲۰ پہ آٹھ حروف کا وہ پہن کر جامہ
در بدر یار پھرا تھا مجھے معلوم نہ تھا

عرش سے فرش پہ آیا ہے محمدؐ بن کر
لاَ کے پردے میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب معراج میں دو ۲ نور کا یہ راز کھلا
خُدا خود بندہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہے کہاں یار کے ہاتھوں کی دیکھ تُرپائی
کتنا باندھا وہ گرہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

کون انفاس کے ہے پردے میں آتا جاتا
پاس انفاس پتہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیشتر کُن کے وہی تھا تو وہی آیا ہے
پیر فہمیؔ ہی خُدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

پنجتن پاک کا میخانہ بنا ہے معروفؔ
میری رگ رگ میں نشہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

ذاتِ وحدت سے آنا پڑا

ذاتِ وحدت سے کثرت میں آنے کو ہم ایک نکتہ الف کا بنانا پڑا
نا بینا کی اک رہبری کے لئے لام کی اس کو لذّت چکھانا پڑا

❖

لام الف دونوں اک ساتھ ملتے رہے ایک 'لا' کی اچانک صورت بنی
پانے کو الف لام کی لذّتیں میم کو راہِ اُلفت بتانا پڑا

❖

یہ الف لام میم کے واسطے سیکڑوں عشق کے بن گئے راستے
جو بھی سمجھا ہے وہ مردِ کامل ہوا نا سمجھ ہے اسے راہ دکھانا پڑا

❖

یہ نکتہ الف ہی سے آدم ہوا سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا
یہ مقامات سمجھانے آدم کو پھر پہلا اپنا خلیفہ بنانا پڑا

اس الف میں اک لام گمنام تھا — پھر آدم سے حواؔ کا عقدہ کھلا
لذّتِ میم پانے اِن دونوں کو — میوہ گندم کا جنّت میں کھانا پڑا

❖

ایک الف میں احد و احمد بسے — اس الف میں آدم و ابلیس چھپے
چار[۴] الف کا جب راز کھلنے لگا — بن کے اللہ میاں ان کو آنا پڑا

❖

ایک قندیل میں نور دو[۲] دو[۲] رکھا — پیر فہمیؔ سے یہ بھید آخر کھلا
لامکاں کے مکاں میں اس قندیل کو — 'ھوٗ' کی کھونٹی میں اس کو ٹنگانا پڑا

❖

راز کی بات ہے راز میں رکھ اسے — راز پاکر نہ شور و غُل تو مچا
کیا حقیقت ہے معروفؔ پانے اسے — ذاتِ وحدت کا پردہ اُٹھانا پڑا

جلال و جمال

نورِ جمال سمجھو کیا نورِ جلال ہے
دونوں میں فرق کتنا ہے اور کیا کمال ہے

اللہ بھی نور ہے تو محمدؐ بھی نور ہے
یہ نور ہے جلال وہ نورِ جمال ہے

اللہ کے نور سے ہے محمدؐ کا نور جب
نورِ جلال سے ہوا کیسا جمال ہے

کس نور سے ہوا یہ شیطان کا ظہور
نُورِ جلال سمجھیں یا نُورِ جمال ہے

پیشانئ آدم میں تھیں دو نور کی کرنیں
کس نُور کو تھا سجدہ مَلک سے سوال ہے

شیطان نورِ حق کا پُجاری ہوں یہ کہا
سجدہ کروں دو نور کو یہ کب حلال ہے

مرنے سے پہلے مرنا تصوف کا قول ہے
وہ کون تھا جو مر گیا کس کو وصال ہے

کیا نور کے ہیں معنی یہ فہمیؔ پیا سے پایا
ضم ہونا خود کے نور میں ہر دم کمال ہے

ایک سانس ہے جلالی جمالی ہے ایک سانس
معروفؔ یہ دلیل ہے نہیں قیل و قال ہے

سیر کرنے آیا ہوں

سیر کرنے آیا ہوں سیر کرکے جاؤں گا
میکشوں کی جنت کو فرش پہ بساؤں گا

یہ کتابِ اُلفت کا پہلا ہے سبق زاہد
جان و ایماں دل میرا اُن پہ سب لٹاؤں گا

کعبے کا یہ کعبہ ہے میرے یار کا کوچہ
ہر قدم پہ دوگانہ سجدوں کو لٹاؤں گا

مَنْ عَرَفْ کے دریا میں غوطہ جب لگاؤں گا
قَدْ عَرَفْ کے موتی کو دم بدم میں پاؤں گا

کون پڑھ رہا ہے یہ کعبہ دیر کے کُتبے
لوحِ ہستی کو میری نقشِ 'لا' بناؤں گا

وہ امامِ میخانہ پیر فہمیؔ یہ بولے
گلشنِ کھپولی کو میکدہ بناؤں گا

ذکرھو میں چودہ[14] یہ در کھلے ہیں اے معروفؔ
مُصطفےٰؐ کا در ہر در دنیا کو بتاؤں گا

❖❖❖

خُدا سے پہلے

محمدؐ نام تھا میرا خُدا کے نام سے پہلے
پیالہ نورِ وحدت کا پیا ہر جام سے پہلے

اَنَا نورِ محمد کہتے نکلا گنجِ مخفی سے
نبوّت کا عمامہ سر پہ تھا اسلام سے پہلے

نمازِ عاشقی زاہد نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا
نمازِ وصل دوگانہ پڑھی آرام سے پہلے

پڑھائی ایک سو چودہ رکعتیں سات منزل میں
کئے چودہ وہ سجدے با ادب ہر گام سے پہلے

صدائے کُن میں تھا مخفی اَنَا کا نور بن کے میں
الف کا اوڑھ کر جامہ چلا ہوں لام سے پہلے

کیا ذکرِ جلی سرِّ خفی نوری و اخفیٰ بھی
تھا پانچوں ذکر میں مصروف صبح و شام سے پہلے

محمدّ بن کے آئے پیر فہمیؔ ہر زمانے میں
نقابِ مَن عَرَف جس نے اُٹھائی بام سے پہلے

کہاں تھا کعبہ بُت خانہ سوائے آپ کے معروفؔ
میرا ہی نام تھا موجود ہر اک نام سے پہلے

الف۔لام۔میم

لام ۔ الف سے یہ عقدہ کھلا ہے
میم کا ایک پردہ چھپا ہے

لام۔الف پر ' ھ ' کی مہر ہے
لام ۔ الف میم کیا ماجرہ ہے

لام کے تیسں۳۰ نکتوں کو سمجھو
عشق اس میں ہی جلوہ نما ہے

لام الف کی یہ کیسی کشش ہے
میم کا ایک پردہ اُٹھا ہے

پانچ الف سے ہی اللہ میاں ہے
راز یہ لَا اِلٰـــــہٗ سے کھلا ہے

کیا نماز اور روزہ ہے سمجھو
کیا زکوٰۃ اور حج میں چھپا ہے

لام الف میم یکجا ہوئے تو
یہ نظام قدرت چلا ہے

یہ سفر لا مکاں کا ہے دلکش
جو بھی پہنچا وہ حاجی ہوا ہے

لام الف میں ہی گھر میم کا ہے
میم ' ی ' ' ن ' معروفؔ پتہ ہے

کون آیا ہے یہاں

عشق کی شمع جلانے کون آیا ہے یہاں
جسم کو نوری بنانے کون آیا ہے یہاں

◎

دم کے یہ دوؔ تار میں ہی زندگی کا ساز ہے
نغمہ 'ھا ھو ھے' سُنانے کون آیا ہے یہاں

◎

عشق کے بندے بھی ہم ہیں عشق کے مولا بھی ہم
عشق میں ہستی مٹانے کون آیا ہے یہاں

◎

عشق کی بنیاد پر ہے حُسن کی تعمیر جب
دونوں عالم کو سجانے کون آیا ہے یہاں

◎

کس میں ہمت ہے جو دیکھے یار کا حُسن و جمال
حُسنِ یکتا کو دکھانے کون آیا ہے یہاں

◎

گنجِ مخفی سے نکل کر پیر فہمیؔ آگئے
کُنتُ کنزاً کو سُنانے کون آیا ہے یہاں

◎

جھومنا ہے جھومئے اس بات پہ معروفؔ تم
عشق کی دنیا بسانے کون آیا ہے یہاں

امام آیا ہے

بن کے نکتہ امام آیا ہے
پل میں دونوں جہاں سجایا ہے

ایک قطرے میں بھر کے میخانہ
جام ایسا ہمیں پلایا ہے

جو حقیقت کو نفس کی سمجھا
رب کو خود میں اسی نے پایا ہے

نَحنُ اَقرَبُ کے ہیں یہی معنے
اللہ بندہ میں آ سمایا ہے

تین٣ نکتوں سے ایک الف بنا
راز چھ٦ نکتوں میں چھپایا ہے

پیر فہمیؔ سے راز یہ ہے کھلا
نکتہ تحریر بن کے آیا ہے

پردۂ میم دکھانے معروؔف
سر پہ نکتہ الف لایا ہے

مکاں و مکیں

اللہ ہے مکیں تو یہ محمدؐ مکان ہے
دونوں ملے تو راز کھلا کیا یہ جان ہے

چاروں حروف کی دیکھ تجلّی کہاں پڑی
قالب یہ جگمگایا محمدؐ کی شان ہے

اٹھارہ[۱۸] عناصر سے ہے یہ میم کا محل
ایک میم کے محل میں یہ کون و مکان ہے

سیرَ فی اللہ کرو خود کے وجود میں
اپنے ہی مکاں میں وہ چھپا لامکان ہے

اللہ فرش پر تو محمدؐ ہے عرش پر
آدم کے دم میں دونوں کی یہ کھینچ تان ہے

اپنا ہے مہندی ہر گھڑی ہر آن سامنے
غافل کا مہندی غیب میں دونوں جہان ہے

بے شک ہے پیر بھی بشر کے لباس میں
یہ ''بشرٌ مثلکم'' بھی محمدؐ کی شان ہے

معروفؔ ہے مکاں اور مکیں کے یہ درمیاں
سمجھو ذرا یہ کس جگہ اپنا نشان ہے

دیکھو

یہ رازِ خُدا خود میں پا کر تو دیکھو
ایک اِنّیٖ اَنَا اللہ کو گا کر تو دیکھو

خُدائی خودی میں خودی ہے خدا میں
خودی کو خُدا میں ملا کر تو دیکھو

وہی جلوہ فرما ہے دیر و حرم میں
خُدائی کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو

کتابِ خودی کی بھی کرنے تلاوت
یہ دل کا چراغ اب جلا کر تو دیکھو

کہاں پر ہے اللہ کہاں ہیں محمدؐ
ان دونوں کو خود میں ہی پا کر تو دیکھو

خُدا خود ہے بندہ کہیں گے یہ زاہد
شرابِ اَنَا الحق پلا کر تو دیکھو

ابھی مَنْ عَرَفْ کا یہ عقدہ کھلے گا
ذرا دستِ مرشد ملا کر تو دیکھو

میرے پیر فہمیؔ ہیں تارِ نظر میں
نظر سے نظر تم ملا کر تو دیکھو

ہر ایک سانس ھو ھو سُناتی ہے معروفؔ
یہ سانسوں کا باجا بجا کر تو دیکھو

دکھانا ہوگا

ایک دن خانۂ خلوت میں تو آنا ہوگا
لَا نفی خود میں ہی کر کر کے دکھانا ہوگا

ذاتِ آدم کی حقیقت کو بتانے ہم کو
میم احمد کا وہ پردہ تو اُٹھانا ہوگا

جو نہ جانا ہے حقیقت کو حقیقت کی قسم
ایک دن نارِ سقر اُن کا ٹھکانا ہوگا

رنگِ اللہ کے گر راز کو پانا ہے جسے
نسبتِ رنگ سے پھر دل کو رنگانا ہوگا

کون اللہ ہے یہاں کون محمدؐ ہیں رسول
ایک سو تین میں غوطہ تو لگانا ہوگا

پیر فہمیؔ کے ہیں سینے میں وہ رازِ گوہر
سینہ بہ سینہ اُس راز کو پانا ہوگا

راہِ تحقیق میں تصدیق ضروری معروفؔ
اس لئے لَا میں ہی اِلاَّ کو جمانا ہوگا

نبوت کی آگ

آگ ہے نبوّت کی میرے آشیانے میں
کوہِ طور جلتا ہے اک جھلک دکھانے میں

جب دیا انا کا جلا لا مکاں کی ظلمت میں
نور نور چھایا ہے ان کے آشیانے میں

نفس، دل، روح کا نشاں ہے خودی میں دیکھو ذرا
سِرّ، نور، ذاتِ خفی میرے تن کے خانے میں

میم کے ہی پردہ میں چھپ گیا احد ہے وہ
بن کے نورِ احمد وہ آ گیا زمانے میں

لام، الف، اور میم کا راز یہ کُھلا ہم پر
دو۲ الف 'لاَ' اک بنا میم کے فسانے میں

لانا ان کا منشاء تھا ہم یہاں چلے آئے
جانا اپنی مرضی سے ظرف ہے دیوانے میں

دیکھ لو اے دیوانوں پیر فہمیؔ آگے ہیں
کتنی راتیں گذرے گی ایک جھلک یہ پانے میں

مَنْ عَرَفْ کی قندیل میں نورِ انا کا تھا معروفؔ
نور نار وہ ہی ہوا دل کے آشیانے میں

تار میں ہے

میری ہستی ہمیشہ یار میں ہے
یار میرا بھی ایک تار میں ہے

تو ہی منصور میں صور کی صورت
سرِ منصور دیکھو دار میں ہے

اَنَا الحقّ کہنے والا کون تھا وہ
کس کا سر وہ بتاؤ دار میں ہے

سوا اُن کے نہیں کوئی موجود
دید والا مقامِ یار میں ہے

رحمتِ حق سدا برستی ہے
کون بندہ جو گناہ گار میں ہے

پیر فہمیؔ کا ہے کرم سب کچھ
ورنہ بندہ یہ کس شمار میں ہے

چلو معروفؔ وہاں کی سیر کریں
جہاں لاکھوں خدا قطار میں ہیں

ہم ہیں معروفؔ اس کی رحمت میں
جس کے خود بھی خُدا خمار میں ہے

رکھتے ہیں

مُنہ میں حق کی زبان رکھتے ہیں
خود میں کون و مکان رکھتے ہیں

کون ہم ہیں کہاں سے آئے ہیں
با خبر لوگ دھیان رکھتے ہیں

من عرف قد عرف کا راز کھلا
عبد میں رب کی شان رکھتے ہیں

عرشِ اعظم کو وہ ہی چھوتے ہیں
جو بھی اُونچی اُڑان رکھتے ہیں

بند کرتے ہیں نو۹ وہ دروازے
دسویں در کا جو گیان رکھتے ہیں

وہی حق کی شراب پیتے ہیں
کلمہ جو با ایمان رکھتے ہیں

پیر فہمیؔ نے بخشا رازِ خفی
ہم بھی حق کا نشان رکھتے ہیں

کرنے خود کی تلاوتیں معروفؔ
خود میں اُمُّ القرآن رکھتے ہیں

لوحِ ہستی مٹائے جاتے ہیں
اُن کا نقشہ جمائے جاتے ہیں

درِ جاناں پہ ہے جبیں اپنی
بگڑی قسمت بنائے جاتے ہیں

چشمِ جاناں کی ہے عجب تاثیر
رونے والے ہنسائے جاتے ہیں

جس نے سمجھا مقامِ دل اپنا
رُتبے اس کے بڑھائے جاتے ہیں

ہر جگہ بات بن ہی جاتی ہے
صدقہ مرشد کا پائے جاتے ہیں

بات جو بھی کرو سمجھ کے کرو
بات کے پر لگائے جاتے ہیں

رند کو پر لگا پرند بنا
اُڑنے والے اُڑائے جاتے ہیں

پیر فہمیؔ کا ہے کرم معروفؔ
لاج اپنی نبھائے جاتے ہیں

مرشد میرے مرشد

پیر و مرشد تیری مہربانی رہے
تیری خدمت میں یہ زندگانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

تیرے دامن سے سب کچھ ملا ہے
راز گنجِ خفی کا کھلا ہے
میں تیرا ہو گیا تو میرا ہو گیا
عشق میں تیرے یہ زندگانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

میرے ظاہر پہ تو چھا گیا ہے
بن کے باطن بھی تو آگیا ہے
میری خلوت میں تو میری جلوت میں تو
دونوں عالم میں تیری نشانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

کتنا اعلیٰ یہ مرشد ملا ہے
اللہ والا یہ مرشد ملا ہے
ملا مرشد کا گھر کھلا باطن کا در
تیرے جلووں کی مرشد روانی رہے

مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

راز کلمے کا اُن سے ملے گا
بھید یہ من عرف کا کھلے گا
کلمہ اُن کا دھرم رکھے سب کا بھرم
سب کی سانسوں میں کلمہ روحانی رہے

مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

پیر فہمیؒ سے عقدہ کھلا جب
پردہ اِنّی انَا کا اُٹھا اب
میں ہوں تیرا پتہ تو ہے میرا پتہ
رازِ ہستی میری لامکانی رہے

مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

یہ جو معروفؒ نسبت بڑی ہے
نسبتِ اولیاء کی کڑی ہے
قادری سلسلہ غوثؓ کا سلسلہ
غوثِ اعظمؓ کی نسبت لاثانی رہے

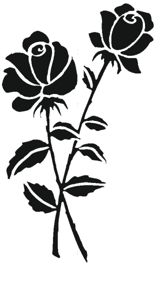

مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

کلمے والا ہے

کلمہ سانسوں میں جس نے ڈالا ہے
اس کی ہر سانس میں اُجالا ہے

کھول سکتا نہیں وہ رازِ خفی
کیا کروں اب زباں پہ تالا ہے

کس نے شیطاں کو راز بتلایا
دال میں کچھ نہ کچھ تو کالا ہے

جس نے رازِ خودی کو جان لیا
وہی مومن ہے کلمے والا ہے

کبھی بندہ کبھی وہ مولا ہے
نکتہ وحدت کا یہ نرالا ہے

پیر فہمیؔ کا ہے کرم معروفؔ
ہم نے کونین کو سنبھالا ہے

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت میں تیری آیا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے
میں نور میں نہایا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

تو کہاں وجودِ نوری ✵ میں کہاں وجودِ خاکی
تنِ خاک میں سمایا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت کا فیض ہے یہ ✵ غوث الوریٰؓ کا صدقہ
مجھے قادری بنایا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں تیری نوازشوں کا ✵ احسان کیا چکاؤں
میرا حوصلہ بڑھایا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

ڈوبا تھا رنج و غم میں ✵ میری ناؤ تھی بھنور میں
نا خُدا تو بن کے آیا ✵ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میرے ہر گناہ پر جب ۔۔۔ رحمت کو جوش آیا
میرے عیب کو چھپایا ۔۔۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہی ناز یہ فخر ہے ۔۔۔ تیری مجھ پہ جو نظر ہے
تیرے عشق کو میں پایا ۔۔۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں بھٹک رہا تھا در در ۔۔۔ پھرتا تھا مارا مارا
تیرے سائے میں جو آیا ۔۔۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت کا جو بھرم ہے ۔۔۔ پیر فہمیؒ کا کرم ہے
میری لاج کو نبھایا ۔۔۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

تیرے عشق میں مٹا تو ۔۔۔ پایا مقام معروفؔ
مجھے کیا سے کیا بنایا ۔۔۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میرا صنم

بہت پیار کرتے ہیں مرشد سے ہم
خُدا نہ کرے یہ محبت ہو کم

تصوّر تمہارا میری بندگی ہے
تمہیں دیکھنا کیا خدا سے ہے کم

کوئی گم ہوا ہے جلوؤں میں تیرے
کوئی گا رہا ہے صنم ہی صنم

تیرا در درِ مصطفٰے بن گیا ہے
یہاں سر جھکاتے ہیں سارے صنم

وہیں میرا کعبہ وہیں ہے مدینہ
جہاں پر تمہارا ہے نقشِ قدم

تیرے در کی مٹی بہت قیمتی ہے
کہ لاکھوں بنے ہیں ارم و حرم

میرے پیر فہمیؔ کی نسبت بڑی ہے
اسی کی بدولت ہے ہمارا بھرم

کھلا نکتہ معرؔوف یہ میرے صنم سے
خُدا نور بن کر خودی میں ہے ضم

محفل سجی ہے

پیر فہمیؔ کی محفل سجی ہے　　پیر عادل بھی آئے ہوئے ہیں
کلمے والوں کی یہ شان دیکھو　　نور میں سب نہائے ہوئے ہیں

تاج والے بھی آئے ہوئے ہیں　　لاج والے بھی آئے ہوئے ہیں
بیکسوں کی قدیر اللہ دیکھو　　لاج سب کی نبھائے ہوئے ہیں

رحمتیں ناز فرما رہی ہیں　　نور میں روحیں لہرا رہی ہیں
پیر مہتاب شاہ قادری بھی　　وجد میں آج آئے ہوئے ہیں

کیف پہ کیف چھانے لگا ہے　　لطفِ دیدار آنے لگا ہے
اپنے چہرے سے پردہ دوئی کا　　کریم اللہ اُٹھائے ہوئے ہیں

زندگانی سنورنے لگی ہے　　روح پرواز کرنے لگی ہے
جو بھی محفل میں آئے ہیں وہ سب　　دم میں کلمہ بسائے ہوئے ہیں

کیسی خوشبو کا عالم ہے دیکھو جلوہ گر غوثِ اعظمؒ ہے دیکھو
پیر کی آرہی ہے سواری سب کے سب مُسکرائے ہوئے ہیں

❋

ھو کی شہنائی بجنے لگی ہے بزم کی بزم سجنے لگی ہے
خواجہ اجمیرؒ کلمے کی مہندی اہلِ حق کو لگائے ہوئے ہیں

❋

شرحِ ایمان ہونے لگی ہے اپنی پہچان ہونے لگی ہے
پیر فہمیؔ کی یہ ہے عنایت دونوں عالم پہ چھائے ہوئے ہیں

❋

سب مریدوں کے رُخ پر خوشی ہے سارے خلفاء میں زندہ دلی ہے
پیر فہمیؔ کو سج دھج کے دیکھو آج دولہا بنائے ہوئے ہیں

❋

دریا عرفاں کا بہنے لگا ہے ہر اک عارف یہ کہنے لگا ہے

پیر معروفؔ نے یہ راز کھولا
ہم میں ہم ہی سمائے ہوئے ہیں

خاکِ پا ہوں میں

اپنے مُرشد کی خاکِ پا ہوں میں   دین و دنیا کا بادشاہ ہوں میں

❄

جی نہیں سکتا ہوں جُدا ہو کر   وہ ہیں دریا تو بُلبُلہ ہوں میں

❄

صورتِ شیخ میں فنا ہو کر   رو برو شکلِ دلربا ہوں میں

❄

درِ مرشد پہ ہے جبیں اپنی   آج تقدیر کا خدا ہوں میں

❄

سارا عالم ہمیں سے روشن ہے   نورِ احمد کا سلسلہ ہوں میں

❄

گنجِ مخفی سے ہم نکل آئے   شوقِ عرفاں کا ولولہ ہوں میں

❄

جس کے جلوؤں میں گم ہوئے موسیٰ   وہی صورت کا مُدعا ہوں میں

❄

پیر فہمیؔ کی ہر ادا پیاری   جان و دل سے ہوا فدا ہوں میں

پیر و مرشد کا ہے کرم معروفؔ
سارے عالم کا رہنما ہوں میں

وہ نماز کون سی ہے؟

اللہ بھی پڑھ رہا ہے　　وہ نماز کون سی ہے
بندے کو جو عطا ہے　　وہ نماز کون سی ہے

❄

جو نہ حضورِ دل سے　　ہوگی نماز کیا ہے
دل نے تیرے پڑھا ہے　　وہ نماز کون سی ہے

❄

شیطان کہہ رہا ہے　　برسوں کا ہوں نمازی
جو بن گئی بلا ہے　　وہ نماز کون سی ہے

❄

پڑھ کر نماز آئے　　ماں کے شکم سے ہم تو
جو کبھی نہیں قضا ہے　　وہ نماز کون سی ہے

❄

فہمیؔ ہے میرا کعبہ　　فہمیؔ ہے میرا قبلہ
جو امام ہی خُدا ہے　　وہ نماز کون سی ہے

❄

ایسی نماز معروفؔ مجھے پیر نے پڑھائی
سجدے میں سر جھکا ہے وہ نماز کون سی ہے

ہو گیا

اپنے مُرشد کی میں خاکِ پا ہو گیا
سارے کونین کا بادشاہ ہو گیا

جس تجلی کو موسیٰ گِرے دیکھ کر
دیکھنے کا مجھے حوصلہ ہو گیا

جس کو کہتے ہیں ذکرِ جلی و خفی
مرشدِ پاک سے وہ عطا ہو گیا

اپنے مرشد کے عشق میں جو بھی مٹا
دونوں عالم کا وہ دلرُبا ہو گیا

اللہ ھو کے ہیں جلوے جہاں دیکھئے
جس نے ' ھو ' کو ہے سمجھا بقا ہو گیا

جس کو پاتے ہیں عارف ہر اک شان میں
غافلوں کے لئے معمّہ ہو گیا

جو تجلّی کے پردے میں اب تک چھپا
پیر فہمیؔ سے جلوہ نما ہو گیا

میم احمد کا معروفؔ یہ عقدہ کُھلا
جو ہے مرشد وہی مصطفےٰؐ ہو گیا

جامِ وحدت

وحدت کا جام پیر نے ایسا پلا دیا
اپنے خیال کے سوا سب کچھ بھلا دیا

اللہ کا عرفان تو آسان ہے مگر
مشکل ہے رازِ احمدِ مرسل بتا دیا

اللہ کا بھید ہی تو انساں کا بھید ہے
رازِ خودی سے پردہ مرشد ہٹا دیا

مومن وہی ہے جس میں شانِ خُدا دکھے
جس میں جھلک نہیں اُسے کافر بنا دیا

ان کی نگاہِ ناز کا ایسا کرم ہوا
مجھ کو غمِ فراق سے دم میں چھڑا دیا

جلوہ جمالِ یار کا ہر شئے میں دیکھ کر
ہم نے سرِ نیاز ادب سے جُھکا دیا

میں کون ہوں تو کون ہے تعیّن کی بات ہے
بے قید جلوے یار نے مجھ کو دکھا دیا

فہمیؔ پیا کی شانِ سخاوت تو دیکھئے
بندے کو اک پل میں ہی مولا بنا دیا

معروفؔ درِ یار سے سب مالا مال ہیں
کیسے بتاؤں پیر نے کس کس کو کیا دیا

کس نے

جامِ وحدت پلا دیا کس نے
مجھ کو بے خود بنا دیا کس نے

ہر طرف صورتِ محمدؐ ہے
حق کا پردہ اُٹھا دیا کس نے

قدسیاں با ادب ہیں سجدہ کیۓ
مجھ کو کعبہ بنا دیا کس نے

رازِ وحدت بتا کے خلوت میں
لوحِ ہستی مٹا دیا کس نے

سانسوں میں ُ ھو ٗ کا ہی ترانہ ہے
دم کو کلمہ پڑھا دیا کس نے

بن کے گمنام تھا میں کنزاً میں
نامِ آدم رکھا دیا کس نے

کوئی مد ہوش ہے کوئی بسمل
رُخ سے پردہ ہٹا دیا کس نے

نام پوچھا تو وہ کہا ہنس کر
پیر فہمیؒ بتا دیا کس نے

رازِ پردہ اُٹھاتے ہو معرؔوف
تم کو یہ حق بتا دیا کس نے

پڑے گا

وہ انحد کا جلوہ دکھانا پڑے گا
لباسِ محمدؐ میں آنا پڑے گا

محمدؐ محمدؐ پڑھے جا دیوانے
اسی سے خدا کو منانا پڑے گا

میرے ساقیہ اب نگاہوں سے اپنی
شرابِ محبّت پلانا پڑے گا

نہیں مانتا میں نہیں جانتا میں
تمہیں رُخ سے پردہ ہٹانا پڑے گا

میرے ہاتھ میں ہے دامن تمہارا
میری لاجِ نسبت نبھاناپڑے گا

نہیں کچھ چلے گی تیری لَنْ تَرَانِی
وہاں دل سے کلمہ سُنانا پڑے گا

جسے جاننا ہے رازِ تصوّف
طریقت کے میداں میں آنا پڑے گا

میرے پیر فہمیؔ ہے صدقے تمہارے
محمدؐ کا چہرہ دکھانا پڑے گا

اگر چاہتے ہو ٹھکانہ تو معرؔوف
محبت میں سب کچھ لُٹانا پڑے گا

میم کا محل

عجب میم کا اک محل بنایا
وہ بارِ امانت اس میں چھُپایا

✦

اللہ نبیؐ کو دم میں بسا کر
ھا ھو ھے کا جھولا جُھلایا

✦

آدم و حواؑ میں چھپ کر ہے آیا
ذات و صفِت کا کھیل رچایا

✦

میم کا پردہ اُٹھانے کی خاطر
فرشتوں سے آخر سجدہ کرایا

✦

بھید خفی کا دم میں چھپاکر
اللہ ھو کا تالا لگایا

✦

یہ کلمے کی کل سے تالا کھلے گا
فہمیؔ پیا سے بھید ہے پایا

✦

الف لام کا سب چکر ہے معرؔوف
اک نکتے میں سارا قرآن سمایا

اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

کلمے کا مرشد راز بتایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ
کلمہ ہی دونوں عالم پہ چھایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

ذات و صِفت کا کھیل رچایا — ھا ھو ھے کا راگ سُنایا
گنجِ خفی کا بھید چھپایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

عرشِ بریں پر حق نے بلایا — خلد بریں کو اپنے سجایا
حق نے تجلّی کا پردہ اُٹھایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

باغِ ارم کے پتوں کو دیکھو — نامِ نبیؐ اور نامِ خُدا ہے
عرشِ بریں پر کلمہ ہے چھایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

فرقے بہتر ۷۲ ہیں کلمے کے اندر — اسلام دوُ ۲ ہیں کلمے کے اندر
مومن ہی کلمہ بن کر ہے آیا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

کلمے کی کل سے ارض و سماء ہے — کلمہ ہی حق و باطل کا نشاں ہے
کلمہ ہی اول و آخر ہے آیا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

بارِ امانت ، مہرِ نبوت — سرِّ ولایت ، تاجِ خلافت
کلمے کے صدقے میں سب کچھ ہے پایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

فہمیؔ پیا کے بھیس میں آیا — آدم جا دم ذکر کرایا
رازِ خودی کا پردہ اُٹھایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

انسانِ کامل کلمہ بنا ہے — کلمہ ہی معروفؔ خود کا پتہ ہے
ظاہر نے اپنے باطن کو پایا — اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

نہیں ملتا

لاکھ ڈھونڈو پتہ نہیں ملتا
بن وسیلے خُدا نہیں ملتا

پوچھو مرشد سے کیا نہیں ملتا
خود میں سب کچھ ہے کیا نہیں ملتا

جس نے خود کا پتہ نہیں پایا
رازِ حق کا پتہ نہیں ملتا

مرشدِ پاک میں فنا ہو جا
بے مٹے دلبربا نہیں ملتا

لاکھ کرلے خُدا خُدا زاہد
بن محمدؐ خُدا نہیں ملتا

دیر و کعبہ میں ڈھونڈتے ہو جسے
تیرے دل میں چھپا نہیں ملتا

اک فہمیؔ سوا ہمیں معروفؔ
مرشدِ حق نما نہیں ملتا

ملایا گیا

جامِ وحدت پلایا گیا نورِ حق سے ملایا گیا
خود بنا کے مجھے پیار سے خود ہی آ کر سمایا گیا
روگ بڑھتا گیا عشق میں ایسا نشتر چُبایا گیا
عرش سے فرش تک دھوم ہے میرا رُتبہ بڑھایا گیا
خود کے دیدار کے واسطے شکلِ آدم دِکھایا گیا
بوجھ رکھ کر امانت کا وہ سر کو میرے جھکایا گیا
اپنی جلوہ گری کے لئے مجھ کو پردہ بنایا گیا
رازِ وحدت بتا کر مجھے نقشِ کثرت مٹایا گیا
پیر فہمیؔ کا احسان ہے رازِ ان سے ہی پایا گیا

سُنو معروفؔ حق کا پتہ
رازِ ہستی بتایا گیا

سلام
امامِ حُسینؓ

حُسین ابنِ حیدر سلامُ‘ علیک
محمدؐ کے دلبر سلامُ‘ علیک

ہے اسلام زندہ تاباں تمہیں سے
ہو نورِ پیمبر سلامُ‘ علیک

کہے کربلا یہ شہادت پہ آقا
شہیدوں کے افسر سلامُ‘ علیک

فلک پر ملائیک بھی آنسوں بہائے
جو دیکھا یہ منظر سلامُ‘ علیک

کٹائے ہیں سر کو لُٹائے ہیں گھر کو
نفوسِ بہتّر/۷۲ سلامُ‘ علیک

تمہارا گھرانہ ہے نوری گھرانہ
گواہ سورہِ اطہر سلامُ‘ علیک

تمہیں سے ہوئی حق و باطل کی پہچاں
اماموں کے رہبر سلامُ‘ علیک

ہے حسنی حُسینی میرے پیر فہمیؔ
یہ تن من نچھاور سلامُ‘ علیک

یہ معروفؔ قلم بھی کہے با ادب سے
وہ سر کو جُھکا کر سلامُ‘ علیک

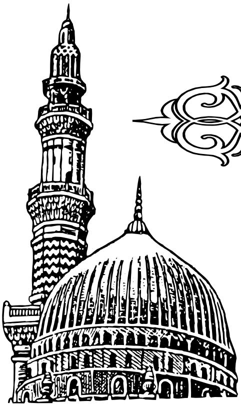

لے لو سلام ہمارا

آقا مدینے والے دل نے تمہیں پُکارا
لے لو سلام ہمارا لے لو سلام ہمارا

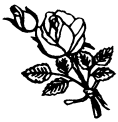

لولاک کا وہ سہرا باندھے تمہارے سر پر
جُھکنے لگی خُدائی آقا تمہارے در پر
خود ہی خُدا نے اپنے جب نام سے پُکارا

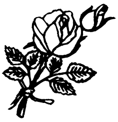

فریاد کر رہے ہیں گر گر سنبھل رہے ہیں
ہم یاد میں تمہاری کروٹ بدل رہے ہیں
سرکار اب تو چمکے آنکھوں میں وہ نظارہ

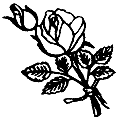

سرکارِ دو جہاں کا جس نے وسیلہ پایا
جس نے نبی کے در پر سر اپنا ہے جُھکایا
اُس کا بلندی پر ہے تقدیر کا ستارہ

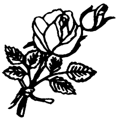

خوشبوئے عشقِ احمد مہکے ہمارے تن میں
تم چیر کر تو دیکھو عاشق کے اس کفن میں
آنکھیں پھٹی رہیں گی دیکھو گے جو نظارہ

فریاد سُن ہماری او بے کسوں کے والی
آئیں ہیں جو سوالی جائیں نہ ہاتھ خالی
آتے ہو تم مدد کو جب دل سے جو پکارا

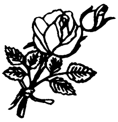

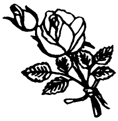

غوث الوریٰ سے مانگو خواجہ پیا سے مانگو
محبوب کا یہ در ہے لیکن ادب سے مانگو
ہوگی مُراد پوری دامن کو جو پسارا

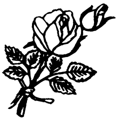

فہمیؔ پیا کا عاشق سرکار کا دیوانہ
سرکار نے ہی بخشا عرفان کا خزانہ
اللہ کی قسم میں سرکار ہوں تمہارا

ان کا کرم ہے شامل تو بات بن گئی ہے
شاہِ عرب کے صدقے جھولی بھری ہوئی ہے
معروؔف جان اپنی آگے تمہارے ہارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرفان معروف

حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرفانِ معروف

حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

منجملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

ارکان

کتاب کا نام : **عرفانِ معرؔوف**

مصنف : حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی **معرؔوف پیر** مدظلہ العالی

نوعیتِ اشاعت : باراول

تعدادِ اشاعت : ۶۰۰ (چھ سو)

مقامِ اشاعت :

تاریخِ اشاعت :

طباعت : معراج نوازشاہ قادری ڈیسینٹ کریئشنس 9773039800

قیمتِ کتاب : /روپۓ

کتاب ملنے کے پتے

* حضرت پیر فہمی، خانقاہِ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی، عادل نگر، آکاش وانی گیٹ نمبر ۷ مالونی کالونی، ملاڈ (ویسٹ) ممبئ ۹۵
* افسر شاہ قادری، بھگت سنگھ نگر نمبر ۱، لنک روڑ، گوریگاوں (ویسٹ) ممبئ۔۱۰۴
* عبداللہ شاہ قادری، غریب نواز نگر، کوکری آگار، ایس۔ ایم روڈ، انٹاپ ہل ممبئ۔ ۳۷
* شیخ شاہین شاہ قادری، ہاؤس نمبر 9-8-109/A/76، گول کنڈہ، صالح نگر، کنچہ، حیدر آباد
* محمد مولا علی شاہ قادری، B2/10/2، سیکٹر نمبر 15، واشی، نئ ممبئ 703
* محمد ساجد شاہ قادری ، حوّابی کی چال، عیدگاہ میدان، جوگیشوری (ایسٹ) ممبئ۔ ۶۰

فہرست

نمبرشمار	کلام	صفحہ نمبر
1	**شجرہِ طیّبہ قادریہ عالیہ خلفائیہ**	6
2	کتنا لطیف میرے نبی ﷺ کا ظہور ہے	11
3	دل محمدؐ سے لگانا چاہیئے	12
4	ادب سے بیٹھیئے غوثُ الوریٰ کی آج محفل ہے	13
5	پیروں کا پیر ہے۔ کامل فقیر ہے	14
6	غوثِ اعظم کہا کیجئے	17
7	مجھے اپنا جلوہ دکھا غوثِ اعظم	18
8	جبھو آونگی میں تمری نگریا غوثِ جیلانی	20
9	غوث کی نسبت میں آ* ہی بڑا اعجاز ہے	21
10	حاجی وارث پیا تیرے دربار میں آئے ہیں	23
11	کہنا پڑے گا آج تو مجھ کو یہ برملا	26
12	عشق میں ہم فنا ہو گئے دونوں عالم بقا ہو گئے	30
13	تمہارے نقشِ قدم پہ چل کے ہم خود میں رب کا پتہ ہیں پائے	32
14	عشق کا جس کو درد ہے ساقی	34
15	گنجِ مخفی کا خزانہ کس میں ہے	35
16	پڑھا کے کلمہ ہماری روح کو	36
17	آنکھ تم سے لڑائے بیٹھے ہیں	38
18	عشق کا پتلا بنایا یار نے	40
19	پیر کو دل میں بسانا چاہیئے	41

43	اپنے صنم سے پیار کیا۔کیا برا کیا	20
45	در پہ مرشد کے سر جھکاتے ہیں	21
46	پیر سے نکتہ سمجھ میں آتا ہے	22
47	اپنے وجودِ پاک کو قرآں سمجھ کے پڑھ	23
48	نا سمجھے خود کو جو شانِ خدا وہ کیا جانے	24
50	اے عادل پیا لو سلام اب ہمارا	25
52	غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام	26
54	حسؓین ابنِ حیدر سلامُ علیک	27
55	آقا مدینے والے دل نے تمہیں پُکارا	28

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہٖ الکریم

انتساب

میں اپنا مجموعہ کلام ''عرفانِ معرّوف'' اپنے رہبر وقت مرشدِ کامل پیرِ طریقت نورِ ہدایت تاجِ ولایت حضرت خواجہ شیخ محمد عبدُ الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری فہمیؔ پیر مدظلہ العالی دامت برکاتہٗ کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں، جن کی ایک نگاہِ فیض سے ہزاروں مردہ دل روشن ہوگئے۔ جن کی خوشبو سے سارا عالم مہک اُٹھا، جن کی آمد سے کُفر کا اندھیرا مٹ گیا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے، گمراہیوں نے اپنا مُنہ تاریکیوں میں چھپالیا۔ کلامِ ھٰذا ''عرفانِ معرّوف'' اسی شمعِ ولایت سے منسوب کرتا ہوں۔

مرشد نے راز کلمے کا جن کو بتا دیا
عاشق نے اپنا کعبہ وہیں پر بنا لیا

خاکپائے پیر فہمی خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری
معرّوف پیر مدظلہ العالی

شجرہِ طیّبہ قادریہ عالیہ خلفائیہ

یا الٰہی بخش دے تو مصطفیٰ ؐ کے واسطے
شجرۂ طیّب پڑھوں تیری رضا کے واسطے

سب بلائیں دور ہوں اور مشکلیں آسان ہوں
حضرتِ مولا علی مشکل کشا کے واسطے

اُسوۂِ حسنہ ہمیں حسنین کے کر دے عطا
دلبرِ لولاک شاہِ انبیاء کے واسطے

کر عطا سجدوں میں ایسی لذّتیں مولا ہمیں
سیّدِ سجّاد وہ زین العباء کے واسطے

پاک رکھ اور صاف کر دل کو تو میرے اے خدا
پاکیزہ باقر ہمارے باصفا کے واسطے

عشق میں صادق رہوں ہر دم میں تیرے باوفا
جعفرِ صادق امامِ پارسا کے واسطے

دولتِ عرفاں ملے اور گنجِ مخفی کا سرور
موسیٰ کاظم سیّدِ علی رضا کے واسطے

جانِ ایماں روحِ ایقاں جامِ اُلفت دے ہمیں
معروف کرخی سرِّ سقطی اولیاء کے واسطے

عشق میں کامل بنا تو عشق میں کر تو فنا
حضرتِ داتا جنیدِ کاملہ کے واسطے

شیخ شبلی ، عبدِ واحد کا ہمیں دامن ملے
بو فرح یوسف طرطوسی شاہ کے واسطے

بوالحسن شاہ وہ علی القرشی کا یہ فیض ہے
وہ مبارک بو سعیدِ حق نما کے واسطے

قادری یہ در کھلا جنکے قدم سے باخدا
قادری فیضان دے غوثُ الوریٰ کے واسطے

غوث کا سایہ رہے تا حشر تک بھی اے خدا
عبدِ قادر غوثِ اعظم پیشوا کے واسطے

نور سے روشن ہیں جنکے اولیاء و اصفیاء
سیّدِ عبدالرّزاق پیشوا کے واسطے

اللہ ھو کی ضربوں سے روشن رہے سینہ میرا
شاہ بہاؤالدین ، عزیزِ حق نما کے واسطے

دولتِ ایمان سے سرشار کر سرشار کر
پیر نجم الحق فدائے اولیاء کے واسطے

ہر گھڑی ایمان دے اور نور کی چادر اُڑھا
وہ بہاؤالدین شاہ میرِ اتقیاء کے واسطے

قلب کو شرکِ جلی شرکِ خفی سے پاک کر
بہلی شاہ ، اکبر علی شاہِ ھُدیٰ کے واسطے

سیدِ حسن ، جعفر علی ، عرفان علی کا واسطہ
خاتمہ بالخیر ہو موجود شاہ کے واسطے

عبدالقادر قادری ، چندہ حسینی کے طفیل
تاج والوں میں اُٹھا ان با خدا کے واسطے

اِئے کریمی شان والے دے عروجِ معرفت
وہ کریمِ شاہ حاجت روا کے واسطے

کلمہء طیّب رہے سانسوں میں میری ہر گھڑی
بادشاہِ قادری کلمہ نما کے واسطے

یا خدا نورِ ولایت سے رہوں میں مالا مال
شان شاہانہ رہے مہتاب شاہ کے واسطے

اعلیٰ حضرت پیر عادلؔ نسبتِ غوثُ الوریٰ
سیرِ باہوتی کرا عادلؔ پیا کے واسطے

اِئے خدائے پاک مرشد کا بنا اک آئینہ
سیّدی و مرشدی فہمی پیا کے واسطے

کر دُعا مقبول تو معرّوف کی اِئے ربُّ العلیٰ
مرشدِ روشن ضمیرِ حق نما کے واسطے

نعت شریف

کتنا لطیف میرے نبی ﷺ کا ظہور ہے
جلوے تو جلوے نور کے پردہ بھی نور ہے

کیسا کرم ہے دیکھئے میرے حضور کا
وہ بھی حضور ہوگیا جو بحضور ہے

بجلی جو طور پر گری غش کھا گئے موسیٰ
قوسین میں بھی میرے نبی ﷺ باشعور ہے

اندازہ کیسے ہو بھلا اُن کے مقام کا
ہر اک شعور معراجِ تحت الشّعور ہے

ہم تو رسولِ پاک کے قدموں میں آگئے
لاکھوں کرامتیں جہاں پائے صدور ہے

کیونکر نہ علم ہو اُنھیں کل کائنات کا
نورِ نبی ﷺ سے جبکہ ہوا کل کا ظہور ہے

فہمی پیا کے نور سے نورانی ہوگئے
اللہ نبی کا نور ہی مرشد کا نور ہے

معرّوف یہ ہے فیصلہ کلمہ قرآن کا
جو ہے نبی سے دور وہ اللہ سے دور ہے

دل لگانا چاہئے

دل محمدؐ سے لگانا چاہئے
مرغِ بسمل تھڑ پھڑانا چاہئے

ہم تڑپتے ہیں تمہارے عشق میں
آپ آؤ یا بلانا چاہئے

پیاس آنکھوں کی بجھاؤ یا نبی
جام جلوؤں کا پلانا چاہئے

کب تلک پھرتے رہیں یوں در بدر
کوئے جاناں میں ٹھکانا چاہئے

یا محمدؐ کیجئے نظرِ کرم
روتے عاشق کو ہنسانا چاہئے

پیر فہمی نے دیا کلمے کا نور
نور سے دل جگمگانا چاہئے

پائے جاناں پہ رہے معرؔوف سر
اس طرح سے موت آنا چاہئے

صدا ہے
محمد ﷺ

میرے دم کی ہر دم صدا ہے محمد ﷺ
میرے دل میں جلوہ نما ہے محمد ﷺ

کوئی دردِ دل کی دوا کیا کرے گا
میں بیمار اُن کا شفا ہے محمد ﷺ

مجھے خاکِ طیبہ میں اپنے ملا لو
یہی ایک دل کی دُعا ہے محمد ﷺ

بڑی مشکلیں ہیں تو فکر کیا ہے
میری مشکلوں کے کشا ہے محمد ﷺ

کسی اور در پہ کیوں جا کے مانگوں
میرے ہر مرض کی دوا ہے محمد ﷺ

کوئی جا کے اہلِ نظر سے یہ پوچھیں
بتائیں گے وہ کیا ہے محمد ﷺ

یہی عاشقوں کا عقیدہ ہے اُن پر
وہ زندہ ہے جلوہ نما ہے محمد ﷺ

جسے بھی ملے گا اُنھیں سے ملے گا
خدا سے بتا کب جدا ہے محمد ﷺ

محمد ﷺ سے ہم ہیں ہم میں محمد ﷺ
یہ دم کا وظیفہ بنا ہے محمد ﷺ

میرے پیر فہمی کے صدقے میں ہم کو
ملا رازِ حق کا پتہ ہے محمد ﷺ

خدا بھی ملے گا مدینے میں معرّوف
مدینے میں رب کی ضیاء ہے محمد ﷺ

سرکار کچھ تو کہہ دو

سرکار کچھ تو کہہ دو ہوگی نہ نظر کب تک
فرقت میں مر رہا ہوں۔ یہ دردِ جگر کب تک

روتا رہوں گا آقا تڑپتا رہوں گا یوں ہی
کب تک نہ تم سنو گے۔ یہ دیدۂِ تر کب تک

دلشاد میرا کردو جلوؤں کے تبسّم سے
دل کی گلی میں مولا۔ ہوگا نہ گزر کب تک

اک بار یوں بلاؤ واپس کبھی نہ لوٹوں
آہوں میں میری آقا۔ ہوگا نہ اثر کب تک

بدکار بے عمل کی گٹھری میں اور کیا ہے
عاصی کی گناہوں سے۔ ہوگی نہ سحر کب تک

فہمی پیا تمہارا منگتا ہوں جھولی بھر دو
دیتا رہونگا دستک۔ ہوگی نہ خبر کب تک

معرّوف ہے تمہارا اُلفت کی لاج رکھ لو
قدموں میں میرے مولا۔ ہوگا نہ گزر کب تک

ooo

آج محفل ہے

ادب سے بیٹھئے غوثُ الوریٰ کی آج محفل ہے
جنابِ غوثِ اعظم دِلربا کی آج محفل ہے

ہمارے ہاتھ میں دامن محمد مصطفےٰؐ کا ہے
اسی نورِ خدا صَلِّ علیٰ کی آج محفل ہے

فرشتے بھی ادب سے نام لیتے غوثِ اعظم کا
جو مثلِ انبیاء جلوہ نما کی آج محفل ہے

ہزاروں مشکلیں بھی دور ہونگی آج محفل میں
ذرا دل سے کہو مشکل کشا کی آج محفل ہے

گنہگاروں نہ گھبراؤ چلے آؤ چلے آؤ
میرے خواجہ پیا غوثُ الوریٰ کی آج محفل ہے

جنابِ غوث کا دامن ملا ہے پیر فہمی سے
ہمارے رہنما کے رہنما کی آج محفل ہے

تصور شیخ کا کرنا وضو ہے یہ طریقت کا
دلِ معرّوف کہتا ہے خدا کی آج محفل ہے

نسبتِ غوثِ اعظمؓ

پیروں کا پیر ہے ۔ کامل فقیر ہے
شاہِ جیلاں دیکھو سب کا دستگیر ہے

بگڑی بنانے والے ۔مردے جِلانے والے
روتے ہنسانے والے ۔لاج نبھانے والے
ہر طرف جلوہ نما ۔ پیروں کا پیر ہے

آپ کے در جو آئے ۔ خالی وہ نہ جائے
پیارے نبی کے صدقے ۔دل کی مراد پائے
رب نے بنایا تم کو ۔ سب کا دستگیر ہے

نورِ نبی ہو آقا ۔ جانِ علی ہو آقا
ابن ِ سخی ہو آقا ۔ کامل ولی ہو آقا
پنجتن پاک کی ۔ منہ بولتی تصویر ہو

المدد غوثِ اعظم ۔ جب بھی پکارا تم کو
آئے مدد کو آقا ۔ ملا کنارہ ہم کو
کہ بیشک غوثِ اعظم ۔ نام بھی اکسیر ہے

کہتے ہیں علم مدینہ۔وہ میرے پیارے نبی ہیں
جس کو دروازہ کہتے ۔ وہ میرے مولا علی ہیں
اللہ ہے تالا جس کا ۔ چابی اس کی پیر ہے

جنابِ غوثِ اعظم ۔ یہ فخرِ انبیاء ہیں
نسبتِ غوثِ اعظم ۔ رکھتے سب اولیاء ہیں
دونوں جہاں میں اُن کا ۔ ثانی نہ نظیر ہے

نعرۂ غوثِ اعظم ۔ دل سے یہ جس نے لگایا
سایۂ غوثِ اعظم ۔ مدد کو اس کی آیا
دستِ یدُاللہ والا ۔ کامل فقیر ہے

میں ہوں مرید اُن کا ۔ پیر ہیں غوثِ اعظم
سانسوں میں میری ہر دم ۔ چلتا ہے اسمِ اعظم
صدقے میں پیر کے ۔ زباں میں تاثر ہے

کبھی پیاسے ہم نے ۔ دل کی مراد پائے
شرابِ قادری وہ ۔ نظروں سے اپنی پلائے
پیرانِ پیر میرا ۔ روشن ضمیر ہے

میرا سفینہ چلا ۔ نام تمہارا لے کر
پھرتے ہیں کوچہ کوچہ ۔ کام تمہارا لے کر
نسبتِ غوثِ اعظم ۔ معرّوف بے نظیر ہے

کہا کیجئے

غوثِ اعظم کہا کیجئے　　جامِ اُلفت پیا کیجئے

نسخہء دافعِ رنج و غم　　غوثِ اعظم جپا کیجئے

کرکے رُخ سوئے بغداد آپ　　دو قدم کو چلا کیجئے

بعد مردن بھی ہو نہ جدا　　عشقِ کامل عطا کیجئے

با وسیلہءِ مرشدِ پاک　　درجہ سب کا بڑا کیجئے

نسبتِ غوثِ اعظم پہ سب　　جان و دل کو فدا کیجئے

ہر نظارہ بنے غوثِ پاک　　آنکھ ایسی عطا کیجئے

وجد میں کعبہ بھی جھوم اُٹھے　　ایسا سجدہ ادا کیجئے

تم کو کہتے ہیں پیرانِ پیر　　رد مصیبت بلا کیجئے

آپ کے خلفاء پھولے پھلے　　پیر فہمی دُعا کیجئے

کہہ رہے ہیں یہ معرّوف بھی
میرے حق میں دُعا کیجئے

جلوۂ غوثِ اعظم (رض)

مجھے اپنا جلوہ دکھا غوثِ اعظم
تجلّی کا پردہ اُٹھا غوثِ اعظم

نہ خود کی خبر ہو نہ دل کی خبر ہو
شرابِ محبت پلا غوثِ اعظم

آشوبِ دوئی کو بھی دل سے مٹا دو
مجھے اپنے رنگ میں رنگا غوثِ اعظم

کجا میں کجا تو کجا دل کجا سر
کہاں ہوش اب ہے ذرا غوثِ اعظم

میرے سر کی زینت ہے سمجھونگا اسکو
رکھو سر پہ نعلین یا غوثِ اعظم

میرے دل میں جلوہ نما جب تمہیں ہو
نہیں خوفِ محشر ذرا غوثِ اعظم

مجھے وصلِ احمد کی خلعت اُڑھاؤ
بے گور و کفن ہوں یا غوثِ اعظم

میری مشکلیں حل ہوئیں ہیں وہیں پر
پکارا جو دل سے میں یا غوثِ اعظم

ہر شئے میں جلوہ تمہارا ہی پاؤں
محبت میں اتنا مٹا غوثِ اعظم

تمہارا تو دامن ہے دامن نبی کا
نبی کی عطا ہے عطا غوثِ اعظم

امیروں کا ملجا مریدوں کا آقا
میرا پیر فہمی بنا غوثِ اعظم

تصور تمہارا ہی کافی ہے مرشد
وظیفہ ہے معرّوف کا یا غوثِ اعظم

غوثِ جیلانی

جبھو آونگی میں تمری نگریا غوثِ جیلانی
ٹھگو لہن انا کی تم گگریا غوثِ جیلانی

بِسر بیٹھی ہوں سدھ بدھ کو جو دیکھن چھاپ نورانی
کچھو لیو ذرا ہماری کھبریا غوثِ جیلانی

ارج سن لو یہ پاپن کی جگادو بھاگ ابھاگن کی
تمہیں جانت ہو سب ہمری گُجریا غوثِ جیلانی

بھنوّر کے بیچ ما نیّا پھنسی ہے ہمری جیلانی
کرو کِرپا مورے بانکے سنوریا غوثِ جیلانی

ہمرے پران پیارے ہو تمہیں ماتھے کے چندن ہو
مورے نینن کے ہو تم ہی کجریا غوثِ جیلانی

جو دیکھی موہنی صورت وہ پیاری پیرفہی ما
جھوکت ہی جات ہے ہمری پگڑیا غوثِ جیلانی

تورے چرنوں کی داسی ہوں چنریا رنگ دو معرّوف کی
بھرو اب پریم سے موری گگریا غوثِ جیلانی

بڑا اعجاز ہے

غوث کی نسبت میں آنا ہی بڑا اعجاز ہے
دل کو کلمے سے جِلانا ہی بڑا اعجاز ہے

جب پکارا غوثِ اعظم آگئے امداد کو
قبلۂِ حاجت کو پانا ہی بڑا اعجاز ہے

سر کو اپنے مل گئی معراجِ نسبت غوث کی
غوث کے دامن میں آنا ہی بڑا اعجاز ہے

غوث اعظم کے مریدوں کو نہیں ہے خوف کچھ
کہدیے لاخوف اتنا ہی بڑا اعجاز ہے

بعدِ توبہ ہی مرے گا غوث کا ہر اک مرید
غوث کا مژدہ سنانا ہی بڑا اعجاز ہے

گردش دوراں نہ ٹکرا ہم غلامِ غوث ہے
ان کی قدرت کو سمجھنا ہی بڑا اعجاز ہے

بن گئی تقدیر اپنی ایک نگاہ فیض سے
غوث کی نظروں میں آنا بڑا اعجاز ہے

ہر طرف جلوہ نما ہیں غوث اعظم دستگیر
چشمِ دل سے دِید پانا ہی بڑا اعجاز ہے

اسمِ اعظم کا مسمی غوث اعظم میں چھپا
یہ وظیفہ دل سے پڑھنا ہی بڑا اعجاز ہے

پیر فہمی سے ملا ہے دامن غوث الوریٰ
قادری نسبت کو پانا ہی بڑا اعجاز

ہم غلامِ غوث ہیں دفتر میں معرّوف نام ہے
غوث کا بندہ کہا نا ہی بڑا اعجاز ہے

وارثِ پاک

حاجی وارث پیا تیرے دربار میں آئے ہیں
نام سن کر تیرا وارث بڑی اُمید لائے ہیں

لاج سر کی رکھو وارث آس در کی رکھو وارث
دربار میں ہم وارث سر اپنا جھکائے ہیں

میرے عالم پناہ ہو تم لے لو اپنی پناہوں میں
جائیں تو کہاں جائیں سب در چھوڑ کے آئے ہیں

یہ ہے تیرا کرم وارث ہر ناز اُٹھائے ہیں
رکھے سب کا بھرم وارث دامن میں جو آئے ہیں

وارث اللہ پکارے کوئی کوئی کہتا ہے حق وارث
نام میٹھا ہے کتنا تیرا منہ میں مصری گھولائے ہیں

کیا یہ شانِ فقیری ہے واللہ بے نظیری ہے
یہ سادگی ہے تیری خاکی بستر لگائے ہیں

یہ راز ہے پوشیدہ کیوں احرام ہے تن پر
احرامِ مقدس میں عیب سب کے چھپائے ہیں

یہاں ہندو بھی آتے ہیں آتے ہیں مسلماں بھی
ہر ایک دیوانے کو نظروں سے پلائے ہیں

نورانی ہے درگاہ شریف جیسے خلد زمیں پر ہو
محسوس یہ ہوتا ہے دستِ حق نے بنائے ہیں

دل سے کہتے چلو یا وارث لب سے رٹتے چلو یا وارث
اک ڈال کے نظرِ کرم بھاگ سب کے جگائے ہیں

وارث کہوں یا فہمی دونوں کی ہے ایک صورت
حیرت میں ہے یہ دُنیا جلوے کیا کیا دکھائے ہیں

میرے پیر کے صدقے میں ہو کرم ہی کرم وارث
معرّوف میرے وارث یہ مدینے سے آئے ہیں

منقبت وارثِ پاکؒ

کہنا پڑے گا آج تو مجھ کو یہ بر ملا
اللہ نے دیا میرے وارث کو مرتبہ

وارث پیا کا دیکھئے عالیٰ مقام ہے
وارث کی بارگاہ میں میرا سلام ہے
فرشِ زمیں سے عرش تک چرچہ یہ عام ہے
تعظیم و ادب کرتے ہیں سب انکی اولیاء

وارث پیا کی ذات تو اک اعلیٰ ذات ہے
اللہ نبی کا ہاتھ تو وارث کا ہاتھ ہے
موجود ان میں دیکھئے کل کائنات ہے
عرشِ بریں بھی دنگ ہے دیکھا جو مرتبہ

زاہد کیا سمجھے گا وارث کی شان کو
اللہ نے بڑھائی ہے وارث کی آن کو
وارث کی شان کھول کے دیکھو قرآن کو
وارث پیا کا جلوہ وہ جلوہ ہے باخدا

کعبے سے کم نہیں ہے یہ دیوا کی سرزمیں
عشاق کا مدینہ بنا دیوا بالیقیں
فرشِ زمیں پہ عرش کا نقشہ ہے کیا حسیں
خلدیں بریں بھی آج یہ دینے لگا صدا

وارث پیا کی شکل میں جلوہ دکھا دیا
پردے تجلّیوں کے وہ سارے اُٹھا دیا
اللہ نبی کے نور سے دل کو سجا دیا
جو دیکھا جلوہ کہنے لگا ہے وہ باخدا

خادم علی شاہ پیر کا صدقہ لٹاتے ہیں
آتے ہیں جو مرادی مرادیں وہ پاتے ہیں
وارث پیا کے نعرہ کو ہر دم لگاتے ہیں
وارث کے در سے کوئی بھی خالی نہیں گیا

وارث پیا نے میرا تو رُتبہ بڑھایا دیا
ادنیٰ غلام سے مجھے اعلیٰ بنا دیا
خاکی وجود نوری بنا کے دکھا دیا
نکلی ہے آج دل سے یہ ہر جھوم کے صدا

آئینہ من عرف کا دکھایا ہے پیر نے
گنجِ خفی کا راز بتایا ہے پیر نے
اللہ نبی سے مجھ کو ملایا ہے پیر نے
فہمی پیا کی شکل میں جلوہ دکھا دیا

محبوب کا یہ ذکر کرو تم ادب کے ساتھ
وارث پیا کے در پہ چلو تم ادب کے ساتھ
بس وارثی نشے میں رہو تم ادب کے ساتھ
معرؔوف آج ہم پہ تو یہ راز ہے کھلا

فنا ہو گئے

عشق میں ہم فنا ہو گئے دونوں عالم بقا ہو گئے

راز کھلنے لگا عشق میں یار میں رونما ہو گئے

کیا نظر تھی محبت کی وہ اُس نے دیکھا فدا ہو گئے

شوقِ دیدار میں یہ ہوا ہو بہو آئینہ ہو گئے

بُت پرستی عبادت ہوئی وہ صنم سے خدا ہو گئے

ایک ایسی خطا ہو گئی وہ کرم کی گھٹا ہو گئے

اشک بہنے لگے یاد میں باوضو با صفا ہوگئے

عشق ہے جن میں جلوہ نما اُن سے پوچھو وہ کیا ہوگئے

یہ حقیقت کھلی یار کی مدعی مدعا ہوگئے

پیر فہمی کا فیضان ہے رازِ حق کا پتہ ہوگئے

یہ بھی معراجِ معرّوف ہے
عشق میں لاپتہ ہوگئے

سکون پائے

تمہارے نقشِ قدم پہ چل کے ہم خود میں رب کا پتہ ہیں پائے
ہزاروں سانسیں تڑپ رہی تھیں شکرِ خدا ہے سکون پائے

خودی میں ہم ڈھونڈتے ہیں اُن کو شکرِ خدا ہم نہیں ہیں گمراہ
خودی سے باہر جو ڈھونڈتے ہیں پتہ خدا کا کیا وہ بتائے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
جہاں بھی ہم نے ہے سر جھکایا اُنھیں کا نقش و نگار پائے

کبھی وہ سانسوں سے کھیلتے ہیں کبھی وہ دل میں مچل رہے ہیں
کبھی وہ آنکھوں سے جھانکتے ہیں میرے وجود میں وہ ہیں سمائے

ہر روپ اُنکے ہر رنگ میں وہ ہر اک ڈھپ میں وہ آرہے ہیں
نگاہِ بسمل کہاں پہ ٹھہرے کہ سارے جلوؤں میں وہ سمائے

وہ کم نظر کو نظر نہ آئے بے قید جلوے کسے دکھائیں
کہ لا پتہ کا پتہ یہی ہے ہر اک پتے میں پتہ بتائے

یہ میکدہ ہے فہمی پیا کا یہاں پہ رندوں کی دھوم دیکھو
کوئی اناالحق کو پی رہا ہے کوئی نشے میں خدا بتائے

میں نور بھی ہوں میں نار بھی ہوں یہ خیر و شر کو مجھی میں دیکھو
نہیں ہے معرّوف کچھ ہم سے باہر جو دید والے ہیں راز پائے

ساقی

عشق کا جس کو درد ہے ساقی
عشق والا ہی مرد ہے ساقی

دم بدم سانس آتی جاتی ہے
پیر کلمے کا مرد ہے ساقی

کون قطرے میں چھپ کے آیا ہے
ہوش کیوں تیرا سرد ہے ساقی

پیا کلمے کا جو بھی پیمانہ
وہ تو عرفاں کا مرد ہے ساقی

جاننے والے جان لیتے ہیں
کون یہ تیرے نزد ہے ساقی

جس میں اللہ نبی نظر آئے
پیر فہمی وہ مرد ہے ساقی

اُن کے جلوے کچھ ایسے ہیں معرؔوف
دیکھنے والا زرد ہے ساقی

کس میں ہے

گنجِ مخفی کا خزانہ کس میں ہے
یار کا اپنے ٹھکانہ کس میں ہے

کون سا وہ علم تھا زیرِ بحث
سر ملائیک کا جھکانا کس میں ہے

دیکھ کر ایک دانۂ گندم کو کیوں
ہوگیا آدم دیوانہ کس میں ہے

عرش سے یہ فرش پر آنا پڑا
رات دن آنسو بہانا کس میں ہے

ساتؔ دریا پار کرکے آئے ہیں
کس طرح واپس ہے جانا کس میں ہے

کون سا قرآں ہے نقطے کے بغیر
اس کا پڑھنا اور پڑھانا کس میں ہے

یار خود آیا برقعہ اوڑھ کر
پیر فہمی کا بہانہ کس میں ہے

کوئی دیوانہ کوئی مدہوش ہے
ایک تیرا معرّوف فسانہ کس میں ہے

پلا رہے ہیں

پڑھا کے کلمہ ہماری روح کو شرابِ وحدت پلا رہے ہیں
نہ جانے مردہ دلوں کو کتنے وہ اک پل میں جِلا رہے ہیں

کیا ہے شریعت کیا ہے طریقت کیا ہے حقیقت اور معرفت کیا
وہ درس عرفاں کا ہم کو دے کے مقامِ وصلت بتا رہے ہیں

وہ حسن بھی ہیں وہ عشق بھی ہیں وہ نور بھی اور وہ نار بھی ہیں
کسی میں پنہاں کسی میں ظاہر ہر اک رنگ میں وہ آ رہے ہیں

حدودِ دیر و حرم کو چھوڑے ہر اک رسم و رواج توڑے
صنم پہ تن من کو ہے لٹائے صنم کو کعبہ بنا رہے ہیں

ہم کون ہیں یہ کیسے بتائیے   یہ رازِ اُلفت کیسے سنائیں
جو لا مکاں میں سما نہ پایا   وہ آج دل میں سما رہے ہیں

کرم ہے فہمی پیا کا ہم پہ   اُنھیں کے صدقے بھرم ہے اپنا
اُنھیں سے سانسیں چمک رہی ہیں   وہی تو سانسوں میں آ رہے ہیں

خدا کا اپنے پتہ یہی ہے   جہاں محمد ﷺ خدا وہیں ہے
وہ نورِ احمد چھپا ہے ہم میں   یہی تو معرّوف بتا رہے ہیں

بیٹھے ہیں

آنکھ تم سے لڑائے بیٹھے ہیں
دل سے دل کو ملائے بیٹھے ہیں

جاں کی بازی لگائے بیٹھے ہیں
تن کا چوسر بچھائے بیٹھے ہیں

جیت لیں گے یا ہار جائیں گے
تم پہ سب کچھ لگائے بیٹھے ہیں

گھر تمہارا ہے یہ چلے آؤ
اس لئے دل سجائے بیٹھے ہیں

حال بے حال ہو گیا اپنا
بوجھ سر پر اُٹھائے بیٹھے ہیں

اُن کی ہر سانس کو ہوئی معراج
جو بھی کلمہ بسائے بیٹھے ہیں

روح کی مچھلی ہے ''لا'' کے دریا میں
''ھو'' کا کانٹا لگائے بیٹھے ہیں

اللہ والوں کی خاص محفل کو
اللہ والے سجائے بیٹھے ہیں

پیر فہمی نے اپنی آنکھوں سے
حُسنِ وحدت پلائے بیٹھے ہیں

راز کہہ دوں تو سر کٹے معرّوف
راز وہ ہم چھپائے بیٹھے ہیں

یار نے

عشق کا پتلا بنایا یار نے
نور کی شمع جلایا یار نے

پانچ رنگوں سے رنگا کر یار نے
لا کے چھٹّے کو بٹھایا یار نے

تین پڑھ کے تکبیریں آدم پہ پھر
دم کا جھولا تب جھلایا یار نے

کیا چھپا ہے نفس کی ترکھوٹ میں
کس لئے پہرا بٹھایا یار نے

پتلائے آدم میں خود ہی بیٹھ کر
اللہ ھُوْ کا غل مچایا یار نے

باندھ کر سر پر عمامہ عشق کا
در بدر ہم کو پھرایا یار نے

پیر فہمی کا بڑا احسان ہے
خواب سے ہم کو جگایا یار نے

کیا نشہ معرّوف ہے یہ عشق کا
نظروں سے اپنی پلایا یار نے

چاہیئے

پیر کو دل میں بسانا چاہیئے
ہر گھڑی پھر دید پانا چاہیئے

ہم کہاں سے آئے تھے جانا کہاں
جان کر اتنا تو جانا چاہیئے

دردِ دل کی ہے جنھیں پہچان تو
حالِ دل اُن کو سنانا چاہیئے

ہے اگر پہلو میں تیرے دل جواں
دل کو دلبر سے لگانا چاہیئے

عاشقِ صادق کا بس یہ فعل ہے
چوٹ کھا کر مسکرانا چاہیئے

عشق کے مذہب کا قبلہ پیر ہے
سر کو قدموں میں جھکانا چاہیئے

یہ شرابِ معرفت پچتی نہیں
ظرف والوں کو پلانا چاہیے

پیر کو اپنے بنا کے آئینہ
رازِ صورت اُس میں پانا چاہیے

پیر فہمی پر ہزاروں جاں فدا
جانِ جاں پر جاں لٹانا چاہیے

مرشدوں کا قول ہے معرّوف یہ
راز پا کر سر جھکانا چاہیے

کیا بُرا کیا

اپنے صنم سے پیار کیا ۔ کیا برا کیا
جان و جگر نثار کیا ۔ کیا بُرا کیا

پیشِ حضور چشمِ کمانوں کو تان لی
تیرِ نظر کا وار کیا ۔ کیا بُرا کیا

دامن کو گناہوں سے بچانا بھی ہے گناہ
رحمت کو شرمسار کیا ۔ کیا بُرا کیا

رازِ اَنا کو پاتے ہی منصور نے کہا
سر کو بھی سرِ دار کیا ۔ کیا بُرا کیا

انگلی اُٹھا رہی ہے میرے کام پہ دُنیا
روحانی کاروبار کیا ۔ کیا بُرا کیا

ہم تو اُلجھ کے رہ گئے زُلفوں کے جال میں
اک دِلربا سے پیار کیا ۔ کیا بُرا کیا

ہم کو نہیں ہے خوف و خطر مال ہے کھرا
سودا سرِ بازار کیا ۔ کیا بُرا کیا

کلمے کے تار سے گندہ نسبت کے پھول کو
دم کو گلِ گلزار کیا ۔ کیا بُرا کیا

فہمی پیا کے فوج کے ہم تو سپاہی ہیں
ہمیں قادری سالار کیا ۔ کیا بُرا کیا

معرؔوف سو رہے تھے جو غفلت کی نیند میں
بیدار ہمیں یار کیا ۔ کیا بُرا کیا

جھکاتے ہیں

در پہ مرشد کے سر جھکاتے ہیں
سوئی قسمت کو ہم جگاتے ہیں

دونوں عالم کو بھول جاتا ہوں
اس طرح دل میں وہ سماتے ہیں

خوف کیوں ہو تیرے دیوانے کو
لاجِ اُلفت کو وہ نبھاتے ہیں

روز و شب ہے وظیفہ مرشد کا
وہی بگڑی میری بناتے ہیں

جو بھی لیتا ہے نامِ فہمی پیر
ہم اُسی در پہ سر جھکاتے ہیں

اِس سہارے پہ بیٹھے ہیں معرّوف
میرے سرکار کب ہنساتے ہیں

نکتہ کی سمجھ

پیر سے نکتہ سمجھ میں آتا ہے
اللہ دیتا ہی نہیں دلواتا ہے
کہہ دیا کس نے وہ اللہ ایک ہے
"قل ھُو اللہ" راز کھلتا جاتا ہے
اسمِ اعظم کا مسمّٰی کون ہے
راز کیوں وہ کہنے سے گھبراتا ہے
سب کتابیں گھول کر پی لو تو کیا
پیر بتلائے سمجھ میں آتا ہے
اولیاء کا جو مشن لے کر چلا
خادمِ مرشد وہی کہلاتا ہے
دار سے منصور نے ہنس کر کہا
خود وہ کہتا ہی نہیں کہلواتا ہے
پیر بھی نور کے برقع میں ہیں
نور ہی تو نور میں سماتا ہے
نور کیا ہے نار کیا ہے معرّوف کہو
رازِ قدرت کس لئے چھپاتا ہے

سمجھ کے پڑھ

اپنے وجودِ پاک کو قرآں سمجھ کے پڑھ
عکسِ جمالِ یار کا عرفاں سمجھ کے پڑھ

انسان پر ہے خاتمہ اُمّ الکتاب کا
قرآن کا قرآن ہے انساں سمجھ کے پڑھ

ایمان کا ایمان ہے اپنا وجودِ پاک
رکھ اپنے پہ ایمان تو ایماں سمجھ کے پڑھ

گنجِ خفی کی جان ہے یہ من عرف کی شان
چہرے کو اپنے ہو بہو رحماں سمجھ کے پڑھ

سب کچھ تو پڑھ چکے ہو تم حیوان کی طرح
یہ نور کی پہچان ہے ناداں سمجھ کے پڑھ

اللہ نبی کی شکل ہی مرشد کی شکل ہے
فہمی پیا کو پیکرِ یزداں سمجھ کے پڑھ

اللہ نبی کا بھید تو معرّوف دم میں ہے
تارِ نفس کو بولتا قرآں سمجھ کے پڑھ

وہ کیا جانے

نا سمجھے خود کو جو شانِ خدا وہ کیا جانے
انا کے نقطے میں کیسا چھپا وہ کیا جانے

بنا ہے نورِ محمّد سے یہ سراپا جسم
خودی کی دید ہی دیدِ خدا وہ کیا جانے

فقط ہے راز یہی لاَ میں اور اِلاّ میں
نہیں ہے کون یہاں ہے کا پتہ وہ کیا جانے

ہوا نا آشنا آواز صوتِ سرمد سے
کوئی تو دے رہا ہر دم صدا وہ کیا جانے

نہیں ہے ہاتھوں میں تسبیح کے دانے اے زاہد
رگ و ریشے سے ہوں یادِ خدا وہ کیا جانے

ملے ہیں دونوں جہاں نام ِ محمّد کا ظہور
کہاں تھے دونوں مگر اُس کا پتہ وہ کیا جانے

ہزارو گم ہوے تیرا پتہ پیر فہمی
گے جو ڈھونڈنے اس کا پتہ وہ کیا جاے

خدا کے علم میں بن کے آنا تھے معّروف
وہ راز نقطے کا عارف سوا وہ کیا جانے

یہ تو فہمی پیا کی گنبد

یہ تو فہمی پیا کی گنبد ہے
ولیِ با صفا کی گنبد ہے

مشکلیں دور ہونگی اس در سے
میرے مشکل کشا کی گنبد ہے

وہی گنبد نشی ہے گنبد میں
خواجہ غوث الوریٰ کی گنبد ہے

رازِ عرفان کھلا گنبد کا
من عرف، شش نما کی گنبد ہے

ارواحیں رقص کرتی گنبد میں
مرکزِ اولیاء کی گنبد ہے

کوئی خالی نہ گیا گنبد سے
سب کے حاجت روا کی گنبد ہے

دیکھ گنبد کو خلفاء یہ بولے
نقشہ عادل پیا کی گنبد ہے

پیاری لگتی ہے نور کی گنبد
نورِ حق دلبربا کی گنبد ہے

چڑھتے ہی نور کا کلاس معروف
ہوئی تکمیل حق نما کی گنبد ہے

ذرا بے خبر

تو نہیں ہے مجھ سے ذرا بے خبر
تیری آنکھوں سے بچ کر کدھر جاؤں گا
میں تیرا تھا تیرا ہوں تجھے ہے خبر
تیری چوکھٹ پہ آ کے ہی مر جاؤں گا

میں ہوں ٹوٹا ہوا میں ہوں بکھرا ہوا
زندگانی کے قِصوں میں الجھا ہوا
تو بچا لے کرم سے اے میرے خدا
تیرے در سے اٹھا تو کدھر جاؤں گا

میرے سازِ نفس کی روانی ہے تو
میری ہستی ہے تو ۔ زندگانی ہے تو
تیرے جلوے ہی ہیں میرے پیشِ نظر
تیرے جلوؤں میں خود کو بکھر جاؤں گا

ڈال دے دل پہ میرے وہ نوری نظر
میرے دل میں رہے بس میرا دلبر
تیری رحمت کا سایہ رہے عمر بھر
تیرے فضل و کرم سے نکھر جاؤں گا

میں نہ تجھ سے جدا تو نہ مجھ سے جدا
نوری پردہ بھی ہو پھر کیوں درمیاں
تجھ میں رہ کر ہی تجھ کو دیکھا کروں
جان پہچان کے باخبر جاؤں گا

لامکاں تک گئے ہیں میرے نبیؐ
بن گئے اُن کے نقش پیر فہمی
اُن کے قدموں میں خود کو مٹانے تو دو
مٹتے مٹتے خود ہی سنور جاؤں گا

لاکھ الزام سر پہ آئے تو کیا
فانی دنیا ہمیں بھول جائے تو کیا
میں تمہیں یاد ہوں یہ بڑی بات ہے
اس کرم پہ معرؔوف مر جاؤں گا

تیری تلاش و طلب میں

تیری تلاش و طلب میں کہاں کہاں بھٹکا
کبھی صنم میں حرم میں دیر میں بھٹکا

کبھی تو کھو گیا میں وادیِٔ ظلمت میں
پہن کے نور کا جامہ یہاں وہاں بھٹکا

یہاں سب پھیرتے ہیں تسبیحوں کے دانے کو
ہر ایک دانے میں دانا بن کے بھٹکا

کبھی تو بک گیا مصر کے بازاروں میں
تمہارے ملنے کی خاطر کہاں کہاں بھٹکا

کبھی یعقوب کی آنکھوں میں ڈھونڈتا ہوں تجھے
کبھی یوسف کے تبسّم میں بھٹکا

کبھی طائف کے سنگریزوں سے پوچھتا ہوں تیرا پتہ
تپتے صحراؤں میں آبلہ پاؤں بھٹکا

خاک کے ڈھیر میں موسیٰ نا تیرے جلوے تھے
کوہِ طور پہ مثلِ عاشق بھٹکا

گرم آہوں کی تلاشی کر لی ہم نے
دھڑکتے دل کی صدا میں بھٹکا

پتہ مَیں خود کا لگانے معرّوف
کبھی یہاں کبھی وہاں۔ کہاں کہاں بھٹکا

کون ہوں میں کون ہوں

کون ہوں میں کون ہوں اتنا تو بتلا دے مجھے
کب سے تھا اور کب سے ہوں کوئی تو سمجھا دے مجھے

کس کی ہستی کا تماشا بن کے آیا ہوں یہاں
کون مجھ میں جلوہ گر ہے جلوہ دکھلا دے مجھے

کس کا بندہ کون مولا کون خالق ہے میرا
مقصدِ تخلیق کا نکتہ یہ سمجھا دے مجھے

اپنے عرفاں کا تماشا دیکھنے کے واسطے
کس کا آئینہ بنا کے بھیجا یہ بتلا دے مجھے

ذرّہ ذرّہِ میں یہاں پہ کون جلوہ گیر ہے
کیا فنا ہے کیا بقا کوئی تو دکھلا دے مجھے

وہ دور ہو کے پاس ہے یا پاس ہو کے دور ہے
آیتِ نحنُ اَقرب کوئی تو سمجھا دے مجھے

ہمکلامی جس نے بخشی طور پہ موسیٰ کو جو
کون تھا منصور میں اتنا تو بتلا دے مجھے

فرش پہ پردہ نشیں اور عرش پہ جلوہ نشیں
کُنتُ کنزًا کی حقیقت واعظ بتلا دے مجھے

آئینے میں پیر فہمی کے نظر آیا ہے وہ
خود ہی کہتا پیار سے کوئی تو دکھلا دے مجھے

اپنی پہچاں کے لیے ظاہر کیا معرؔوف کو
کون ظاہر کون باطن اب یہ دکھلا دے مجھے

کلام اُن کا ہے

دونوں عالم میں نام اُن کا ہے
ربِّ حق کا کلام اُن کا ہے

اُن کے دل کو مدینہ کیوں نہ کہوں
دل میں جن کے قیام اُن کا ہے

سینہ بہ سینہ راز کھلتا گیا
ہاتھ ان کا ہے جام اُن کا ہے

ڈوبا سورج پلٹ دے پل بھر میں
دو جہاں میں نظام اُن کا ہے

رب نے ہنس کر کہا فرشتوں سے
چھیڑو مت یہ غلام اُن کا ہے

بگڑی قسمت کو وہ سجاتے ہیں
یہ کرم ان کا کام اُن کا ہے

دل ہوا پاک کلمہ پڑھنے سے
کلمہ طیب میں نام اُن کا ہے

جا کے تم دیکھ لو مدینے میں
پہرے ان کے نظام اُن کا ہے

جن کی سانسوں میں کلمہ ہے روشن
سب میں اعلی مقام اُن کا ہے

پیر فہمی سے ہم ہوئے روشن
دل میں سانسوں میں نام اُن کا ہے

رقص کیوں نہ کریں گے سب معرؔوف
قلم میرا کلام اُن کا ہے

ooo

منکا منکا رول

نو دروازے بند کر کے منکا منکا رول
خود کی منزل پانا ہے تو من کی آنکھیں کھول

کعبہ کاشی دیکھ آئے ملا نہیں وہ یار
خود میں رب کو پانا ہے تو مرشد مرشد بول

کرجتن اپنے رتن کا وقت ہے انمول
ایک دن ہے سب کو جانا خالی رہے کشکول

کون بندہ کون مولا کون ہے ابلیس
ہے کہاں تینوں چھپے یہ راز خود میں ٹٹول

راز کیا دم میں چھپا ہے دم میں ہے یہ کون
آتے جاتے دم کی خبر لے مرشد کا ہے قول

بانسری روزِ ازل سے بج رہی تن میں
کون سی اس میں صدا ہے راز تو یہ کھول

آبِ کوثر کس کو کہتے جان ائے طالب
دسویں در سے بہتا کوثر راز ہے انمول

یہ وظیفہ مشکلیں آسان کر دے گا
ذکر کرلے تو علی کا مولا مولا بول

پیر فہمی مرشدِ کامل ہیں میرے
پیر کا کر کے تصّور برزخ بنا انمول

نحنُ اَقرب، گنجِ مخفی، من عرف، عرفاں
جان کر یہ بھید معرّوف راز کو نہ کھول

پتہ مجھ کو ملا

پتہ مجھ کو ملا اپنے خدا کا
ہے شکلِ پیر آئینہ خدا کا

اَنَا کو اپنی پہلے کر فنا تو
پتا تجھ کو چلے گا پھر بقا کا

اگر تو چاہتا ہے رازِ تصّوف
پکڑ دامن کسی اہلِ صفا کا

وہی ہے دوست پنجتن کے یارو
ملا دامن جنھیں ہے مصطفیٰ کا

خودی میں گھول لیتے ہیں خدا کو
یہ بھی ایک رنگ ہے اہل صفا کا

ہیں پلکیں چادرِ گُل صلّیِ علیٰ
میری آنکھیں ہیں روضہ مصطفیٰ کا

میرے فہمی پیا کی شکل میں ہی
ہاں دیکھا چہرہ میں نے مصطفیٰ کا

طوافِ دل کرینگے کیوں نہ معرّوف
مدینہ دل بنا ہے مصطفیٰ کا

تجھ سے قائم میری زندگانی رہے
میرے دل پہ تیری حکمرانی رہے

تجھ سے
قائم میری
زندگانی رہے

غوثِ اعظم کی تجھ میں ادا ہے
میرے خواجہ کی جود و سخا ہے
رہوں مرشد کے در۔ پڑے شام و سحر
تیرے قدموں میں یہ زندگانی رہے

تو ولایت کا ہے ایک سمندر
غوث و ابدال قطب و قلندر
جن پہ نظریں ہوئی۔ بن گئے وہ ولی
دل پہ نظرِ کرم نورانی رہے

رازِ کلمہ ملا تیرے در سے
بابِ عرفاں کھلا تیرے در سے
ملا خود کا پتہ جب تو مل گیا
تیرے کلمے کی دم میں روانی رہے

گنج مخفی سے آیا نکل کر
گنج مخفی میں پہنچا سنبھل کر
سب میں تیری جھلک ۔ کیا زمیں کیا فلک
میمِ احمد میں رازِ نہانی رہے

چار الف کا تو جامہ پہن کر
نورِ احمد کی چھنی میں چھن کر
شکلِ آدم لیا ۔ بن گیا مصطفٰی
میرے ہاتھوں میں تیری نشانی رہے

پیر فہمی تو ہے خزینہ
آنکھ مکہ تو دل ہے مدینہ
تیرا حسن و جمال ۔ نہیں تیری مثال
تیرا جلوہ ہی دیدِ رحمانی رہے

پیر فہمی کی کتنی ہیں کرنیں
کچھ ہیں معرّوف تو کچھ ہیں نگینے
مجھے تم مل گئے گویا سب مل گیا
دل کی دنیا سدا لامکانی رہے

☆☆☆

سلام سرکار پیر عادلؔ رحمۃ اللہ علیہ

اے عادل پیا لو سلام اب ہمارا
تمہیں سے ہے روشن یہ سینہ ہمارا

تجلّی کا پردہ ہٹاؤ تو رخ سے
وہ نورانی چہرے کو دیکھیں تمہارا

کہاں جاؤں آقا کہاں جاؤں مولا
نہ رُسوا کرو اب مجھے تم خدارا

بھنور سے سفینہ ابھی پار ہوگا
ہزاروں ہیں طوفاں اک عادل کنارہ

چلے ہیں حوادث جو ہم کو مٹانے
وہ کیسے مٹے جو ہے عاشق تمہارا

کہ رکھنی پڑے گی میری لاج آقا
ہے ہاتھوں میں میرے یہ دامن تمہارا

تڑپتے ہیں عاشق تیری ایک جھلک کو
چلے آؤ چلمن سے باہر خدارا

کہ مہتاب شاہ کے تصدّق میں عادل
عطا ہو ہمیں کچھ تو صدقہ تمہارا

ملے پیر فہمی سے عادؔل پیا بھی
ہے صورت میں اُن کے خدا کا نظارہ

کرے التجا اب یہ معرّوف ادب سے
اے عادل پیا لو سلام اب ہمارا

سلامِ غوثیہؓ

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام
تاجدارِ ولایت پہ لاکھوں سلام

جس نے دیکھا اُنھیں وہ خدا پا لیا
مظہرِ ذاتِ وحدت پہ لاکھوں سلام

بجھتے دل جل اُٹھے مردے زندہ ہوئے
اک نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جن کی گردن پہ ہے وہ ولی ہوگیا
مہرِ قدمِ ولایت پہ لاکھوں سلام

جس کو چاہا تو پل میں ولی کردیا
ایسی شانِ حکومت پہ لاکھوں سلام

جو بھی دامن میں آیا ولی ہوگیا
غوثِ اعظم کی نسبت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم ہتھیلی میں رائی دکھے
حاملِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

اولیاء اصفیاء خواجہ غوث و قطب
پڑھتے سب اُن کی عظمت پہ لاکھوں سلام

سب حدیں جن کے زیرِ قدم با خدا
اس جامعِ کرامت پہ لاکھوں سلام

پیر فہمی سے چشمے خلافت بہے
ایسی کامل خلافت پہ لاکھوں سلام

جو بھی معرّوف پڑھا وہ ہے بخشا گیا
جاری روشن امامت پہ لاکھوں سلام

سلام امامِ حُسینؓ

حُسین ابنِ حیدر سلامُ علیک
محمدؐ کے دلبر سلامُ علیک

ہے اسلام زندہ تاباں تمہیں سے
ہو نورِ پیمبر سلامُ علیک

کہے کربلا یہ شہادت پہ آقا
شہیدوں کے افسر سلامُ علیک

فلک پر ملائیک بھی آنسوں بہائے
جو دیکھا یہ منظر سلامُ علیک

کٹائے ہیں سر کو لٹائے ہیں گھر کو
نفوسِ بہتر۷۲ سلامُ علیک

تمہارا گھرانہ ہے نوری گھرانہ
گواہ سورہِ اطہر سلامُ علیک

تمہیں سے ہوئی حق و باطل کی پہچاں
اماموں کے رہبر سلامُ علیک

ہے حسنی حُسینی میرے پیر فہمیؔ
یہ تن من نچھاور سلامُ علیک

یہ معروفؔ قلم بھی کہے با ادب سے
وہ سر کو جُھکا کر سلامُ علیک

آقا مدینے والے لے لو سلام ہمارا

آقا مدینے والے دل نے تمہیں پُکارا
لے لو سلام ہمارا لے لو سلام ہمارا

لولاک کا وہ سہرا باندھے تمہارے سر پر
جُھکنے لگی خُدائی آقا تمہارے در پر
خود ہی خُدا نے اپنے جب نام سے پُکارا

فریاد کر رہے ہیں گِر کر سنبھل رہے ہیں
ہم یاد میں تمہاری کروٹ بدل رہے ہیں
سرکار اب تو چمکے آنکھوں میں وہ نظارہ

سرکارِ دو جہاں کا جس نے وسیلہ پایا
جس نے نبی کے در پر سر اپنا ہے جُھکایا
اُس کا بلندی پر ہے تقدیر کا ستارہ

خوشبوئے عشقِ احمد مہکے ہمارے تن میں
تم چیر کر تو دیکھو عاشق کے اس کفن میں
آنکھیں پھٹی رہیں گی دیکھو گے جو نظارہ

فریاد سُن ہماری او بے کسوں کے والی
آئیں ہیں جو سوالی جائیں نہ ہاتھ خالی
آتے ہو تم مدد کو جب دل سے جو پکارا

غوثؒ الوریٰ سے مانگو خواجہ پیا سے مانگو
محبوب کا یہ در ہے لیکن ادب سے مانگو
ہوگی مُراد پوری دامن کو جو پسارا

فہمیؔ پیا کا عاشق سرکار کا دیوانہ
سرکار نے ہی بخشا عرفان کا خزانہ
اللہ کی قسم میں بھی سرکار ہوں تمہارا

ان کا کرم ہے شامل تو بات بن گئی ہے
شاہِ عرب کے صدقے جھولی بھری ہوئی ہے
معرّوف جان اپنی آگے تمہارے ہارا

اہلِ سلسلہ حضرت پیر فہمیؔ مدظلہ العالی کے خدمات

website : www.maroofpeer.com | Email : maroofpeer@maroofpeer.com

عرفانِ معروؔف

آستانہءِ معروف پیر، مدّی کُنٹا گاؤں، سداشیو پیٹ منڈل، ضلع میدک، تیلنگانہ۔

Contact : +91 9324 8324 90 / +91 9967 9857 02